اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتیِ اُمت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
(حالیؔ)

پیرِ کامل صورتِ ظلِّ الٰہ
یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا
(رومیؔ)

نام کتاب : زیاراتِ مصر (تحریر و تصاویر کے آئینے میں)
مؤلف : افتخار احمد حافظ قادری
تاریخِ اشاعت : ربیع الثانی 1429ھ، مئی 2008ء
تعداد اشاعت : آٹھ صد
ہدیۂ کتاب : تین صد (300) روپے

افتخار احمد حافظ قادری کی جملہ کتب کے حصول کیلئے رابطہ

۱- **اشرف بک ایجنسی**
کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5531610

۲- **احمد بک کارپوریشن**
اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5558320

زیاراتِ مصر

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

خصوصی تذکرہ

قطبِ زماں سیدنا ابوالحسن الشاذلی

باجازت

السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی

مدینہ منورہ

دعائے خصوصی

★ شہزادہ غوث الثقلین السید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ سدرہ شریف

★ قاضی رئیس احمد قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ
ڈھوک قاضیاں شریف، راولپنڈی

از مؤلف

افتخار احمد حافظ قادری

وظیفۂ خداوندی و ملائکۂ کرام
نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنا
اللھم صل وسلم
علی سیدنا محمد
النبی الامی وآلہ

درود النور الذاتی
لسیدنا ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الذَّاتِیْ وَالسِّرِّ
السَّارِیْ فِیْ سَائِرِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتْ

یہ دُرود پاک سیدنا حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا تالیف کردہ ہے، سیدی شیخ شہاب الدین احمد بن عبدالفتاح بن یوسف بن عمر الملوی الشافعی المصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۸۱ ہجری) فرماتے ہیں کہ اس دُرودِ پاک کا ایک مرتبہ پڑھنا ایک لاکھ دُرودِ پاک پڑھنے کے برابر ہے۔

انتساب

اپنی اس قلیل سی کوشش کو بارگاہِ قطبِ زماں، واقفِ اسرار و رموزِ خفی و جلی حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ آپ اس قلیل سی کوشش کو قبول و منظور فرما کر بندۂ ناچیز کو بھی ہمیشہ اپنی نگاہ میں رکھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ
اَبِی الْحَسَنْ الشَّاذِلِی رضی اللہ عنہ
اَنْ تُقْضِی حَاجَتِی
وَ تَکْفِینِي مُھِمَّاتِی

افتخار احمد حافظ قادری

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
4	★ وظیفۂ خداوندی وملائکہ کرام
5	★ وِرْدُ والنور الذاتی
6	★ انتساب کتاب
7	★ فہرست
10	★ مدینہ منورہ سے پیغام
11	★ مدینہ منورہ سے پیغام کا ترجمہ
12	★ تقریظ
14	★ مقدمہ
17	★ پیش لفظ
21	**باب اول**
22	★ ارضِ مصر
23	★ قاہرہ میں میلاد النبی ﷺ کی تقریبات
25	**﴿زیارات قاہرہ﴾**
27	★ راس سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
28	★ سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا
30	★ سیدۃ رقیہ رضی اللہ عنہا
31	★ سیدۃ عاتکہ وسیدی الجعفری رضی اللہ عنہما
31	★ سیدی محمد الانور رضی اللہ عنہ
31	★ سیدۃ سکینہ رضی اللہ عنہا
32	★ سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا
35	★ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا
36	★ سیدی محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ
36	★ فاتح مصر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
38	★ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ
38	★ سیدۃ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا

فہرست

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان

بسم الله الرحمن الرحيم

المدينة المنورة

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا الانبياء والمرسلين و على اله و صحبه وسلم

جزى الله عنا سيدنا و مولانا محمد ما هو اهله

قال سبحانه و تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

وقال عز من قائل ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

اقدم هذه الرسالة من المدينه المنوره زادها الله شرفاً مع تمنياتي و تهاني و دعائي للمحب المخلص افتخار احمد حافظ القادري الشاذلي الذي مَنّ الله عليه و رزقه محبة سيد الاولين والاخرين صلى الله عليه وآله وسلم و محبةُ اهل بيته و محبةُ جميع اوليائه خصوصا سيدي عبدالقادر الجيلاني و سيدي ابو الحسن الشاذلي رضي الله عنهما اما بعد فان كتاب "الاماكن المقدسة في الديار المصرية" مع الصور الملونه و ذكر الاولياء الموجودين في القاهره والاسكندرية و طنطا و دسوق و خاصة ذكر احوال سيدي ابو الحسن الشاذلي الذي يقوم با عداده و ترتيبه و نشره الكاتب الاخ العزيز الذي نذر و قته الكبير في خدمة التاليف عن البلاد الاسلاميه. جزى الله بهذا العمل خير الدنيا والاخرة و جعله في ميزان حسناته و نسئل له دوام التوفيق و العفو والعافية في الدين والدنيا والاخرة وان الله سبحانه و تعالى يكرمه بفتح عظيم وان يكرمه بكرامة هؤلاء الاولياء العارفين بالله بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه وآله وسلم

والسلام عليكم ورحمة الله و بركاته

السيد تيسير محمد يوسف الحسني السمهودي المدني

المدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

مدینہ منورہ سے پیغام

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا الانبياء والمرسلين و على اله و صحبه وسلم

جزى الله عنا سيدنا و مولانا محمد ما هو اهله

قال سبحانه و تعالى الا ان اوليا الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

وقال عز من قائل ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

ترجمہ

مدینہ منورہ سے یہ پیغام اپنی نیک تمناؤں، مبارک باد اور دعاؤں کے ساتھ اپنے مخلص محب افتخار احمد حافظ قادری شاذلی کو ارسال کر رہا ہوں کہ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل وکرم سے اپنے پیارے حبیب ﷺ، اُن کی اہلِ بیتِ کرام، اولیائے کرام بالخصوص سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی و سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہما کی الفت ومحبت عطا کی ہے۔

کتاب "**زیارات مصر**" جو کہ اولیائے اسکندریہ، طنطا، دسوق اور بالخصوص سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے ذکرِ جمیل اور رنگین تصاویر سے مزین ہے۔ جس کو اپنے عزیز بھائی ومصنف جو اس سے قبل بھی بلادِ اسلامیہ کے بارے میں کافی تحریر کر چکے ہیں، اس کتاب کو شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اس عمل کی جزا عطا فرمائے۔ ہم ان کیلئے دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں دین ودنیا کی بھلائی نصیب فرمائے، ان کے اس عمل کو ان کے نامۂ حسنات میں درج فرمائے، ان کو فتح عظیم سے نوازے اور اپنے ان اولیائے کرام اور عارفین باللہ کی کرامت کے طفیل اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ان کو اپنے خصوصی انعام واکرام سے نوازے۔ آمین!

والسلام عليكم ورحمة الله و بركاته

السيد تيسير محمد يوسف الحسني السمهودي المدني

المدينة المنورة

تقریظ

علم وتقویٰ ہی دراصل میراث نبوی ﷺ ہے ان کے عاملین ہی وارث نبوت ہیں اور وہی رشد وہدایت کے مرکز ومحور ہیں اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو رہتی دنیا تک قابل قدر نگاہوں سے دیکھا جاتا رہے گا اور ان کے مزارات سے فیضان باطنی کے سوتے پھوٹتے رہیں گے۔ ان نفوس قدسیہ سے ایک جہاں مستفیض ہوا بلکہ قیامت تک محروم انسانیت ان کی پناہ میں سانس لیتی رہے گی۔ ان کے آثار واحوال کو باقی رکھنا دراصل مرکز فیض کو زندہ رکھنا ہے تاکہ تشنگان فیض آئیں اور ان سے مستفیض ومستنیر ہوں۔

عزت مآب فضیلۃ الشیخ افتخار احمد حافظ قادری کی زندگی پر اس فقیر کو رشک آتا ہے کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ ان نفوس قدسیہ کی تلاش اور اکتساب فیض سے مزین ومنور ہے اور نہ صرف خود مستفیض ہوئے بلکہ مسلمانان عالم اسلام جو وسائل سے محروم اور ان مزارات کی حاضری ان کی پہنچ سے دور تھی محرومی کا سبب بن رہی تھی۔ حافظ صاحب قبلہ نے بڑی محنت شاقہ سے کسی حد تک تسلی کا سامان بہم پہنچانے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

حافظ صاحب قبلہ کی تمام تر کتب فقیر کی لائبریری کی زینت ہیں اور مجھے ان کی زیارت کا جنون کی حد تک شوق ہے اس میں ایک حسین مرقع کا اضافہ میرے لئے باعث صد افتخار ہے۔ زیر نظر کتاب **زیارات مصر** (تحریر وتصاویر کے آئینے میں) موجود ہے جس میں مشائخ کرام کا تذکرہ اور ان کے مزارات کی تصاویر سے اپنی کتاب کو مزین فرمایا ہے وہ آسمان ولایت کے درخشندہ آفتاب وماہتاب ہیں جن میں حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت ابوالحسن شاذلی، حضرت ذوالنون مصری، حضرت امام شافعی، سیدنا امام عبدالوھاب الشعرانی، شیخ عیسیٰ بن سیدنا عبدالقادر جیلانی، حضرت سیدی احمد بدوی، سیدنا امام شرف الدین البوصیری، سیدنا یاقوت العرش، سیدنا ابوالعباس المرسی الشاذلی، حضرت سید ابراہیم الدسوقی، سید احمد عطاء اللہ السکندری، حضرت کمال الدین الھمام، سیدی محمد شمس الدین الحنفی الشاذلی رضی اللہ عنہم جیسے مایہ ناز نہ صرف تاریخ ساز شخصیات ہیں بلکہ وہ ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن ہیں۔ ان کا پیغام، پیغام حیات ابدی ہے۔ فقیر، حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں مبارک پیش کرتے ہوئے تحسین کی نظروں سے دیکھتے ہوئے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

آپ کی محنت شاقہ کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ ہم نے آج تک حتمی طور پر کہیں بھی نہ پڑھا کہ امان الارض حضرت جدی سلطان ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کا مزار کہاں واقع ہے؟ ہر جگہ

نا معلوم کا لفظ لکھا ملتا تھا اور اسی طرح حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ صاحب سلسلہ شاذلیہ کے مزار کی معلومات پر لاعلمی کی تہہ بہ تہہ گرد جمی ہوئی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت الشیخ الحافظ افتخار احمد صاحب کے ذوق کو روز افزوں کرے اور اسے سلامت رکھے۔ انہوں نے اپنی شب و روز کی محنت وکاوش سے ان مزارات کے بارے میں نہ صرف معلومات فراہم فرمائیں بلکہ ان کی تصاویر بھی عوام کی تشنگی کو محسوس کرتے ہوئے اپنی کتب کی زینت بنا کر ہمیں مستفید ہونے کا شرف بخشا۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ آپ کے سفر اور کاوش وعرق ریزی کا اٹھارواں باب ہے یعنی اٹھارویں کتاب ہے۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ کی آپ جس کتاب کو دیکھیں گے اس کا ایک ایک صفحہ ان کے عشق اور والہانہ عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس محبت وعشق سے آپ نے ان کتب کی تزئین وآرائش سے اس گلدستہ کو سجایا ہے یہ صرف انہیں کا خاصہ ہے۔ ہر صفحہ ان کی محنت ومحبت کا عین ثبوت فراہم کر رہا ہے۔

ایک محب صادق اولیائے کرام اور خصوصاً حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے عقیدت کے طور پر زیرِ نظر کتاب کی طباعت کے جملہ اخراجات کا نہ صرف ذمہ لیا بلکہ اپنے نام کو مخفی رکھنے کی ہدایت کی۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخیر، اولیاء دوست پر اپنا خصوصی کرم فرمائے۔ ان عشاق کاملین کے طفیل ان کے تمام امور بخیر وخوبی انجام پائیں۔

آخر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں گھر بیٹھے عالم اسلام کی مقتدر شخصیات جن پر اسلام اور عالم اسلام کو ناز ہے تحریر وتصویر کے آئینے میں ان کی زیارت کا شرف بخشا۔ جس سے سکون قلبی میسر آیا۔ فقیر اپنی اور اپنے جملہ احباب طریقت کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے اولیائے عظام ودعاگو

آل واولاد گنج شکر رشید احمد چشتی فاروقی فریدی

مدینۃ الاولیاء ملتان شریف

مقدمہ

ولی کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے دوست، اس کے مقرب اور برگزیدہ بندہ کے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس:62)

(یعنی اولیاء اللہ کو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے)

ولی کی اصطلاح کا ماخذ یہی آیہ مبارکہ ہے۔

اہل طریقت کے ہاں ولی سے مراد عارف باللہ ہے یہ شخص جہاں تک ممکن ہوتا ہے اطاعت میں مداومت اور معاصی سے اجتناب کرتا ہے ملذ اتِ دنیا میں انہماک سے اعراض کرتا ہے مخدوم سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ **کشف المحجوب** میں رقم فرماتے ہیں کہ اپنے بندے کی ان صفات کی بناء پر اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب یعنی دوستی کیلئے مخصوص کر لیتے ہیں اور اسے معصیت سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس کے ناصر بن جاتے ہیں اس کی ہر طرح نصرت کی جاتی ہے۔ معانی اور اسرار کے بیان کرنے میں اس کی عقل کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ شیطان اور نفس کی مخالفت میں اس کی مدد ہوتی ہے اور امور زندگی کی بجا آوری میں نصرت و تائید اس کے شامل حال رہتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے اس قسم کے بندوں کا ہر طرح ولی بن جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے اولیاء ہوتے ہیں اور خوف و حزن سے مامون و محفوظ رہتے ہیں۔

ولی اپنے دل کو حق تعالیٰ کی دوستی کیلئے فارغ کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر اسے دنیا و عقبیٰ میں کسی چیز سے قرار نہیں آتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت و عقیدت کمال درجے کی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی گفتگو ہو یا خاموشی پُر تاثیر ہوتی ہے۔ علم کے سرچشمے ان کے سینوں سے پھوٹتے ہیں اور وہ شریعت مصطفوی کی حقیقتوں سے باخبر ہوتے ہیں وہ مجسم پیکرِ اخلاق اور روحِ اسلام کا زندہ مظہر۔ اپنے ایمان و یقین کے لحاظ سے ایسے بزرگ خواص امت میں سے ہوتے ہیں، ہر ملک اور ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔ روحِ اسلام کو اکناف عالم تک پہنچانے میں انہوں نے تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے۔

حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اولیاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔ اولیاء اللہ کا وجود برہان نبویہ کے اظہار کیلئے ضروری ہے۔

پیغمبر معجزے سے اپنی نبوت ثابت کرتا ہے اور ولی کرامت سے اس کی نبوت کا اثبات کرتا ہے۔ معجزے میں اظہار ہوتا ہے اور کرامت میں اخفاء۔ نبی پیدا ہی نبی ہوتا ہے اور معصوم ہوتا ہے۔ ولی درجہ ولایت فضل الٰہی سے حاصل کرتا ہے لیکن نصرت خداوندی سے وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ولایت وہ فیضان اسرارِ توحید ہے جو سرورِ کائنات ﷺ "**مقام لی مع اللہ**" میں بلا واسطہ جبرائیل براہِ راست حق تعالیٰ سے اخذ فرماتے ہیں اور پھر آپ ﷺ کی امت کے ولی انوار ولایت کا استفاضہ آپ کے فیضان سے کرتے ہیں۔

علامہ اقبال "**تشکیل جدید الهیات اسلامیه**" میں کہتے ہیں کہ ولی کو واردات اتحاد میں جو لذت اور سکون حاصل ہوتا ہے اسے چھوڑ کر وہ نہیں چاہتا کہ زمان و مکان کی دنیا میں واپس آئے لیکن نبی کی بازآمد تخلیقی ہوتی ہے۔ وہ مقاصد کی ایک نئی دنیا پیدا کرتا ہے۔ انبیاء میں واردات اتحاد سے ایسی نفسیاتی توتیں بیدار ہوتی ہیں جو دنیا کو زیروزبر کر سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بعض محبوب بندے پیدائشی ولی ہوتے ہیں جب کہ بعض بندوں کو تقویٰ، مجاہدہ اور ریاضت کے بعد ولایت کا منصب تفویض کیا جاتا ہے اور بعض کو کسی ولی کامل کی نگاہ کرم سے مرتبہ ولایت عطا کر دیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ تو جبرائیل علیہ السلام بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اہل آسمان! اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس نیک بندے کی مقبولیت کا چرچا ہونے لگتا ہے اور زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

ولی کی علامت یہ ہے کہ ان کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے کیونکہ ان کا دل ایک ایسا آئینہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا عکس پڑ رہا ہے جب کوئی شے ایسے آئینہ کے سامنے رکھی جائے جس پر سورج کی شعاعیں پڑ رہی ہوں تو وہ بھی روشن اور چمکدار ہو جاتی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ ہوا میں دو زانو بیٹھتا ہے تو اس سے دھوکہ مت کھانا جب تک کہ یہ نہ دیکھ لو کہ فرض، واجب، مکروہ اور محافظت حدود اور آداب شریعت میں کیسا ہے؟

طریقت کا اہم مقام مرتبہ احسان کا حصول ہے اس سے بھی اعلیٰ قرب الٰہی کی وہ منزل ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ جس کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(خاصانِ خدا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ خدا ہی کے الفاظ ہوتے ہیں صرف ان کی زبان سے ادا ہوتے ہیں)

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں تشریعی اولیاء اور تکوینی اولیاء، وہ متقی صالح مسلمان جنہیں قربِ الٰہی حاصل ہو تشریعی اولیاء کہلاتے ہیں۔ تکوینی اولیاء وہ مقرب بندے ہیں جو اہلِ خدمات ہوں مثلاً غوث، قطب، ابدال، اوتاد، ابرار اور نقیب۔

دنیا اولیاء کرام کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہی۔ ان میں سے چار ہزار تو ایسے ہیں جو دنیا میں رہ کر دنیا والوں کی نگاہ سے اوجھل رہتے ہیں بلکہ خود اپنے سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔ باقی اہلِ خدمات ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل جل کر کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت خود ان کا انتخاب کرتی ہے کیونکہ وہ مشیتِ الٰہی کے تحت کام کرتے ہیں ایک دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اس طرح تکوینی نظام کے ارکان کی تعداد پوری رہتی ہے۔

تقدیر ایک راز ہے جس سے یا تو عارفوں کے قلوب کو مطلع کیا جاتا ہے یا پھر اہلِ خدمات کو اس راز میں شریک کیا جاتا ہے یہ لوگ عامۃ الناس کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر کام کرتے ہیں۔

امید ہے کہ اولیاء اللہ کے بارے میں یہ مختصر معلومات قارئین کیلئے مفید ثابت ہوں گی کیونکہ کتاب "**زیارات مصر**" بنیادی طور پر اولیائے کرام کے مزارات اور ان کے حالات کے بارے میں ہے۔

محترم افتخار احمد حافظ قادری کے اس سفرنامے کی سلیس زبان ایک طرف تو طرزِ بیان کو بوجھل ہونے سے بچاتی ہے، دوسری طرف کتاب کے مفاہیم کو قاری کے دماغ تک نہیں، بلکہ اس کے دل تک پہنچاتی ہے۔ قاری کا جی چاہتا ہے کہ ایک ہی نشست میں پوری کتاب پڑھ لی جائے ایک بار شروع کر کے آخر تک پڑھے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مزارات کی رنگین اور دلآویز تصاویر نے کتاب کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔ ان کی پہلی تالیفات اہلِ نظر سے خراجِ عقیدت وصول کر چکی ہیں۔ محترم حافظ صاحب دام برکاتہم العالیہ کی یہ اٹھارویں پیشکش ہے۔

دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ ان کی موجودہ کوشش بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت پائے۔ آمین! تمنا ہے کہ سفرنامہ "**پیر رومی کی بارگاہ میں**" بھی زیورِ طبع سے جلد آراستہ ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد سرور شفقت قادری
سابق ڈپٹی وائس پرنسپل کیڈٹ کالج حسن ابدال

پیش لفظ

ارشادِ خداوندی "سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ" پر ایک بار پھر رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور "**زیارات مصر**" کیلئے ظاہری دنیاوی اسباب بھی مہیا ہو گئے۔ گو کہ ان اسباب کا مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے کوئی اتنا زیادہ تعلق نہیں۔ کیونکہ کروڑوں مسلمان ایسے ہیں کہ دنیاوی اسباب میسر ہونے کے باوجود بھی وہ حج کی سعادت یا مدینہ منورہ ایک بار بھی حاضری نہیں دے سکے، بے شمار ایسے لوگ ہیں کہ جن کیلئے دنیاوی اسباب کے انبار ہیں۔ لیکن وہ آج تک کسی بھی زیاراتِ مقدسہ کے سفر کیلئے روانہ نہ ہو سکے تو ہمیں سوچنا ہوگا کہ حقیقت کیا ہے؟ بحمد اللہ اس ناچیز کو اپنے ملک سے زیاراتِ مقدسہ کیلئے تیرہ (13) بار اور قیامِ سعودی عرب کے دوران بار ہا مرتبہ مقاماتِ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا جبکہ ظاہری دنیاوی اسباب بھی اتنے زیادہ موجود نہیں ہوتے، اسی بات کے پیشِ نظر کئی بار بڑے بڑے دنیادار حضرات اس ناچیز کے پاس آتے ہیں اور ایک ہی قسم کا سوال کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے بڑے بڑے دنیاوی اسباب ہیں لیکن ہم ایک بھی کسی مقام پر حاضر نہ ہو سکے تو آپ کس طرح چلے جاتے ہیں؟ دراصل بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھی خود بخود ان مقاماتِ مقدسہ پر حاضری نہیں دے سکتا بلکہ جو بھی جاتا ہے تو وہ صرف انہی کی مرضی اور توجہ سے ہی جاتا ہے کیونکہ

ہیچ کے بخویشتن رہ نہ بُرد بسوئے اُو
بلکہ بپائے او رود ہر کہ رود بسوئے اُو

باقی رہی بات ظاہری دنیاوی اسباب کی تو یہ بالکل معمولی بات ہے وہ خود سارا انتظام کروا دیتے ہیں لیکن آپ ان سے عقیدت و محبت رکھ کر ان کے طالب بن کر تو دیکھو۔ غوثِ زماں حضرت قبلہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کیلئے تمام دنیاوی اسباب کے باوجود اس قدر شدید خواہش تھی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کرے زندگی میں ایک بار حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری ہو جائے۔

پھر یہ عقیدت و جستجو بھی تو انہی کی مہربانی کی بدولت ملتی ہے اور جب تک ان کی طرف سے طلب نہ ہو تو کوئی ان کا طالب بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جب بلائیں بھی وہ خود، تو پھر یہ سارے دنیاوی اسباب کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر معاملے کو دنیاوی پیمانوں پر تولنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسے معاملات کا تعلق دنیاوی پیمانوں سے نہیں ہوتا۔

بحمد اللہ! ربیع الاول شریف 1427 ہجری اپریل 2006 عیسوی میں اپنے دو احباب (محمد نواز عادل قادری/آصف محمود فرخ) کے ہمراہ مصر اور شام کی زیارات کا شرف حاصل ہوا۔ مصر میں 12 دن قیام رہا۔ اس دوران قاہرہ میں منعقدہ محافل میلاد النبی ﷺ میں شرکت کے علاوہ زیارات مبارکہ کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اب انہی بزرگوں کی برکت، توجہ اور احباب کی خواہش پر زیارات کے سفر مقدس کو ترتیب دینے اور پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اور یہ اس بندۂ ناچیز کی 18 ویں قلمی کاوش ہے۔ یہ اسی ذات کا خصوصی فضل و کرم ہے ورنہ یہ ناچیز تو کسی قابل نہیں۔ لیکن یہ یقین کامل ہے کہ یہ بندہ ان بزرگوں کی نگاہ میں ضرور ہے۔ کیونکہ ؎

میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

کتاب **''زیارات مصر''** تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب زیارات قاہرہ، طنطا، دسوق، دمنہور، اسکندریہ، قناۃ اور آسیوط پر مشتمل ہے، دوسرا باب بانی سلسلہ عالیہ شاذلیہ حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے احوال اور **صحرائے عیذاب کی وادیٔ حمیثرہ** میں آپ کے مزار مبارک کی تفصیل پر مشتمل ہے جبکہ تیسرا باب سلسلہ عالیہ شاذلیہ اور شیخ بزرگ حضرت قبلہ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی کے مختصر تعارف پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ کتاب مذکورہ 111 عدد رنگین تصاویر کے نادر و انمول خزانے سے مزین ہے۔

بحمد اللہ یہ بات میرے لئے باعث فخر و اعزاز ہے کہ سب سے پہلے اس ناچیز کو سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی تصاویر کو منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ وَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی

اس سفر مقدس کی ابتداء سے انتہاء تک اور کتاب کی تیاری کے تمام مراحل میں

ابتداء سے انتہاء تک جن جن دوست احباب کا کسی طور بھی تعاون رہا یہ بندہ دلی طور پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہے لیکن چند احباب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جن میں سرفہرست مدینہ منورہ میں موجود اپنے مرشد کریم سیدی ومرشدی العارف باللہ السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی مدظلہ العالی کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مدینہ منورہ سے کتاب مذکورہ پر اپنا پیغام ارسال فرمایا۔ اسی طرح شہزادہ غوث الثقلین السید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی کا ممنون احسان ہوں کہ جن کی دعائیں ہر وقت بندہ کے شامل حال ہیں۔ عظیم محقق ومشہور زمانہ نامور اسکالر، فارسی شاعر، تاریخ گواور بندہ کے فارسی کے استاد گرامی جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کتاب مذکورہ پر اپنے منظوم خیالات کا اظہار فرمایا۔ یہ بات میرے لئے باعث فخر ہے کہ کتاب مذکورہ پر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی آل واولاد کے ایک روشن چشم و چراغ حضرت مولانا رشید احمد چشتی فاروقی فریدی نے تقریظ تحریر فرمائی ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ حسن ابدال کے مشہور ومعروف تاریخ گو و نعت گو شاعر محترمی عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے شدید مصروفیت کے علاوہ ناسازئ طبع کے باوجود بھی کتاب ہذا پر منظوم قصیدہ ارسال فرمایا۔ سجادہ نشین ڈھوک قاضیاں شریف حضرت قبلہ رئیس احمد قادری صاحب کا بھی دلی احسان مند ہوں کہ جن کی لائبریری سے اس بندہ نے خاطر خواہ استفادہ کیا، سابق ڈپٹی وائس پرنسپل کیڈٹ کالج حسن ابدال کا بھی ممنون ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف کتاب کا مسودہ اول سے آخر پڑھا، اپنے مفید مشوروں اور تجاویز سے نوازا بلکہ کتاب مذکورہ پر مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ شہر راولپنڈی کی ایک عظیم دینی وروحانی شاذلی شخصیت حضرت قبلہ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی، جن سے اس بندہ کو نہایت عقیدت ومحبت ہے ان کا ہم سب کو مل کر شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ نہ صرف جناب نے اس کام کی تکمیل کیلئے دعا فرمائی بلکہ کتاب کو اول تا آخر مطالعہ وسماعت فرمانے کے ساتھ ساتھ اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور اس بندہ کے شدید اصرار اور بار بار کی درخواست پر جناب نے اپنے بارے میں چند تعارفی کلمات لکھنے کی خصوصی اجازت بھی عطا فرمائی کیونکہ اگر پاکستان میں موجود کسی شاذلی بزرگ کا تذکرہ

شامل نہ کیا جاتا تو یہ کتاب نامکمل اور ادھوری رہ جاتی۔ جناب قبلہ حضرت غلام رضا علوی قادری شاذلی صاحب شدت سے خلوت نشینی اور اخفاء میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے جناب نے اپنے تمام روحانی احوال و کیفیات کو پردۂ اخفاء میں رکھا ہوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے تمام "اسرار" کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ یہ بندۂ ناچیز حضرت شیخ کے منظورِ نظر حافظ افتخار احمد قادری شاذلی (حج وعمرہ والے)، جملہ مریدین، متوسلین، عقیدت مندوں اور منتظمین مسجد ولنگر شریف کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے کہ جو اپنے سلسلۂ عالیہ کی ترویج کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔

پیش لفظ کے انہی ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو سمیٹتے ہوئے میں محترمی جناب محمد اقبال ہاشمی صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ ان کی مساعی جمیلہ اگر میرے شاملِ حال نہ ہوتی تو اس مختصر تعارف کا شائع ہونا بھی ناممکن ہوتا۔

آخر میں رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس قلیل سی کاوش کو قبول و منظور فرما کر انہی عارفین باللہ کے صدقے اس کو میرے لئے میرے والدین، اساتذہ ومشائخ، عزیز و اقارب اور دوست احباب کیلئے صدقۂ جاریہ کا باعث بنا دے اور اس کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مستفیض فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ جَمِيْعِ اَعْدَائِنَا مِنْ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمِنْ خَلْفِنَا وَعَنْ اَيْمَانِنَا وَعَنْ شَمَائِلِنَا مَا اَبْقَيْتَنَا، وَاحْفَظْ دِيْنَنَا بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ عَبْدَكَ الَّذِيْ فَهَّمْتَهٗ وَ سَخَّرْتَ لَهُ الشَّيَاطِيْنَ ثُمَّ قُلْتَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِيْنَ. فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ.

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الفقیر الی اللہ ورسولہ

افتخار احمد حافظ قادری

باب اول
زیاراتِ
قاہرہ، طنطا، دسوق،
دمنہور، اسکندریہ،
قناہ، آسیوط
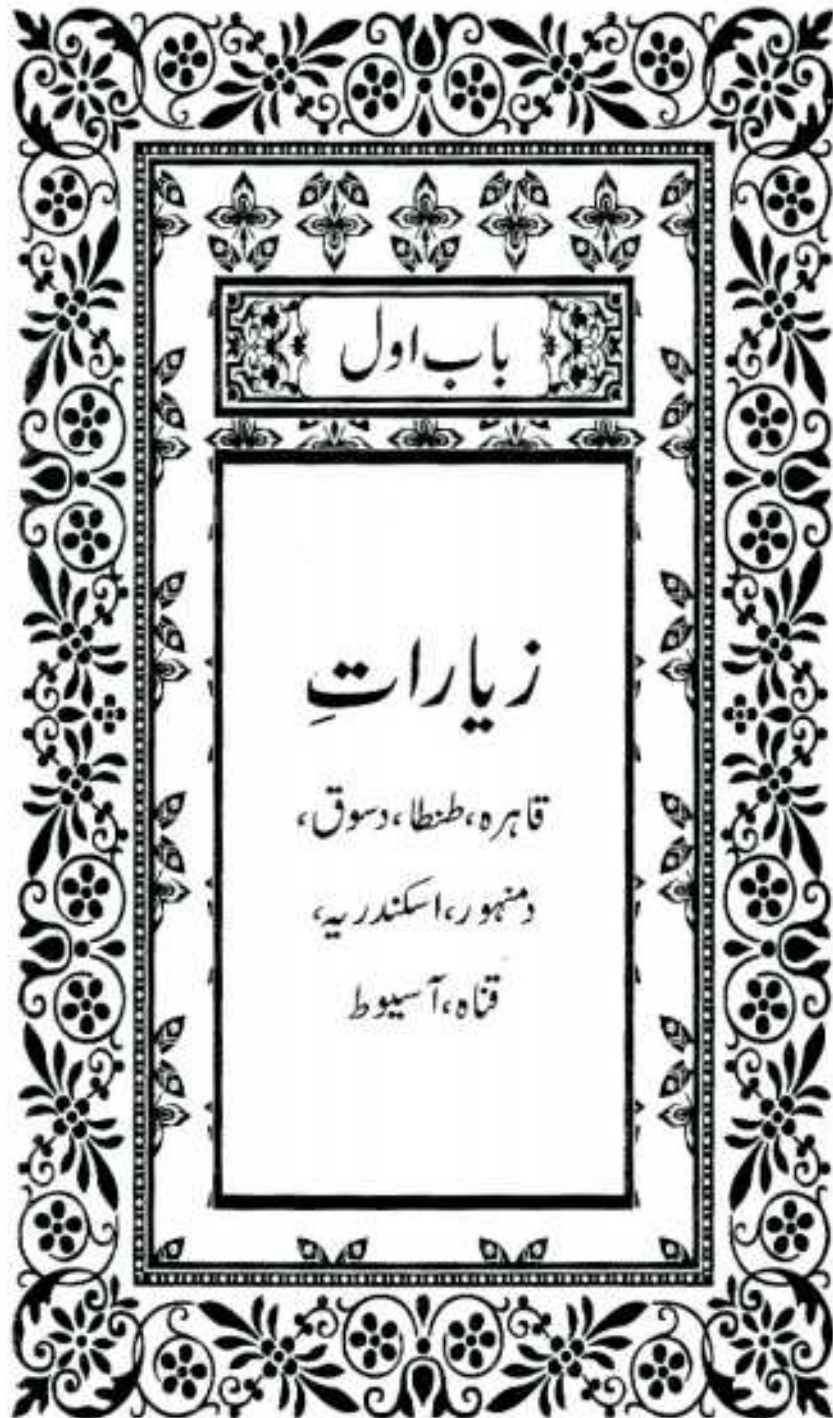
﴾ارضِ مصر﴿

سرزمینِ مصر پر پائے جانے والے پانچ ہزار سال پر محیط تاریخی اور مذہبی آثار کو دیکھنے کیلئے دنیا کے کونے کونے سے سیاح آتے ہیں اور فرعونی، قبطی اور اسلامی تاریخ پر محیط آثار کا نظارہ کرتے ہیں۔

اس ارضِ مقدس (مصر) کا ذکر قرآن پاک میں پانچ مقامات پر آیا ہے جبکہ اس کے ایک عظیم پہاڑ جبلِ طور یا جبلِ موسیٰ کا بھی ذکر قرآن پاک میں دس متعدد مقامات پر ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا، جدُّ الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زوجہ مبارکہ اور نبی اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجہ مبارکہ کا تعلق بھی اسی ملک سے رہا ہے۔ پھر کئی انبیائے کرام، صحابۂ کرام، اہل بیت نبوی اور اولیائے کاملین کے علاوہ کئی عظیم ہستیوں کی یادیں اس سرزمین سے وابستہ ہیں۔ شافعیوں کے امام حضرت امام محمد ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی ملک میں آسودۂ خاک ہیں۔ چار مشہور "**اقطاب**" میں سے دو قطب سرزمینِ مصر میں آرام فرما ہیں۔ سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے بانی و سرخیل حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی ملک کے ایک صحراء (صحرائے عیذاب) کی **وادی حمیثرہ** میں ابدی استراحت فرمارہے ہیں، دنیا کا طویل ترین اور بابرکت ومقدس **دریائے نیل** بھی اسی ملک میں ہے۔ ان سارے آثار سے اس ملک کی دینی، روحانی اور تاریخی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک عرصہ سے ہمیں بھی اس ملک میں موجود زیارات کا شوق دامن گیر تھا۔ بحمداللہ جس کی تکمیل ربیع الاول شریف 1427 ہجری اپریل 2006 عیسوی میں ہوئی۔ مصر میں ہماری آمد کا مقصد صرف زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کرنا تھا اس لئے مصر کی ان مذکورہ بالا قدیم تہذیبوں اور آثار کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ ہمارے سفرِ مقدس کی ابتداء قاہرہ میں منعقدہ عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات میں شرکت سے ہوئی۔ پھر قاہرہ، طنطا، دسوق، دمنہور، اسکندریہ، صحرائے عیذاب، قناہ اور آسیوط کی زیارات پر مکمل ہوئی۔ ان تقریبات اور مقاماتِ مقدسہ کا تذکرہ قارئین کی نذر ہے۔

قاہرہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریبات

ایک طویل عرصہ سے یہ سنتے چلے آرہے تھے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریبات بلاد عرب میں بھی نہایت عقیدت و احترام اور تزک و احتشام سے انعقاد پذیر ہوتی ہیں اور بالخصوص سرزمین مصر میں تو یہ تقریبات قابل دید ہوتی ہیں۔ اس مرتبہ مصر و شام کا پروگرام اس طرح ترتیب دیا کہ ربیع الاول شریف کے مہینے میں ان ممالک کی طرف سفر کیا جائے تاکہ زیارات کے علاوہ ان تقریبات کو بھی دیکھنے اور شرکت کرنے کا موقع ملے۔ بحمد اللہ 10 ربیع الاول ہم مصر کے دارالحکومت قاہرہ پہنچے۔ 11 ربیع الاول شریف **جامعہ الازھر الشریف** میں ہونے والی محفل میلاد میں شرکت کا موقع ملا۔ شب عید میلاد النبی مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے باہر میلاد النبی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں تقریباً پورے ملک سے مشائخ کرام، علماء اور فضلاء حضرات شرکت کیلئے تشریف لائے۔ مقامِ کانفرنس کو نہایت خوبصورت انداز میں سجایا گیا جس پر مختلف اقسام کی برقی روشنیاں ایک خوبصورت و دلکش منظر پیش کر رہی تھیں۔ سٹیج پر شیوخ طریقت و مہمانان گرامی تشریف فرما تھے اور سامنے حاضرین اور ان شیوخ کے مریدین کا ایک جم غفیر تھا۔ آنے والی ہر شخصیت کا گرمجوشی سے استقبال کیا جاتا اور پھر مصری چائے سے تواضع کی جاتی۔ سلاسلِ طریقت کے شیوخ اور مقررین حضرات نے نہایت خوبصورت اور دلنشین انداز میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات کو بیان فرمایا۔ پورے قاہرہ کو بالعموم اور مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ملحقہ علاقے کو بالخصوص خوبصورت جھنڈیوں، بینروں اور برقی قمقموں سے سجایا جاتا ہے۔ جس سے ہر طرف رونق، چہل پہل اور جشن کا سماں معلوم ہوتا ہے۔ مقامِ کانفرنس سے تھوڑا سا ہٹ کر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پورے علاقہ میں مختلف سلاسل طریقت کے شیوخ بھی تقاریب منعقد کرتے ہیں۔ جس میں محفل نعت خوانی کے علاوہ اجتماعی صورت میں ذکر قادریہ و ذکر شاذلیہ بھی اپنے مخصوص انداز میں کرتے ہیں۔

12 ربیع الاول شریف کے دن بعد از نماز فجر مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں **جامعہ الازھر** کے امام و خطیب، مختلف سلاسل طریقت کے شیوخ اور غیر ملکی مہمانانِ گرامی بھی شریک ہوئے۔ علماء و مشائخ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت واقعات کو نہایت محبت و عقیدت سے بیان فرمایا۔ صدارتی خطاب السید محمد علوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ

کے صاحبزادے کا تھا جو خصوصی طور پر ان تقریبات میں شرکت کیلئے مکہ مکرمہ سے تشریف لائے تھے۔ سلسلہ تقاریر کے بعد محفل نعت خوانی منعقد ہوئی پھر **جامعہ الازھر** کے طلباء نے مخصوص عربی انداز میں نعتیں پیش کیں۔ اسی طرح اردو زبان میں بھی نعت پڑھی گئی جس کا عنوان تھا "**پکارو یا رسول اللہ ، پکارو یا رسول اللہ** ﷺ" معلوم ہوا کہ یہ پاکستانی طلباء ہیں جو **جامعہ الازھر** میں زیر تعلیم ہیں۔ پھر یہ مبارک محفل دعا اور تقسیم لنگر کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

دن کے وقت قاہرہ شہر میں مختلف مقامات پر جلوس نکالے گئے جن میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ ان جلوسوں میں مصریوں نے جس جوش وخروش اور عقیدت ومحبت اور خوشی کا اظہار کیا ان کیفیات کو بیان کرنا مشکل ہے وہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ جلوسوں میں تقریباً ہمارے ہی انداز سے نعت خوانی، قوالی اور دف کے ساتھ نعت خوانی کی جاتی ہے۔ مغرب سے پہلے یہ تمام جلوس مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صدر دروازے کے پاس آ کے رکتے ہیں اور دعا کے ساتھ یہاں سے آہستہ آہستہ منتشر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان جلوسوں کی قیادت سلاسل طریقت کے شیوخ فرماتے ہیں اور ان کی اقتداء میں ان کے مریدین بھی کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ ربیع الاول شریف کے ان ایام میں ہر طرف ایک جشن کا سماں معلوم ہوتا ہے۔

نماز مغرب کے بعد مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میں ایک اور محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں حکومتی اراکین کے علاوہ غیر ملکی مسلم سفراء اور سلاسل طریقت کی مختلف نعت تنظیموں نے شرکت کی اور رات گئے یہ تقریب جاری رہنے کے بعد دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ ان تمام مناظر کو کیمرہ کی آنکھ سے محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے جن کو حصۂ تصاویر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بحمد اللہ ان تمام تقاریب میں شرکت اور مختلف سلاسل طریقت کے شیوخ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور مختلف موضوعات پر تفصیلی گفتگو بھی ہوئی، بلکہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰ رضی اللہ عنہ المعروف "**ابو رُمانہ**" کے مزار مبارک کی نشاندہی بھی انہی محافل کے دوران ایک قادری شیخ نے کی۔ اسی طرح ملک شام میں بھی محافل میلاد میں شرکت کا موقع ملا۔

الحمد للہ علی ھذا الشرف العظیم

زیاراتِ
قاہرہ

راس سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر تو کربلا کی سرزمین میں دفن ہے لیکن آپ کے سر اقدس کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ اہل شام کہتے ہیں کہ آپ کا سر اقدس دمشق کی **جامع امویہ** کے گوشہ میں دفن ہے کیونکہ سانحہ شہادت کے بعد سب سے پہلے آپ کے سر مبارک کو کوفہ میں ابن زیاد کے دربار میں اور پھر دمشق بھجوایا گیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کے راس شریف کو اہل بیت اطہار کے ہمراہ مدینہ منورہ بھجوا دیا گیا تھا جسے جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا لیکن اہل مصر تاریخی حوالہ جات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس **جامعہ الازھر** کے بالمقابل **میدان الحسین** کے قریب **جامع الحسین** میں مدفون ہے۔ جہاں پر نہایت ہی خوبصورت روضہ شریف بنا ہوا ہے۔ عظیم مؤرخ **عثمان مدوخ** بیان کرتے ہیں کہ راس شریف کی زیارت کیلئے لوگ تین مقامات پر حاضری دیتے ہیں۔ دمشق میں، بحر ابیض کے کنارے عسقلان میں اور قاہرہ میں، **المقریزی** بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عسقلان سے 8 جمادی الثانی 548 ہجری کو قاہرہ منتقل کیا گیا اور ایک سال کے بعد ہجری 549 میں موجودہ مقام پر دفن کیا گیا۔ عثمانی سلطان عبدالعزیز جب مصر تشریف لائے تو انہوں نے اس مقام مقدس کی زیارت کے بعد **الخدیوی اسماعیل** کو حکم جاری کیا کہ اس مقام مقدس پر ایک نہایت بہترین عمارت قائم کی جائے۔ سلطان کے حکم پر یہ عمارت 10 سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ 1952ء میں ایک بار پھر اس مقام مقدس کی زیبائش و آرائش اور تعمیر و تجدید کی گئی اور اس مقام کو فن تعمیر کا ایک اعلیٰ شاہکار بنا دیا گیا۔ کتاب نور الابصار، طبقات الاولیاء اور المنن کے علاوہ بھی کئی مشائخ کرام اور صاحب کشف حضرات نے بھی یہی ثابت کیا ہے کہ راس امام حسین قاہرہ میں ہی ہے۔ بہر حال صحابہ کرام اور اہل بیت کرام سے منسوب کسی بھی مقام پر سر نیاز خم کرنا ضروری ہے کیونکہ نسبت کی تعظیم ہی تو مسلمانوں کا دستور رہا ہے اور رہنا چاہیے۔

بحمد اللہ قیام قاہرہ کے دوران ہر روز ہی مسجد سیدنا امام الحسین رضی اللہ عنہ اور درگاہ راس

امام حسین رضی اللہ عنہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ اس دوران کئی احباب اور بالخصوص امام و خطیب مسجد سیدنا امام الحسین رضی اللہ عنہ الشیخ عثمان صاحب سے بھی کئی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ **درگاہ راس امام حسین** کے وسیع و عریض کمرے میں جب داخل ہوں تو دائیں طرف ایک اور کمرہ ہے جو ہر وقت بند رہتا ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے تبرکات مبارکہ محفوظ ہیں۔ جن میں سرکار دو عالم ﷺ کی قمیض مبارک، موئے مبارک، سرمہ ڈالنے کی سلائی، عصا اور مصحف عثمان رضی اللہ عنہ موجود ہے۔ سنا تھا کہ 12 ربیع الاول شریف والے دن ان کی زیارت کروائی جاتی ہے لیکن اس دن بھی یہ کمرہ نہ کھولا گیا۔ خطیب صاحب سے معلوم کیا تو وہ فرمانے لگے کہ اس کمرہ مبارکہ کی چابی محکمہ اوقاف کے پاس ہے اور اب یہ سرکاری اعلیٰ شخصیات کیلئے کھولا جاتا ہے۔

درگاہ راس امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد قاہرہ کی قریب ترین زیارات کیلئے روانہ ہوئے۔

﴿سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا﴾

سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا، سیدۃ فاطمۃ البتول رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور حسنین کریمین کی ہمشیرہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہ کی زوجہ مبارکہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت کے دو سال بعد ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا جو کہ غزوۂ بدر کے موقع پر شہید ہو گئی تھیں ان کی یاد میں آپ رضی اللہ عنہا کا نام "**زینب**" رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا عقدِ مبارک آپ کے چچازاد بھائی سیدنا عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ نہایت کریم، سخی اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ "**قطب السخا**" کے نام سے مشہور ہوئے۔ حبشہ میں قیام کے دوران مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والے یہ سب سے پہلے بچے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا سے پانچ سال بڑے تھے۔ یعنی آپ نے دس سال دورِ رسالت ﷺ کے انوار و تجلیات

حاصل کیے۔ آپ ﷺ سے اولاد مبارکہ بھی ہوئی۔ جنہوں نے اپنے نورِ بصیرت سے دنیا کو روشن و منور فرمایا۔

سیدۃ زینب ؓ وہ باعظمت اور صبر و تحمل کی پیکر خاتون ہیں کہ جنہوں نے کربلا کا خونی منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس سانحہ میں اپنے بھائی کا پورا پورا ساتھ دیا اور سخت مصائب و مظالم کے باوجود صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ پھر اس لٹے ہوئے قافلے کی سربراہی کرتے ہوئے دمشق پہنچنے کے بعد ظالم و جابر حکمران کے سامنے ایسی تقریر کی کہ جس کے الفاظ رہتی دنیا تک کتب تاریخ میں محفوظ رہیں گے۔ سانحہ کربلا کے بعد آپ ؓ **"بطلة کربلاء"** (کربلا کی جوانمرد) کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ کچھ عرصہ اہل بیت کے اس لٹے ہوئے قافلے نے دمشق میں قیام کیا لیکن حکمران، لوگوں کے ردعمل سے اس قدر خائف تھے کہ اس قافلے کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا لیکن اہل بیت کو وہاں بھی چین نہ لینے دیا گیا اور ایک بار پھر انہیں وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا گیا۔ اہل بیت کرام کو جب یہ معلوم ہوا کہ اہل مصر کے دل میں اہل بیت کیلئے بہت زیادہ محبت وعقیدت ہے تو انہوں نے مصر کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا پھر یہ نہایت مختصر سا قافلہ سیدۃ زینب ؓ کے ہمراہ اوائل شعبان 61 ہجری مصر میں داخل ہوا۔ اہل مصر نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور والی مصر **مسلمة بن مخلد الانصاری** نے اس قافلہ کو **بساتین الزهری** (موجودہ مقام سیدۃ زینب) میں **الحمـرا القصوی** میں اپنی رہائش گاہ میں ٹھہرایا۔ اس وقت یہ علاقہ **قنطرة السباع** کے نام سے مشہور تھا۔ سیدۃ زینب ؓ نے اس گھر میں تقریباً ایک سال قیام فرمایا۔ آپ عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ اہل مصر کو بھی فیوض و برکات سے مستفیض فرماتی رہیں اور بالآخر 15 رجب 62 ہجری آپ ؓ نے وصال فرمایا اور موجودہ مقام پر دفن ہوئیں۔ اموی دورِ حکومت سے لے کر اب تک اس مزار مبارک اور مسجد شریف کی تعمیر و ترمیم و توسیع ہوتی رہتی ہے۔

سیدۃ زینب ؓ کا مزار مبارک دمشق میں ؟یا مصر میں؟

سیدۃ زینب ؓ کا روضہ مبارک جو کہ دنیا کی خوبصورت ترین عمارات میں شمار ہوتا ہے دمشق میں بھی ہے۔ لیکن اہل مصر تحقیق کے بعد اس پر مُصر ہیں کہ آپ ؓ کا مزار مبارک مصر میں

ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دمشق میں وہ روضہ شریف آپ ﷺ کا مقام قیام رہا ہو اور مصر میں یہ آپ ﷺ مزار مبارک ہو۔ **واللہ اعلم بالصواب** لیکن بزرگوں سے منسوب ہر چیز قابل احترام ہے۔

قطب ربانی سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ اپنی مشہور زمانہ کتاب **المنن** میں فرماتے ہیں کہ **سیدی علی الخواص** رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ **قناطر السباع** کے مقام پر بلاشک وشبہ سیدۃ زینب ﷺ کا مزار مبارک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ننگے پاؤں اس مقام پر حاضر ہوا کرتے اور ان کے توسل سے بارگاہ خداوندی میں دعا کیا کرتے۔ پھر اس مزار کے قرب و جوار میں اولیائے کاملین کے مزارات مبارکہ کا وجود ملتا ہے جن میں سرفہرست الشیخ الحریس رضی اللہ عنہ جو کہ قطب وقت سیدنا ابراہیم الدسوقی رضی اللہ عنہ کے برادر مکرم ہیں اور جن کا وصال ساتویں صدی ہجری کے درمیان ہوا۔ انہوں نے قبل از وصال وصیت فرمائی تھی کہ مجھے اس حرم مقدس کے قریب دفن کیا جائے۔ اسی طرح الشیخ العیدروس رضی اللہ عنہ جن کا تعلق **حضر موت** سے تھا وقت وصال وصیت فرمائی کہ انہیں بھی سیدنا زینب ﷺ کے قرب میں دفن کیا جائے۔ اب اس علاقے کو **میدان السیدۃ زینب** ﷺ سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہر وقت زائرین کا رش رہتا ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہمیں بھی نذرانہ سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور دعا کے بعد باہر نکل کر پیدل ہی **مقام السیدۃ رقیہ** ﷺ کی جانب روانہ ہوئے۔

﴿السیدۃ رقیہ ﷺ بنت الامام علی رضی اللہ عنہ﴾

سیدۃ نفیسہ ﷺ کے مزار مبارک کی طرف جاتے ہوئے راستے میں مقبرۂ **شجرۃ الدر** کے دائیں جانب اہل بیت اطہار کے چند مزارات مبارکہ ہیں جن میں ایک مزار مبارک سیدۃ رقیہ ﷺ کا ہے۔ دمشق میں **جامع اموی** کے قریب بھی ایک مزار مبارک سیدۃ رقیہ ﷺ کے نام سے منسوب ہے لیکن سیدی عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کتاب **المنن** میں فرماتے ہیں کہ سیدۃ رقیہ ﷺ کا مزار مبارک مصر میں ہے۔ بہر حال حقیقت جو بھی ہو ان پاک ہستیوں سے منسوب مقامات بھی قابل تعظیم و تکریم ہیں۔

﴾سیدۃ عاتکہ رضی اللہ عنہا و سیدی الجعفری رضی اللہ عنہ﴿

مزار مبارک **سیدۃ رقیہ** رضی اللہ عنہا سے جب باہر آئیں تو دائیں طرف ایک عمارت کے دو کمروں میں جن کے اوپر قبے بنے ہوئے ہیں دو مزارات مبارکہ ہیں۔ایک کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ **سیدۃ عاتکہ** رضی اللہ عنہا جو کہ **عمۃ الرسول** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کا مزار مبارک ہے لیکن ڈاکٹر سعاد ماہر کی تحقیق کے مطابق **سیدۃ عاتکہ** رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک تو مدینہ منورہ میں ہے لیکن یہ **سیدۃ عاتکہ** رضی اللہ عنہا **سید محمد بن ابی بکر** رضی اللہ عنہ کی زوجہ مبارکہ ہیں۔دوسرا مزار مبارک ایک خیال کے مطابق **سیدی علی الجعفری** رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن بعض کے مطابق یہ مزار مبارک **محمد الجعفری** رضی اللہ عنہ کا ہے۔دونوں مزارات مبارکہ پر حاضری،سلام اور دعا کا شرف حاصل کیا۔

﴾سیدی محمد الانور رضی اللہ عنہ﴿

قاہرہ کی مشہور اور تاریخی مساجد میں ایک مسجد بنام **مسجد ابن طولون** بھی ہے۔اس سے کچھ فاصلہ پر چند مزارات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جن میں سب سے پہلا مزار مبارک **سیدی محمد الانور** رضی اللہ عنہ کا ہے جو **حضرت زید الابلج** رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور **سیدۃ نفیسہ** رضی اللہ عنہا کے عم محترم ہیں۔اس مزار مبارک سے تھوڑا آگے جائیں تو شارع سکینہ پر **سیدۃ سکینہ** رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک ہے۔

﴾سیدۃ سکینہ رضی اللہ عنہا﴿

آپ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔واقعہ کربلا میں آپ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحبزادی سے نہایت زیادہ محبت تھی۔**سیدۃ سکینہ** رضی اللہ عنہا کے نام مبارک سے ایک مزار مبارک دمشق کے مشہور قبرستان **باب الصغیر** میں بھی ہے۔جب کہ اکثر مؤرخین کی تحقیق کے مطابق **سیدۃ سکینہ** رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک مصر میں ہے۔126 ہجری میں **سیدۃ سکینہ** رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا۔اس

مقام مقدس پر از سر نو تعمیرات جاری ہیں۔ اہل مصر بڑی عقیدت ومحبت سے اس مقام پر بھی حاضری دیتے ہیں۔ ہمیں بھی یہاں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ سلام اور دعا کے بعد اہل بیت کی ایک اور عظیم الشان شہزادی **سیدۃ نفیسہ** رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کی طرف چل پڑے۔

سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا

سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں 11 ربیع الاول شریف 145 ہجری میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے سیدی حسن الانور رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ مدینہ منورہ میں پرورش پائی۔ قرآن پاک حفظ فرمایا۔ آپ کے والد محترم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ پر حاضری دیتے تو فرماتے "**یا سیدی یا رسول اللہ انی راض عن ابنتی نفیسہ**" کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی بیٹی نفیسہ سے راضی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد محترم کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو فرمایا "**یا حسن انا راض عن ابنتک نفیسہ برضاک عنہا والحق سبحانہ و تعالیٰ راض عنہا برضائی عنہا**" اے حسن! میں تیرے راضی ہونے پر تیری صاحبزادی نفیسہ سے راضی ہوں اور میرے راضی ہونے پر حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے راضی ہیں۔

سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک آپ رضی اللہ عنہا کے چچازاد صاحبزادے حضرت اسحاق المؤتمن بن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہوا۔ یہ عقد مبارک 161 ہجری میں ہوا۔ سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا 193 ہجری میں مصر تشریف لے آئیں تو اہل مصر نے اہل بیت کی اس سیدۃ شہزادی کا نہایت گرم جوشی سے استقبال کیا، حاکم مصر نے آپ کو ایک گھر ہدیۃً پیش فرمایا۔ جس میں آپ رضی اللہ عنہا اپنی وفات تک قیام پذیر رہیں۔ اہل مصر آپ رضی اللہ عنہا سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ میں مصر میں ہی رہوں اور اس سے کبھی جدا نہ ہوں۔ کثرت عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں آپ رضی اللہ عنہا کی مثال ملنا محال ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری دے کر برکت حاصل کیا کرتے، جب بیمار ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہا سے دعا کی درخواست کرتے۔ حتیٰ کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے قبل از وصال وصیت فرمائی تھی

کہ ان کا جنازہ سیدۃ نفیسہ ؓ کے گھر کے سامنے لایا جائے تا کہ آپ ؓ بھی نماز جنازہ ادا کر سکیں۔ کتاب نور الابصار میں ہے کہ جب حضرت امام شافعی ؓ کا جنازہ پڑھا جا چکا تو غیب سے آواز آئی "اللہ تبارک وتعالی نے امام شافعی ؓ کے صدقے جنازہ میں شامل ہونے والوں کو بخش دیا اور سیدۃ نفیسہ ؓ کے جنازہ پڑھنے کی برکت سے امام شافعی ؓ کی مغفرت فرمادی۔ سیدۃ نفیسہ ؓ نے تیس حج ادا کئے۔ ان میں سے اکثر حج آپ ؓ نے پیدل کئے۔ دوران طواف غلاف کعبہ کو تھام کر روتیں اور فرماتیں

الھی وسیدی و مولای متعتنی و فرحتنی برضاک عنی فلا تسبب لي سبب یحجبنی عنک الھی سھل لی زیارۃ قبر خلیلک و نبیک ابراھیم علیه السلام

اے میرے آقا و مولی! جس طرح آپ نے اپنی رضامندی کا اظہار فرما کر مجھے فرحت و سرور بخشا ہے کبھی بھی ایسا سبب نہ بنے کہ میں آپ سے حجاب میں ہو جاؤں۔ اے میرے پروردگار میرے لئے آسانی فرما کہ میں تیرے خلیل و نبی سیدنا ابراہیم ؑ کی قبر مبارک کی زیارت کروں۔

آپ ؓ کی یہ دعا بھی شرف قبولیت پا گئی اور آپ ؓ کو سیدنا ابراہیم ؑ کے مزار مبارک کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہو گیا۔ (قارئین یہ مقام غور ہے یہ زیارت قبور والا مسئلہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت، ازواج مطہرات کی سنت، اہل بیت کرام کی سنت اور اولیائے اللہ کی سنت ہے۔)

سیدۃ نفیسہ ؓ اور دریائے نیل

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ دریائے نیل میں پانی کی کمی کے باعث لوگوں نے آپ ؓ کی بارگاہ میں شکایت کی جس پر آپ ؓ نے انہیں اپنا دوپٹہ دیا کہ جاؤ اسے دریا میں ڈال دو جب اس پر عمل کیا گیا تو اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم سے دریائے نیل نے معمول کے مطابق بہنا شروع کر دیا۔

افطار روزہ اور سیدۃ نفیسہ ؓ کا وصال

سیدۃ نفیسہ ؓ نے وصال سے قبل اپنے گھر میں ہی اپنی قبر کھودی پھر اس میں نماز ادا کرتیں اور کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت فرماتیں۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل آپ ؓ بیمار ہو

گئیں۔ دورانِ بیماری بھی روزہ سے رہتیں۔ جب اہل خانہ نے شدتِ مرض کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کو کہا تو آپ ؓ نے فرمایا کہ عرصہ تیس سال سے میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگ رہی ہوں کہ وہ مجھے اس حال میں موت عطا فرمائے کہ میں روزے سے ہوں تو اب کس طرح افطار کرلوں؟ شدتِ مرض میں قرآن پاک کی سورۃ الانعام کی تلاوت فرما رہی تھیں کہ 15 رمضان المبارک 208 ہجری آپ ؓ کی روح مبارکہ قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ آپ ؓ کے شوہر حضرت اسحاق المؤتمن رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آپ ؓ کو جنت البقیع میں منتقل کیا جائے لیکن اہل مصر نے آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ سیدۃ نفیسہ ؓ کے جسدِ اطہر کو ان کے درمیان ہی رہنے دیا جائے۔ حضرت اسحاق المؤتمن رضی اللہ عنہ کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "**یا اسحاق لا تعارض اھل مصر فی نفیسہ لان الرحمۃ تنزل علیھم ببرکتھا**" اے اسحاق! سیدۃ نفیسہ کو مصر میں ہی رہنے دو کیونکہ ان کی وجہ سے اہل مصر پر برکات کا نزول ہوتا ہے۔

مزار مبارک سیدۃ نفیسہ ؓ

سیدۃ نفیسہ ؓ کے مزار مبارک کی سب سے پہلی تعمیر اموی دورِ حکومت میں والی مصر عبداللہ بن السری الحکم نے کروائی۔ پھر عہدِ فاطمی میں مزار مبارک کی تعمیر وتوسیع ہوئی اور اوپر گنبد کا اضافہ کیا گیا۔ فاطمی خلیفہ الحافظ لدین اللہ کے عہد میں گنبد مبارک کو ازسرِنو تعمیر کیا گیا۔ امام سخاوی نے اپنی کتاب **تحفۃ الاحباب** میں تحریر کیا ہے کہ 752 ہجری میں سلطان الناصر محمد بن قلاوون نے عباسی خلفاء کو حکم جاری کیا تھا کہ سیدۃ نفیسہ ؓ کے مزار مبارک پر خصوصی توجہ دی جائے۔ **الجبرتی** نے **عجائب الآثار** میں لکھا ہے کہ 1173 ہجری میں **امیر عبدالرحمن کتخدا** نے سیدۃ نفیسہ ؓ کے مزار مبارک اور مسجد شریف کی ازسرِنو تعمیر کروائی۔ 1310 ہجری میں آتشزدگی کے باعث مسجد کے کچھ حصہ کو نقصان پہنچا تو **الخدیوی عباس حلمی** نے مسجد اور مزار مبارک کو دوبارہ تعمیر کروایا۔ آپ ؓ کے مزار مبارک کی موجودہ ضریح جو پیتل کی بنی ہوئی ہے فنِ تعمیر کا نادر شاہکار ہے۔ یہ **عباس پاشا** کے دور کی یادگار ہے۔

سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک قبولیت دعا کیلئے مشہور و معروف ہے اور کثیر تعداد میں لوگ آپ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر حصول برکت اور قبولیت دعا کیلئے حاضری دیتے ہیں۔ بعض اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ حل مشکلات اور نجات از پریشانی و غم سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے بعد یہ وظیفہ پڑھیں تو انشاء اللہ اللہ تبارک وتعالی اس کی حاجت پوری فرمادیں گے۔ سورۃ الفاتحہ 1 بار، سورۃ الاخلاص 11 بار، سورۃ الاعلی 11 بار

بحمد اللہ! اس مقام مقدس پر حاضری کا شرف نصیب ہوا اور آپ کی بارگاہ اقدس میں چادر کا نذرانہ بھی پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ خلیفہ ابوجعفر المنصور کے دور حکومت میں جب اکثر اہل بیت کرام دوسرے ممالک کی طرف ہجرت کر گئے تو سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سید ادریس بن عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مصر تشریف لے آئیں تو اہل مصر نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اہل مصر میں "**ام فروۃ**" کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ مصر میں ایک طویل عرصہ قیام فرمانے کے بعد 145 ہجری میں وصال فرمایا اور اسی مقام پر مدفون ہوئیں جہاں آپ کا قیام تھا۔

علامہ شمس بن محمد اپنی کتاب "**الکواکب السیارۃ فی ترتیب الزیارۃ فی القرافتین الکبری والصغری**" میں سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مزار اقدس مصر میں بتاتے ہیں۔

حضرت امام سخاوی اپنی کتاب "**تحفۃ الاحباب**" میں فرماتے ہیں کہ "**انہ رای قبراً للسیدۃ عائشہ**" انہوں نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی زیارت کی ہے جس کے اوپر ایک پتھر لگا ہوا تھا جس پر یہ کلمہ تحریر تھا "**ھذا قبر السیدۃ الشریفہ عائشہ من اولاد جعفر الصادق**" یہ قبر مبارک سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک سیدزادی السیدۃ عائشہ کی قبر مبارک ہے۔

سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے شیخ علی الخواص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدۃ عائشہ بنت امام جعفر الصادق **باب القرافۃ** میں دفن ہیں۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کا شمار قاہرہ کے مشہور و معروف مزارات میں ہوتا ہے۔ فاطمی اور ایوبی دورِ حکومت میں اس کی تعمیرات پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی رہی۔ موجودہ تعمیر 1971ء میں ہوئی۔ ہر سال 9 تا 14 شعبان آپ رضی اللہ عنہا کا **مولد شریف** (عرس مبارک) منعقد ہوتا ہے جس میں بے پناہ رش ہوتا ہے اور لوگ دور دراز اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

سیدی محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ

حضرت سید محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدۃ خولہ کا تعلق قبیلہ بنی حنفیہ سے تھا۔ اسی نسبت سے آپ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت سید محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کا وصال 65 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا لیکن آپ کا مزار مبارک حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے قریب واقع ہے۔ واللہ اعلم!

فاتح مصر حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عمرو بن العاص القرشی رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ **بنو سہم** سے ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں جب بغرض قبول اسلام حاضر ہوئے تو فرمایا یا رسول ﷺ **انی ابایعک علی ان یغفرلی ما تقدم من ذنبی** میں اس بات پر آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں کہ میرے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اسلام پہلے کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے''۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو سریہ **''ذات السلاسل''** کا امیر

لشکر مقرر فرمایا۔ پھر عمان کے والی بھی مقرر ہوئے۔

خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ملک شام کی امارت آپ رضی اللہ عنہ کے ذمے تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصر کی جانب امیر لشکر بنا کر بھیجا اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو فتح ونصرت سے نوازا۔ 43ہجری میں شب عیدالفطر 90 سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وصال کے وقت کچھ ایسے حالات تھے کہ مخالفین کے شر سے بچنے کیلئے آپ کے مقام تدفین کو مخفی رکھا گیا چنانچہ یقینی طور پر آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا صحیح علم نہیں۔ بعض محققین کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین **جبل مقطم** کے قریب ہوئی اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے قریب تدفین ہوئی۔ واللہ اعلم

مسجد سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں جب مصر فتح ہوا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہاں ایک مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ مسجد کی تعمیر کے بعد اس کے اولین امام بھی خود مقرر ہوئے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اس تاریخی اور براعظم افریقہ کی پہلی مسجد میں توسیع کی گئی اور نہایت خوبصورت مینار بھی بنوایا گیا۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اس مسجد کی از سرِ نو تعمیر کی گئی۔ اسی طرح ولید بن عبدالملک کے زمانے میں ایک بار پھر اس کی تعمیر ہوئی اور ستونوں پر سونے کا پانی چڑھایا گیا۔ یہ ایک تاریخی اور بابرکت مسجد ہے۔ جس میں عظیم صحابہ کرام، اولیائے عظام اور علمائے کرام نے نمازیں ادا کیں۔ آٹھویں صدی ہجری میں اس مسجد میں چالیس سے زائد علمی حلقے ہوا کرتے تھے۔ رات کے وقت مسجد میں جو چراغ روشن ہوا کرتے ان پر 45 کلوگرام تیل خرچ ہوا کرتا تھا۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کلمات لکھنے پڑ رہے ہیں کہ اب تو صورتحال اس سے بالکل مختلف ہے۔ اب تو دنیا بھر کے سیاح جن میں اکثر غیر مسلم ہوتے ہیں وہ اس مسجد کی عمارت کو دیکھنے آتے ہیں اور بلا روک ٹوک وہ مسجد کے اندر تک چلے جاتے ہیں۔ خدارا اس عظیم مسجد کے تقدس کا کچھ تو خیال کریں۔

حضرت عقبہ بن عامر الجھنی رضی اللہ عنہ

حضرت عقبہ بن عامر الجھنی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کئی غزوات میں حصہ لیا۔ قرآن پاک کی تلاوت فن قرأت کے مطابق کیا کرتے۔ علم الفرائض کے ماہر تھے۔ فتوحات شام کے علاوہ فاتحین مصر میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں مصر کے گورنر مقرر ہوئے تو پھر یہیں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ 58 ہجری میں وصال فرمایا۔ ایک چھوٹی سی مسجد کے کونے میں آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ زائرین اکثر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ بحمد اللہ ہم نے بھی اسی مقام پر حاضری اور سلام کے بعد چادر کا نذرانہ پیش کیا۔

سیدہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

پہلی صدی ہجری میں ہم کو تصوف کی اہم شخصیت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نظر آتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے زہد کی بنیاد "حزن والم" کو قرار دیا۔ اسی طرح دوسری صدی ہجری میں ایک عاشق الٰہی سیدہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نظر آتی ہیں۔ جنہوں نے اپنے زہد کی بنیاد "محبت" کو قرار دیا۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا وہ پہلی ہستی ہیں کہ جنہوں نے تصوف کے گلشن میں محبت الٰہی کی نغمہ سرائی نثر اور نظم دونوں میں کی، کتب تصوف اور طبقاتِ تصوف کو اگر بغور دیکھا جائے تو حب الٰہی کی بہت سی ایسی تجلیاں ملیں گی جو حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے قلب پر جلوہ فگن ہوئیں۔ ایک مقام پر سیدۃ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اپنے رب سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں "میں تجھ سے محبت کرتی ہوں، صرف تیری ذات سے، اسی کا واسطہ تو حجاب دور کر دے، تا کہ آنکھیں تیرا جلوہ دیکھ سکیں"۔ سیدۃ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ایک مناجات میں رب تعالیٰ سے اس طرح مخاطب نظر آتی ہیں "اے میرے محبوب، اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو مجھے جہنم کا لقمہ بنا دے، اگر میں تیری عبادت جنت کے لالچ میں کرتی ہوں تو مجھے اس سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دے اگر میں صرف تجھ سے تیری ذات سے تیرے لئے محبت کرتی ہوں تو اے میرے مولا، مجھے اپنے جمال ازلی سے محروم نہ فرمانا"۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی عبادت کا یہ حال تھا کہ دن رات میں ہزار رکعت ادا کرتیں۔ لوگوں نے جب اس کی وجہ دریافت کی تو جواب میں فرمایا اس عبادت سے میرا مقصد ثواب حاصل کرنا نہیں میں صرف ہادیٔ برحق، محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کیلئے ایسا کرتی ہوں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء سے فرماسکیں کہ میری امت کی اس عورت کی طرف دیکھو اس کا عمل کیسا ہے؟

سیدۃ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا صوف کا لباس پہنتیں۔ بوریے پر آرام فرماتیں۔ اپنی خادمہ سے کہا کرتیں تھیں کہ بعد از وصال مجھے اس جبے میں لپیٹ دینا۔ ایک مرتبہ حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ ٹوٹے پیالے سے پانی پی رہی ہیں۔ پھٹا پرانا بوریا بچھا ہے، اور تکیے کی جگہ اینٹیں رکھی ہیں حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا سے فرمایا کہ اگر کہو تو میں اپنے دوستوں کے پاس جا کر ان سے کچھ تمہارے لئے لے آؤں۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا مالک! یہ بہت بری بات ہے، مجھے اور انہیں اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے۔ جو امیروں کو رزق دے سکتا ہے تو کیا وہ غریبوں کو رزق نہیں دے سکتا مگر اس کی یہی مشیت ہے اور میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔

سیدۃ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست اور نور بصیرت سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کی محفلوں میں بڑے بڑے اولیائے کاملین تشریف لایا کرتے تھے۔ جن میں حضرت امام سفیان ثوری، حضرت مالک ابن دینار، حضرت شفیق بلخی اور حضرت صالح بن عبدالجلیل رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا کہ اے رابعہ! تیرا جی کسی چیز کو چاہتا ہے؟ جواب دیا 12 سال سے میرا دل کھجور کھانے کو چاہتا ہے اور بصرہ میں کھجوریں بہت زیادہ ہیں مگر آج تک نہیں کھائیں، میں تو اللہ تعالیٰ کی بندی ہوں اس لئے مجھے اپنی مرضی پر چلنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ اگر میں ارادہ کرلوں اور اللہ کا ارادہ نہ ہو تو یہ نافرمانی ہوگی۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے ایک سے زیادہ مرتبہ حج کئے۔ لیکن ان کا زمانہ متعین کرنا مشکل ہے کیونکہ اس ضمن میں تاریخ خاموش ہے۔

وصال مبارک

سیدة رابعہ بصری ﷺ نے طویل عمر پائی۔ولادت پہلی صدی ہجری کے اواخر میں ہوئی اور وفات 180 ہجری میں ہوئی۔قبل از وصال آپ ﷺ پر ہر وقت گریہ وزاری کا عالم طاری رہتا تھا۔دعا کیا کرتی تھیں کہ باری تعالیٰ! جو مرض مجھے لاحق ہو گیا ہے اس کا علاج کسی طبیب کے پاس نہیں اس لئے مجھے موت عطا فرما دے۔آخری ایام میں کھانا بالکل چھوڑ دیا تھا جب موت قریب آ گئی تو خادمہ سے کہا میری وفات کا علم عام نہ کرنا۔بالوں کا جو جبہ میں پہنتی ہوں اسی کا کفن دیا جائے اور سر کو چادر سے ڈھانپ دیا جائے۔جس وقت آپ ﷺ کی روح مبارک قفس عنصری سے جدا ہو رہی تھی اس وقت آپ ﷺ کلمہ شہادت پڑھ رہی تھیں۔تجہیز و تکفین کے بعد اس عاشق الٰہی کو بصرہ میں ہی سپرد خاک کر دیا گیا۔قاہرہ میں بھی ایک قبر آپ ﷺ کے نام سے منسوب ہے جس کی زیارت کا ہمیں شرف ہوا۔

﴿حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ﴾

اکثر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ایک قریشی، ہاشمی والد کے فرزند ارجمند ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب عبد مناف پر آ کر مل جاتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ ہے۔آپ ﷺ فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ابھی شکم میں ہی تھے تو میں نے خواب دیکھا کہ مشتری سیارہ میرے جسم سے نکلا اور مصر میں جا گرا، جس کی روشنی ہر شہر میں پہنچی۔معبرین نے بتایا کہ میرے بطن سے ایک عالم پیدا ہوگا جس کا علم تمام شہروں میں عام ہوگا۔حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ میں 150 ہجری میں شہر غزہ میں پیدا ہوا۔نظام قدرت دیکھیں کہ جس رات کے آخری حصے میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔اسی رات کے ابتدائی حصے میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بچپن میں دو باتوں کی طرف قدرے زیادہ توجہ دی۔ایک تحصیل علم اور دوسرا تیر اندازی۔گھڑ سواری کا بھی آپ کو شوق تھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ

نے تیراندازی اور شہ سواری کے موضوع پر بھی ایک کتاب **"السبق والرمی"** تحریر فرمائی جو اپنے موضوع کے اعتبار سے پہلی کتاب تھی۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے مختلف علوم کے ساتھ ساتھ اپنے چچا محمد بن شافع رضی اللہ عنہ اور مسلم بن خلد رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک اس طرح یاد کرلیا تھا کہ اس کے مطالب و معنی آپ رضی اللہ عنہ پر عیاں ہو گئے تھے۔ دس سال کی عمر میں موطاء امام مالک رضی اللہ عنہ زبانی یاد کرلی۔ یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے کسب فیض کا شوق پیدا ہوا اور یہ شوق آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں لے گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی درسگاہ میں رہ کر دینی علوم میں مہارت حاصل کی۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بغداد شریف میں حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی رضی اللہ عنہ سے فقہ کی تکمیل کی۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فصاحت لسان اور بلاغت بیان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز میں ایک خاص قسم کی تاثیر تھی جو سامعین کو مسحور کر دیتی تھی۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ 199 ہجری میں مصر پہنچے۔ یہاں تقریباً چار سال قیام رہا۔ جس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے کئی کتب تالیف فرمائیں۔ کچھ تصانیف اپنے قلم سے مکمل کیں اور کچھ اپنے شاگردوں سے املا کروائی۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ہمیشہ حدیثِ صحیح کی طلب و جستجو میں رہتے تھے اور اس طلب کیلئے آپ رضی اللہ عنہ نے دور دراز مقامات کے سفر کئے اور جہاں سے بھی صحیح حدیث ملتی اس کو دوسروں تک پہنچاتے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت اہل بیت کرام

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد درجہ عشق و محبت تھی۔ آپ بکثرت دُرود شریف پڑھا کرتے اور دوسروں کو بھی دُرود شریف پڑھنے کی شدت سے تلقین فرمایا کرتے۔ اہل بیت کرام سے بھی بے حد عقیدت و محبت تھی۔ جن کا اظہار آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اشعار میں فرمایا ہے اور جب اس محبت کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہ کو مورد الزام ٹھہرایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ

ان کان رفضا حب آل محمد
فلیشهد الثقلان انی رافضی

(اگر اہل بیت کرام سے محبت کو رفض کہتے ہیں تو پھر جن وانس گواہ رہیں
کہ بے شک میں رافضی ہوں)

یہ اہل بیت کرام سے محبت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اکثر سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوا کرتے تھے۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت اور ان کا ادب

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو انتہائی عقیدت ومحبت تھی۔ جب بھی آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آتی تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر دعا کرتے تو وہ مشکل حل ہو جاتی اور ادب کا یہ عالم تھا کہ جب حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دیتے تو ان کے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے۔

وصال اور مزار مبارک

فقہ کے بادشاہ اور وقت کے امام نے 54 سال کی عمر میں شب جمعہ رجب 204 ہجری میں وصال فرمایا اور جبل مقطم کے قریب **قرافہ صغریٰ** میں تدفین ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک انتہائی خوبصورت انداز میں بنا ہوا ہے اور ایک پر کیف مقام ہے۔ مسجد سے اگر مزار مبارک کی طرف داخل ہوں تو سب سے پہلے راہ داری میں شیخ الاسلام حضرت زکریا رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ پھر اندر ایک کمرے میں آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ سرہانے کی جانب ایک حصہ میں سلطان محمد کامل اور ملکہ شمس کے مزارات ہیں۔ فرش میں ایک پتھر نصب ہے جس پر قدم شریف کا نشان ہے۔ اس کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا کا نشان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر زائرین کا بے پناہ رش ہوتا ہے اور لوگ فیض شافعی سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ بحمد اللہ ہم بھی بارگاہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے، اپنا اور اپنے احباب کا نذرانۂ سلام پیش کیا۔ ختم شریف اور دعا کے بعد اجازت کے طلب گار ہوئے اور الوداعی سلام کرنے کے بعد باہر آ گئے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ثوبان بن ابراہیم المصری الاخمیمی اور لقب ذوالنون مصری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار طبقات اولی کے اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو مخلوق سے پوشیدہ رکھنے میں سعی بلیغ سے کام لیا اس لئے جب تک زندہ رہے تو اکثر لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منکر رہے اور جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ وفات نہ پا گئے کوئی شخص بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے واقف نہ ہو سکا۔ گوکہ بعض لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات پر متحیر بھی ہوا کرتے تھے لیکن اہل مصر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زندیق کہنے لگے۔ ایک بار سب نے متفق ہو کر خلیفہ وقت متوکل عباسی کو ان کے حالات سے مطلع کیا۔ خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پا بہ زنجیر دربار خلافت میں بلایا۔ راستہ میں ایک عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو کہا "خبردار! اس مردِ خلیفہ سے ہرگز نہ ڈرنا وہ بھی تمہاری طرح کا ایک بندہ ہے، جب تک خدا کی طرف سے حکم نہ ہو کوئی بندہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا" جب خلیفہ کے سامنے پہنچے تو اس نے چالیس دن کیلئے قید کروا دیا۔ اس اثناء میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر روز ایک روٹی کھانے کیلئے پہنچا دیتیں۔ لیکن جب آپکو قید سے نکالا گیا تو وہ چالیس روٹیاں بدستور موجود تھیں۔ ہمشیرۂ حضرت بشر حافی نے کہا "جانتے ہیں کہ یہ روٹی حلال کمائی کی ہے پھر بھی آپ نے اس روٹی کو نہیں کھایا" جواب میں فرمایا ان روٹیوں کو داروغۂ جیل کا ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس لئے میں نے روٹیوں کو نہیں کھایا۔ قید خانے سے آنے کے بعد کمزوری کی وجہ سے گر پڑے پیشانی پر زخم آیا اور خون بہنے لگا۔ پھر جب آپ کو خلیفہ کے سامنے لایا گیا تو خلیفہ وقت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بے شمار سوالات کر دیئے۔ جن کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوش اسلوبی سے جوابات دیئے۔ جس پر تمام حاضرین رونے لگے بالآخر خلیفہ نے معذرت چاہی اور نہایت عزت واحترام کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مقروض شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے درخواست کی کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہ میں کسی طریقے سے قرض ادا کروں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پتھر اٹھا کر اس کو دیا اور کہا کہ اس کو جا کر بازار میں فروخت کر دو۔

قدرت الٰہی سے وہ پتھر زمرد بن گیا جس کو اس شخص نے چار سو درہم کے عوض فروخت کر کے اپنا قرضہ ادا کر دیا۔

ایک مرتبہ ایک خاتون گریہ وزاری کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ ''یا حضرت! میں دریائے نیل کے کنارے جارہی تھی کہ میرے بچے کو مگر مچھ نے اچک لیا ہے خدارا میری مدد فرمائیں اس عورت کی بے قراری دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ دریائے نیل کے کنارے آئے اور دعا کی کہ اے اللہ اس مگر مچھ کو ظاہر فرمادے اچانک ایک مگر مچھ باہر آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو چیر ڈالا اور اس کے پیٹ سے بچے کو زندہ سلامت نکال لیا۔

اقوال حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بلا میں مبتلا ہو اور صبر کرے تو کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بلا میں مبتلا ہو اور راضی ہو۔

فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ محبت رکھنے والوں کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اگر ان کو آگ میں بھی ڈال دیا جائے تو ان لوگوں کی ہمت میں ذرا بھر کمی نہ ہو کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے مونس ہیں۔

فرماتے ہیں کہ نفس کی دشمنی میں اللہ تعالیٰ کے دوست بن جاؤ کسی کو اپنے سے حقیر نہ سمجھو، کیا معلوم کہ اس کی عاقبت کیسی ہے؟

ایک مرتبہ کسی شخص نے وصیت چاہی فرمایا کہ گزشتہ اور آئندہ کے خیالات میں اپنے آپ کو مت الجھاؤ اور ہر حال میں راضی رہو۔

ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ کمینہ انسان کون ہے؟ فرمایا جو خدا تک پہنچنے کا راستہ نہ جانتا ہو اور پھر کسی سے راستہ بھی نہ پوچھے۔

وصال مبارک

ہجری 245 اور ایک روایت کے مطابق ہجری 246 میں اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ روایت ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس رات سات آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کا دوست ذوالنون آنے والا ہے۔ میں اس کے استقبال کیلئے آیا ہوں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو سورج نہایت تیزی سے چمک رہا تھا اسی وقت پرندوں کا ایک ہجوم آ گیا جنہوں نے پروں سے پر ملا کر جنازے پر سایہ کر دیا۔ جنازہ لے جاتے وقت مسجد سے اذان سنائی دی اور موذن جب کلمہ شہادت پر پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگشت شہادت بلند کر دی۔ لوگوں نے حالت دیکھ کر شور کیا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہ زندہ ہیں چنانچہ جنازہ رکھ دیا گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی انگلی اسی طرح رہی۔ اہل مصر نے جب یہ حالت دیکھی تو پھر ان کو حضرت ذوالنون کے مقام و مرتبہ کا صحیح اندازہ ہوا اور اپنے کئے پر انہیں ندامت ہوئی۔ جس پر انہوں نے توبہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک صحابی رسول ﷺ حضرت عقبی بن عامر رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے چند فرلانگ پر واقع ہے۔ ایک خادم نے دروازہ کھول کر ہمیں اندر جانے کی اجازت بخشی۔ سلام پیش کیا اور حاضری کے بعد دوسرے مقامات کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ

مزار پر انوار سیدی احمد عطاء اللہ السکندری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے قریب ہی سلطان المشرق والمغرب حضرت عبداللہ بن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ اس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ احاطہ مزار میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ آج ان کا عرس منایا جا رہا ہے۔ کافی تعداد میں زائرین نظر آ رہے تھے اور اعلیٰ قسم کا لنگر بھی مہمانوں میں تقسیم کیا جا رہا تھا۔

سیدی احمد بن عطاء اللہ السکندری رضی اللہ عنہ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے مشرق و مغرب کے سلطان کی زیارت کی ہے جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مشرق و مغرب کے سلطان کون ہیں؟ **فقال له** ﷺ **عبداللہ ابن ابی جمرہ** کہ وہ عبداللہ ابن ابی جمرہ ہیں اور ان کا مقام یہ ہے کہ جس پر ان کی نظر پڑ جائے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

﴿شیخ شرف الدین عیسیٰ بن شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ﴾

حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ بغداد شریف میں ولادت ہوئی اپنے والد محترم سے فقہ اور علم حدیث حاصل کیا۔ درس و تدریس وعظ و افتاء کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ علم تصوف پر آپ رضی اللہ عنہ کی کتاب "**جواھر الاسرار**" اور "**لطائف الانوار**" بہت مشہور ہیں۔ ابن نجار کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد بغداد سے شام کی جانب تشریف لے گئے۔ 562 ہجری میں ابن المفرج ہلالی سے دمشق میں حدیث کی سماعت فرمائی، اس کے بعد مصر تشریف لائے اور تا حیات وہیں رہے۔ مصر میں حدیث و وعظ کا سلسلہ شروع کیا جس سے آپکو عوام میں بے حد مقبولیت حاصل ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کمال علمی مرتبے کی بدولت مصر میں قادریہ سلسلہ کو بہت عروج حاصل ہوا۔ 12 رمضان المبارک 573 ہجری قاہرہ میں وفات پائی اور وہیں آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ مصر میں آپ رضی اللہ عنہ **ابو رمانہ** کے نام سے مشہور ہیں کافی تلاش کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے ساتھ ہی مسجد ہے اور دوسرے حصہ میں چند قادری بزرگ حضرات کی قبور مبارکہ ہیں۔

﴿حضرت احمد بن محمد بن عطاء اللہ السکندری الشاذلی رضی اللہ عنہ﴾

آپ رضی اللہ عنہ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے مرید "**الحکم المشھورہ**" کے مصنف اور حضرت امام تقی الدین السبکی رضی اللہ عنہ کے مرشد کریم ہیں۔ عظیم محقق کمال بن الہمام جب آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے آئے اور سورۃ ہود شریف کی تلاوت کرتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے تو "**فمنھم شقی و سعید**" (پس ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب) تو آپ رضی اللہ عنہ قبر شریف سے بلند آواز میں جواب دے اے کمال؟ ہم میں کوئی بد بخت نہیں ہے اس کے بعد کمال بن الہمام رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے بعد از وصال ان کے قریب دفن کیا جائے۔

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ اور ان کے خلیفہ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے احوال پر آپ رضی اللہ عنہ کی کتاب **لطائف المنن** شاذلی حضرات کیلئے لائق مطالعہ ہے۔
حضرت احمد عطاء اللہ السکندری رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد حج کیلئے روانہ ہوا اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو مطاف، مقام ابراہیم، صفا و مروہ اور میدان عرفات میں دیکھا جب وہ شاگرد حج سے واپس آیا تو اس نے لوگوں سے حضرت کے متعلق پوچھا لوگوں نے بتایا کہ وہ تو ایام حج میں کہیں بھی نہیں گئے۔ وہ شاگرد آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اس سفر میں تو نے کوئی مردانِ حق بھی دیکھے ہیں اس نے عرض کیا حضرت میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جس پر آپ مسکرائے اور فرمایا مردِ عظیم ساری کائنات کو بھر دیتا ہے۔
709 ہجری قاہرہ میں فوت ہوئے اور قرافہ کے قبرستان میں **زاویہ سادات بنی وفا** کے قریب دفن ہوئے۔ بحمد اللہ اس وقت اس مقام پر نہایت خوبصورت مسجد اور مزار مبارک تعمیر ہو چکا ہے۔ اس مقام پر حاضری کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قریب ہی عظیم محقق کمال بن الہمام رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور ان بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں کیں۔

﴿ حضرت محمد شمس الدین الحنفی الشاذلی رضی اللہ عنہ ﴾

حضرت محمد شمس الدین الحنفی رضی اللہ عنہ کا شمار مصر کے جلیل القدر شاذلی مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے بے شمار خرق عادات کا ظہور ہوا۔ سعادت حاصل کرنے کیلئے کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب شیخ محمد حنفی تعلیم سے فارغ ہوئے تو بازار میں کتابیں فروخت کرنا شروع کر دیں ایک ولی کامل کا وہاں سے گزر ہوا انہوں نے شیخ حنفی سے کہا کہ آپ دنیا کیلئے نہیں پیدا ہوئے ہیں۔ آپ نے سارا کچھ چھوڑا اور ایک خلوت خانے میں سات سال کیلئے گوشہ نشین ہو گئے۔ حضرت سیدنا ابوالمرسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں کبھی آپ کے خلوت خانے میں جاتا تو دروازے پر پہنچ کر رک جاتا۔ اگر آپ اندر داخل ہونے

کا حکم فرماتے تو داخل ہو جاتا اور اگر آپ خاموش رہتے تو میں واپس چلا جاتا۔ ایک دن بغیر اجازت میں اندر چلا گیا دیکھا کہ وہاں ایک بہت بڑا شیر بیٹھا ہوا ہے جسے دیکھ کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو میں وہاں سے بلا اذن داخلہ پر استغفار پڑھتا ہوا نکل آیا۔

حضرت سلطان الجمی رحمۃ اللہ علیہ قیمتی اور فاخرانہ لباس پہنا کرتے تھے۔ ایک ظاہر بین شخص نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات کیسے ہو سکتی ہے؟ کہ اولیاء ایسے فاخرانہ لباس پہننے لگ جائیں جو صرف دنیادار بادشاہوں کیلئے زیبا ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ اگر حضرت ولی ہیں تو یہ کپڑا جو انہوں نے اوڑھ رکھا ہے مجھے عطا فرما دیں تا کہ میں اسے بیچ کر گھر والوں پر خرچ کر سکوں۔ حضرت جب مریدین سے فارغ ہوئے تو اس کپڑے کو اتار کر فرمایا کہ یہ فلاں شخص کو دے دو تا کہ وہ اسے بیچ کر گھر والوں پر خرچ کرے۔

ایک مرتبہ ایک قاضی صاحب حضرت سلطان الجمی رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لینے آ نکلے۔ لوگوں نے آپ کو مطلع کیا کہ یہ آپ کا امتحان لینے کی نیت سے آئے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر وہ سوال کر سکا، قاضی صاحب سوال کیلئے آگے ہوئے تو کہا **ما تقول فی** (آپ کی اس میں کیا رائے ہیں) کہہ کر خاموش ہو گئے حضرت نے فرمایا آگے بولیں قاضی صاحب پھر بولے **ما تقول فی** اور خاموش ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا آگے بولیں وہ قاضی یہی بار بار دہراتا رہا بالآخر کہنے لگا کہ میں ایک سوال پوچھنا چاہتا تھا مگر بھول گیا ہوں۔ پھر قاضی صاحب نے سر سے کپڑا اتار کر توبہ کی اور وعدہ کیا کہ پھر کبھی بھی فقراء کا نہ انکار کروں گا اور نہ ہی ان پر اعتراض کروں گا۔

حضرت شیخ سلطان الجمی رحمۃ اللہ علیہ کو اگر خرچ کیلئے کوئی چیز نہ ملتی تو ساتھیوں سے قرض لے لیتے۔ پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کشائش آتی تو آپ قرض اتار دیتے۔ ایک مرتبہ آپ پر 60 ہزار قرض ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی بہت بڑی تھیلی لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ جس کسی کا حضرت شیخ نے قرض دینا ہے وہ آ جائے۔ حضرت پر جتنا قرض تھا اس نے وہ سب ادا کر دیا۔ حاضرین میں سے کوئی شخص بھی اس نووارد کو نہ پہچانتا تھا۔ لوگوں نے اس کے

متعلق جب حضرت سے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ قدرت کا **صـــراف** ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے ہمارا قرض ادا کرنے کیلئے بھیجا ہے۔

847 ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید محمد شمس الدین الحنفی رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض وصال میں فرمایا کہ جس کی کوئی حاجت وہ میرے پاس آئے اور حاجت طلب کرے میں پوری کروں گا کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان ایک گز مٹی حائل ہے۔ اگر کسی مرد کو گز بھر مٹی ساتھیوں سے چھپالے تو وہ مرد نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ مصر میں **سـلـطـان الحنفی** کے نام سے مشہور ہوئے۔ انتہائی خوبصورت اور پر کیف مزار مبارک پر ہمیں بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ خداوند تعالیٰ حضرت شیخ کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو نوازے۔

حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ

حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی **عبـدالـرحـمـن** ، لقب **جلال الدین** اور **ابن الکتب** اور کنیت **ابو الفضل** ہے۔ نسلاً عجمی ہیں۔ جس کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ نے خود اپنی تصنیف مبارک "**حسن المحاضرہ**" میں بھی فرمایا ہے۔

کل بھی ان کا تذکرہ تھا ذوق بخش
ذکر ان کا آج بھی کیف آفرین

حضرت امام جلال الدین "**السیوطی**" کی نسبت سے زیادہ مشہور ہوئے۔ آسیوط شریف مصر کا ایک زرخیز شہر ہے جو دریائے نیل کے مغربی جانب واقع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد بغداد شریف میں آباد تھے۔ آخری نو پشتوں سے آسیوط شریف میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ آسیوط شریف قاہرہ سے 360 کلومیٹر فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک قاہرہ میں اور آسیوط شریف میں بھی موجود ہے۔ بحمد اللہ ان دونوں مقامات پر حاضری کا شرف اور چادر پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد 800 ہجری کے بعد آسیوط شریف میں پیدا ہوئے اور قاہرہ ہجرت سے قبل آسیوط میں قاضی کے عہدہ پر فائز رہے۔

ولادت با سعادت

حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ یکم رجب المرجب 849 ہجری بعد از نماز مغرب قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف ابھی پانچ سال کی تھی کہ 5 صفر 855 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم اس دنیا سے کوچ فرما گئے۔ پھر یتیمی کی حالت میں نشو ونما پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے قبل از وصال اپنے نوعمر فرزند کی خاطر ایک جماعت کو **وصی** بنا دیا تھا۔ ان میں شیخ کمال الدین بن الہمام اور شیخ شہاب الدین بن طباخ رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی کتب میں موجود ہیں۔ ابن الہمام تو وہی شخصیت کہ جنھیں فقہائے احناف **محقق علی الاطلاق** کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ انہیں سے فیض یافتہ ہیں۔ ان کے علاوہ بھی مختلف اساتذہ وشیوخ سے علوم وفنون حاصل کئے۔ ان میں شیخ الاسلام امام بلقینی، امام شرف الدین مناوی اور علامہ تقی الدین شبلی حنفی رحمہم اللہ سر فہرست ہیں۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر مبارکہ

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز مقدس، شام، یمن، ہند اور بلاد مغرب کے علاوہ دوسرے بلاد اسلامیہ کا بھی سفر فرمایا۔ 869 ہجری میں سفر حجاز مقدس فرمایا۔ ایام حج میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زم زم شریف اس نیت سے نوش فرمایا کہ فقہ میں امام بلقینی کا مرتبہ اور حدیث شریف میں حافظ ابن حجر کا پایہ نصیب ہو۔

برصغیر کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اس سرزمین پر بھی حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قدوم مبارکہ مس ہوئے جس کا تذکرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی کتاب **حسن المحاضرہ** میں کیا ہے۔

حافظ الحدیث

حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو افتاء، قضاء، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں کمال حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے دو لاکھ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم زبانی یاد ہیں۔

خوش مقدر اس خجستہ بخت کو
مع سند لاکھوں حدیثیں یاد تھیں

تصنیف و تالیف و شعر و شاعری

تصنیف وتالیف کے میدان میں حضرت امام صاحب انتہائی زود نویس تھے۔ اگر کثرت تصانیف کے لحاظ سے مصنفین کی فہرست بنائی جائے تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت امام السیوطی رضی اللہ عنہ اس فہرست کے اولین مصنفین میں شمار ہوں گے۔ اس لئے علمائے کرام نے آپ رضی اللہ عنہ کی یہی بڑی کرامت مانی ہے۔ تعداد تصانیف میں مختلف اعداد سامنے آتے ہیں۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد **ابن ایاس** نے **تاریخ مصر** میں آپ کی تصانیف کی تعداد 600 بیان کی ہے۔ تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ حضرت امام السیوطی کو شعر و شاعری سے خاصی دلچسپی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نگاہ کرم

حضرت قبلہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک دن حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ انہیں ہر روز عالم بیداری میں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوا کرتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد اپنے خلوت خانہ سے اس وقت تک باہر تشریف نہ لاتے تھے جب تک آپ رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت نصیب نہ ہو جاتی۔

دیکھا بیداری میں جان نور کو
ہے حقیقت، کوئی افسانہ نہیں

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے "شیخ الحدیث" کا لقب

الفتح القدیر اور **انوار الباری** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو بحالت بیداری "**یا شیخ الحدیث**" کے لقب مبارک اور جنت کی بھی بشارت عطا فرمائی۔ "**انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لہ یقظۃً یا شیخ الحدیث و بشرہ بانہ من اھل الجنۃ**"

زیارت حبیب ﷺ

حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ کو سید کائنات ﷺ سے انتہا درجہ عشق و محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ فنافی الرسول کے مرتبہ پر فائز تھے۔ **اتقان** میں ہے کہ امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ "**تفسیر**" لکھ کر فارغ ہوئے تو آقا دو عالم ﷺ نے اپنی زیارت خصوصی سے سرفراز فرمایا۔ اواخر 904 ہجری تک کم از کم 75 مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حالت بیداری میں اپنے جمال جہاں آرا سے نوازا۔ کسی بھی حدیث کے بارے میں شبہ ہوتا تو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش فرماتے۔ اور آپ ﷺ کی اصلاح و توثیق کے بعد نقل فرماتے۔

طیٔ الارض

صاحب "**جامع کرامات الاولیاء**" اور کئی دوسرے مؤلفین نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ کے خادم **محمد بن علی الحباک** بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن ظہر کے وقت جب آپ رضی اللہ عنہ الشیخ عبداللہ الجیوشی کے زاویہ میں تشریف فرما تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ نماز عصر مکہ مکرمہ میں ادا کریں مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس راز کا تم میری زندگی میں کسی سے ذکر نہ کرو گے۔ جس کا میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہ راز کسی سے نہ بیان کروں گا۔ فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرلو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں پھر تیز تیز 27 قدم چلنے کے بعد فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو۔ جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو دیکھا مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ کے دروازے پر ہیں۔ پھر ہم نے ام المؤمنین سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کی زیارت کی۔ حرم شریف میں داخل ہوئے طواف بیت اللہ شریف کیا۔ زمزم کا پانی پیا۔ پھر مقام ابراہیم کے پیچھے آکے بیٹھ گئے۔ نماز ادا کی پھر مجھ سے فرمایا کہ اب میرے ساتھ چلنا چاہتے ہو یا یہیں ٹھہرنا چاہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ حضرت میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی چلنا چاہتا ہوں۔ ہم دوبارہ جنت المعلیٰ کے دروازے کی طرف چلے۔ مجھ سے کہا کہ آنکھیں بند کرو میں نے آنکھیں بند کیں اور تیزی سے ابھی سات ہی قدم اٹھائے تھے۔ مجھ سے کہا کہ آنکھیں کھول دو۔ میں نے جب آنکھیں کھولیں تو ہم شیخ الجیوشی کے زاویہ کے قریب تھے۔ اس کے بعد ہم سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کے گھر چلے گئے۔

خلوت نشینی

حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ نے وصال سے طویل عرصہ قبل گوشہ نشینی اختیار فرمائی تھی۔ اس دوران ملاقات، درس و تدریس اور افتاء بھی ترک فرما دیا تھا۔ اسی عرصہ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب بھی "**التنفیس**" بھی تحریر فرمائی جس میں آپ نے اپنی معذوریوں کا اظہار فرمایا۔

وصال شریف

حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ **تاریخ الخلفاء** کے خاتمے پر تحریر فرماتے ہیں کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے آنے والی ہجری صدی کا فتنہ نہ دکھائے۔ اور اس سے پہلے ہی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھے اپنے جوار رحمت میں بلا لے۔ حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ کی یہ دعا شرف قبولیت پا گئی اور ہاتھ کے ایک معمولی ورم میں مبتلا ہو کر بعہد **المستمسک باللہ** 911 ہجری انتقال فرمایا اور قاہرہ کے ایک وسیع و عریض قبرستان میں مدفون ہوئے۔ یہ قبرستان **شارع جلال** کے قریب واقع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ سلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد اس عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ خداوندی میں ملتجی ہوئے۔

﴿الشیخ علی الخواص رضی اللہ عنہ﴾

حضرت سیدی الشیخ علی الخواص رضی اللہ عنہ کا شمار مصر کے اکابر اولیائے کاملین میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ امام الصوفیاء اور سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کے شیخ مکرم بھی ہیں۔ سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ارباب احوال میں سے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ مصر میں سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر داخل ہو۔ سیدی الخواص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دریائے نیل کی خدمت میرے سپرد کی گئی ہے۔ دریائے نیل کے پانی کا بلند ہونا یا اترنا، علاقہ جات کی تر و تازگی اور پیداوار کا پک کر تیار ہونا یہ سب میری اس توجہ سے ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

المنن میں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے حضرت شیخ کو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دریائے نیل میں اس جگہ اترے جہاں پانی کی بلندی ماپنے کا آلہ لگا ہوا تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب دریائے نیل کا پانی بڑھنے سے رک گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا اس کے ساتھ ہی دریا کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس دن ایک ہاتھ برابر پانی کی سطح بلند ہو گئی۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر **اُمّی** تھے۔ لیکن آپ قرآن پاک اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ایسے معارف و معنی بیان فرمایا کرتے تھے کہ علماء ان کے حیران رہ جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام کشف لوح محفوظ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی بات کہتے تو یقیناً اسی طرح وقوع پذیر ہو جاتی۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مختلف لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ جو اپنے اپنے معاملات اور حالات کے بارے میں جناب سے مشورہ کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی ان کے احوال نہ پوچھتے بلکہ ہر شخص کو اس کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے ہی بتا دیتے اور پھر اس کا حل بھی اس شخص کو بتا دیتے۔ لوگ حیران ہو جاتے کہ ہمارے معاملات کو کس نے انہیں بتایا ہے؟

حضرت نور الدین علی الشونی المصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ طریقت کے امام بہت بڑے صوفی اور مشہور ولی ہو گزرے ہیں۔ سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسم مبارک آتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ مشہور تھا کہ مصر میں موجود ہوتے ہوئے بھی لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو میدان عرفات اور مطاف میں دیکھا کرتے تھے۔

بانی محفل دُرود و سلام

حضرت شیخ نور الدین علی الشونی رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ بزرگ شخصیت ہے کہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کیلئے درود و سلام کی مجلسیں باقاعدہ کروانا شروع کیں۔ پھر آہستہ آہستہ یہ مبارک مجلسیں بہت سے ممالک میں منعقد ہونا شروع ہو گئیں۔ حضرت نور الدین علی

الشونی رضی اللہ عنہ کا اکثر وقت دُرود و سلام پڑھتے ہی بسر ہوتا۔ حاضرین کے ہمراہ دن میں دس ہزار مرتبہ اور رات میں دس ہزار مرتبہ دُرود پاک پڑھا کرتے تھے۔ 944 ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک قاہرہ شہر میں سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے ساتھ دوسرے کمرے میں ہے۔ جو انوار و تجلیات کا مرکز ہے۔

﴿قطب ربانی سیدی عبدالوهاب الشعرانی رضی اللہ عنہ﴾

سیدنا و مولانا الشیخ ابو المواهب وابو الفتوحات عبدالوهاب الشافعی الشعرانی الاشعری الشنلوی الاحمدی الوفائی العلوی الانصاری الصوفی القرشی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت 899 ہجری "**قلقشنده**" گاؤں میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے دور کے امام العارفین و صاحب تصانیف کثیرہ و صاحب کرامات عدیدہ و مشہورہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تالیفات مبارکہ سے ایک عالم مستفیض ہوا اور ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے جن انعامات و کرامات سے آپ رضی اللہ عنہ کو نوازا گیا تحدیث نعمت کے طور پر ان کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح بخاری شریف سنانے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہجری 919 کا واقعہ ہے کہ میں بالائی مصر کے سفر پر روانہ ہوا۔ جب ہم کشتی میں سوار ہوئے تو تقریباً سات مگر مچھ ہمارے پیچھے لگ گئے ان میں سے ہر ایک کی جسامت بیل کے برابر تھی۔ کشتی میں سوار تمام لوگ خوفزدہ ہو گئے اور ڈر کے مارے کشتی کے کنارے کی طرف کوئی بھی بیٹھنے کو تیار نہ تھا۔ میں نے تہبند باندھا اور دریا میں مگرمچھوں کے درمیان اتر گیا وہ سب مجھے دیکھ کر بھاگ گئے اور پھر میں کشتی میں سوار ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے رزق میں بہت زیادہ برکت عطا فرما دیتے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ مہمانوں کیلئے میرے پاس تھوڑی سی خوراک ہوتی لیکن جب وہ کھاتے تو خوب پیٹ بھر کر کھاتے اور وہ کم نہ پڑتی۔ ایک مرتبہ میرے پاس چودہ کسان آئے۔ میرے پاس صرف ایک ہی روٹی تھی جو میں نے ان کو پیش کر دی اور وہ ایک روٹی ہی کفایت کر گئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کو ایسی قوت عطا فرمادی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ حیوانات، جمادات ونباتات کی تسبیحات سماعت فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ شیخ امین الدین رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کر رہے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام حجابات دور فرمادیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے مسجد کے ستونوں، دیواروں، چٹائیوں اور فرش کے پتھروں کی تسبیحات سنیں۔ حتیٰ کہ میں مدہوش ہوگیا اور پھر یہ کیفیت ہوگئی کہ مصر کے اردگرد جو شخص گفتگو کرتا مجھے سنائی دیتی حتیٰ کہ باہر کی بستیوں تک کے لوگوں کی گفتگو سن سکتا تھا۔ پھر معاملہ یہاں تک پہنچا کہ زمین کے تمام باشندوں کی گفتگو سن سکتا تھا۔ پھر بحر محیط اور دیگر دریاؤں، سمندروں کی مچھلیوں کی تسبیحات بھی سنائی دینے لگی۔ اور ایک تسبیح کہ یہ الفاظ بھی میں نے سنے۔ **سبحان الملک الخلاق، رب الجمادات والحیوانات، والنباتات، والارزاق، سبحان من لاینسی قوت احد من خلقه ولا یقطع برّه عمن عصاه**

حضرت سید عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اس بات کی بھی پہچان اور اطلاع عطا فرمائی تھی کہ جب میں کسی ولی کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے جاتا تو مجھے معلوم ہوجاتا کہ وہ قبر میں تشریف فرما ہیں یا نہیں کیونکہ اکثر اولیائے کرام وصال کے بعد اپنی قبروں سے ادھر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ مجھے قبر میں نہ ملے۔ بعد میں جب وہ تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ میں معذرت چاہتا ہوں کیونکہ مجھے ایک ضروری کام سے کہیں جانا پڑا تھا۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ سیدی ابوالعباس المرسی الشاذلی رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جانا ہو تو ہفتہ کے دن صبح صادق سے پہلے جاؤ اس وقت آپ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ سیدی یاقوت العرش رضی اللہ عنہ کی زیارت پیر کے دن نماز ظہر کے بعد کیا کرو اور اگر میں فوت ہوجاؤں تو ہفتہ کے دن صبح کی نماز کے بعد آیا کرو۔ سیدی عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ نے 973 ہجری قاہرہ میں وصال پایا اور سیدی نورالدین الشونی رضی اللہ عنہ کے قریب مدفون ہوئے۔

بحمد اللہ اس ولی کامل کی بارگاہ میں اپنے احباب کے ہمراہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اپنا اور اپنے احباب کا سلام پیش کیا چادر کا ایک قلیل تحفہ نذر کیا کچھ دیر آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں سر جھکائے بیٹھے رہے تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہ کرم میں آجائیں۔ دعا کے بعد مسجد سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کے امام وخطیب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

حضرت علی البیومی رضی اللہ عنہ

ایک عظیم ولی کامل ہوگزرے ہیں۔ اپنی کتاب **"رسالة خلوتیه"** کے آخر میں تحریر کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو مجھ پر بے پایاں احسانات فرمائے اور لاتعداد کرم کئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے حضرت شیخ دمرداش رحمۃ اللہ علیہ کو آسمان پر دیکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا وآخرت میں خوف مت کر۔

آپ رضی اللہ عنہ ڈاکوؤں کو توبہ کی طرف لایا کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کی تلقین سے وہ تائب ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوجاتے۔ اور ان میں سے تو بعض ولایت کے درجہ کو بھی پہنچ جاتے۔ حضرت علی البیومی رضی اللہ عنہ نے 1183 ہجری کو انتقال فرمایا اور مسجد کے اندر معروف قبہ میں دفن کئے گئے۔

مسجد سیدنا الرفاعی رضی اللہ عنہ

مسجد سیدنا الرفاعی رضی اللہ عنہ فن تعمیر کا نادر شاہکار ہے۔ سطح زمین سے کافی اونچائی پر واقع ہے اور باہر سے قلعہ نما دکھائی دیتی ہے۔ مسجد میں داخل ہوں تو سامنے سلسلہ رفاعیہ کے مشہور بزرگ سیدی شیخ احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ کے بھانجے حضرت احمد الرفاعی رضی اللہ عنہ کا نہایت خوبصورت مزار ہے۔ مسجد اندر سے نہایت ہی خوبصورت اور نقش ونگار سے مزین ہے۔ مزار سیدنا احمد الرفاعی رضی اللہ عنہ سے بائیں جانب ایک کمرے میں شاہی مقبرے ہیں جن میں سب سے نمایاں مقبرہ شاہ فاروق اول کا ہے۔ اس سے تھوڑا آگے جائیں تو پھر بائیں جانب ایک کمرہ میں اس شہنشاہ کا مقبرہ ہے کہ جس وقت وہ تخت وتاج سے محروم ہوا تو کوئی بھی اسے پناہ دینے والا نہیں تھا۔ وہ سابقہ شاہ ایران آریامہر رضا شاہ پہلوی ہیں۔ مقبرہ نہایت خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اکثر اوقات یہ کمرہ بند رہتا ہے اور درخواست کرنے پر کھول بھی دیا جاتا ہے۔

قاہرہ کی دوسری اہم مساجد میں مسجد محمد علی، مسجد سلطان حسن، مسجد سلطان قلاوون بھی قابل دید ہیں۔

دریائے نیل

بحمد اللہ! اپنے قیام مصر کے دوران دریائے نیل کو کئی بار اور کئی مقامات سے دیکھنے اور اس کا پانی پینے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ایک طویل ترین قدیم اور بابرکت دریا ہے۔ بلکہ اس کا ذکر تو ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ہمیں اس طرح ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"فجرت اربعة انهار من الجنة. الفرات والنيل والسيحان والجيحان"
کہ دریائے فرات، نیل، سیحان اور جیحان جنت سے نکالے گئے ہیں۔ بحمد اللہ! ان چار جنتی دریاؤں میں سے اول الذکر دو دریاؤں کی زیارت اور ان کا پانی پینے کا بھی شرف حاصل ہو چکا ہے۔

قارئین! سال ہا سال کی تحقیق کے باوجود ابھی تک حتمی طور پر اس کے اصل منبع کا پتہ نہیں چل سکا۔ اور بخلاف دوسرے دریاؤں کے جو کہ مشرق سے مغرب کی طرف بہتے ہیں لیکن دریائے نیل جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے۔ اہل مصر کیلئے یہ عطیہ خداوندی ہے۔ کیونکہ مصر کی زراعت کا انحصار تمام تر اسی دریا پر ہے اور پھر مصریوں نے بھی اتنا کمال دکھایا کہ اس کی نہریں دور دراز علاقوں تک پہنچا کر اسے پینے اور زراعت کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

یہ وہی دریا ہے کہ جو زمانہ قدیم میں ہر سال خشک ہو جایا کرتا تھا۔ پھر ایک خوبصورت دوشیزہ کو تیار کر کے نیل کی نذر کرتے تو فوراً اس میں طغیانی آ جاتی۔ فتح مصر کے بعد لوگوں نے جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ صورتحال بتائی تو انہوں نے خلیفۂ وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خط آگاہ فرمایا جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک خط تحریر فرما کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا کہ اس کو دریائے نیل کے سپرد کر دیا جائے۔ خط کا مختصر مفہوم کچھ اس طرح سے ہے۔

از طرف امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ برائے نیل مصر کے نام!

''اے نیل! اگر تو خود اپنی مرضی سے چلتا ہے تو اب نہ چل، اور اگر خداوند قہار کے حکم سے جاری ہے تو اسی کے حکم سے جاری و ساری رہ۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خط جب دریائے نیل کے سپرد کر دیا تو اس نے فوراً تیزی سے بہنا شروع کر دیا۔

دوسری صدی ہجری کے اواخر میں ایک بار پھر اسی طرح ہوا کہ دریائے نیل کے بہنے میں کچھ تاخیر ہو گئی پریشانی کے عالم میں لوگ اہل بیت کی ایک عظیم ولیہ خاتون سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا دوپٹہ دیا کہ اس کو دریائے نیل کے سپرد کر دیا جائے۔ چنانچہ جب اس فرمان پر عمل کیا گیا تو اہل بیت کی اس عظیم خاتون کی برکت سے دریا اپنے معمول پر آ گیا۔ معلوم ہوا کہ دریائے نیل صحابہ کرام کے خطوط سے بھی اچھی طرح واقف ہے اور اہل بیت

کی فضیلت کا بھی دریا کو اعتراف ہے۔

کوہ طور (جبل موسیٰ)

وہ پہاڑ مقدس جس پر رب تعالیٰ نے اپنی صفاتی تجلی فرمائی تو پہاڑ اس تجلی کو برداشت نہ کر سکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد چالیس دن تک یہ حالت تھی کہ جو شخص آپ علیہ السلام کو دیکھتا وہ بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اس عظیم و مقدس پہاڑ کی زیارت کا انتہائی زیادہ شوق لے کر گئے تھے بعض ظاہری اسباب میسر نہ ہونے کے باعث اس مقام پر حاضر نہ ہو سکے۔ انشاء اللہ اب کبھی جانا نصیب ہوا تو پہلے اس مقام پر حاضر ہوں گے۔

اہرام مصر

قاہرہ کے نواح جیزہ میں پائے جانے والے اہرام خصوصی شہرت کے حامل اور عجائبات عالم میں شمار ہوتے ہیں۔ انسان کی تعمیر کردہ عمارات میں ایسی مضبوط، مستحکم عمارات اور کہیں نہیں ہیں۔ تین برج یا تین اہرام ہیں جو فرعونوں کے چھٹے شاہی خاندان کے بادشاہوں کی قبریں ہیں۔ ہزاروں سال قبل تعمیر ہونے والے ان اہراموں کو دیکھ کر انسان آج بھی ششدر رہ جاتا ہے۔ ٹنوں وزنی پتھر کس طرح اس فنی مہارت سے سجائے گئے ہیں کہ سینٹی میٹر کا بھی فرق نہیں ہے۔ سب سے بڑا اہرام خوفو بادشاہ کا ہے جس کی تعمیر میں ایک لاکھ مزدوروں نے بیس سال تک کام کیا۔ درمیانی اہرام خوفو کے بیٹے خفیرے کا مقبرہ ہے اور سب سے چھوٹا اہرام اس کے پوتے کا ہے۔ ہم بھی ان برجوں یا اہرامات کو دیکھنے گئے۔

حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اہرامات کی تفاصیل بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ احمد بن طولون کے زمانے میں اہرام سے ایک جام ملا تھا جس کی خصوصیت یہ تھی کہ اسے خالی وزن کیا جاتا اور پھر پانی بھر کر وزن کیا جاتا تو دونوں صورتوں میں جام کا وزن ایک جیسا ہوتا۔

اہرامات کے آگے ایک بہت بڑا مجسمہ موجود ہے جو ابوالہول کے نام سے مشہور ہے۔ اس مجسمے کا سر اور چہرہ مردانہ جبکہ دھڑ شیر کا ہے اور ایک ہی پتھر سے بنایا گیا ہے۔ ان تاریخی آثار کو دیکھنے کے بعد ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر اس عجائب گھر کی طرف روانہ ہوئے جس کے گوشے میں فرعون کی لاش بطور عبرت آج بھی موجود ہے۔

﴿عجائب خانہ مصر اور فرعون کی لاش﴾

ڈرائیور نے ٹیکسی عجائب خانہ کے صدر دروازے کے قریب روکی، گاڑی سے اترے اور عجائب خانہ کی طرف چل پڑے۔ یہ عظیم عجائب خانہ کئی ایکڑ زمین پر واقع ہے۔ جو مختلف منزلوں اور ہالوں پر مشتمل ہے اور عجیب وغریب نوادرات سے بھرا پڑا ہے۔ جن کو دیکھنے کیلئے کم از کم ایک ہفتہ درکار ہے اور اگر ان کی تاریخ سے آگاہی حاصل کرنا ہو تو پھر ایک طویل مدت درکار ہوگی لیکن ہماری خصوصی توجہ صرف لاش فرعون پر تھی جو اوپر دوسری منزل کے گوشے میں بے یار و مددگار نشانہ عبرت موجود تھی۔ دوسری منزل پر جا کر معلوم ہوا کہ فرعون کو دیکھنے کیلئے کچھ اور قیمت ادا کرنی ہوگی اور 70 پاؤنڈ مصری (750 روپے پاکستانی) کا مزید ایک ٹکٹ خریدنا ہوگا۔ بہر حال مجبوری تھی چارو ناچار یہ مہنگا ٹکٹ خریدا اور اندر جانے کیلئے ایک طویل لائن میں کھڑے ہوگئے۔ باری آنے پر ایک درمیانے سے نیم تاریک کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے میں تصویر لینا اور کنارا اونچا بولنا بھی منع ہے۔ اس کمرے میں دس موسیائیں (لاشیں) موجود ہیں۔ ان میں 6 مردوں کی اور 4 عورتوں کی جو کہ عموی طور پر اچھی حالت میں ہیں۔ لوگ مبہوت کھڑے ان لاشوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اس کمرے کی تمام لاشوں میں ایک اہم لاش جو الگ ہی نظر آتی ہے وہ عالمی شہرت یافتہ فرعون (رمسیس ثانی) کی ہے۔ جس نے مصر پر 67 سال حکمرانی کی۔ کمرے کے درمیان ایک خصوصی شیشے کے بکس میں دعوت نظارہ دیتی ہے۔ اور باقی لاشوں سے بہتر حالت میں ہے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خداوند تعالی نے اس لئے اٹھایا ہوا ہے کہ بعد میں آنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ واللہ ثم واللہ یہ مقام عبرت ہے بشرطیکہ کوئی اسے سمجھے اور سوچے لیکن دیکھتی آنکھ تو شاید ابھی تک وہ بصیرت حاصل نہیں کر پائی جو بندہ کو بندگی سے آشنا کر دے۔ قرآن پاک تو یہ فرماتا ہے" کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو، کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا"۔ افسوس کم ہی لوگ ہوں گے جو اس لاش کو اس تناظر میں دیکھتے ہوں گے۔ ہم نے کلمہ استغفار پڑھتے ہوئے اس نشان عبرت کو دیکھا اور بار بار دیکھا اور آہستہ آہستہ اس میوزیم سے باہر آ گئے۔

زیاراتِ

- طنطا
- دسوق
- دمنهور
- اسکندریہ
- قناہ

قُطب وقت سیدنا احمد البدوی رضی اللہ عنہ

مصر کے دوسرے شہروں کی طرح طنطاء میں بھی زیارات مقدسہ موجود ہیں۔ جن میں سرفہرست زیارت سیدنا احمد البدوی الحسینی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات کا شمار مشہور اقطاب اربعہ میں ہوتا ہے۔ "**طبقات شعرانی**" میں ہے کہ حجاج کے زمانہ میں کثرت قتل کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد جو کہ حجاز مقدس کے رہنے والے تھے بلاد مغرب کے ایک شہر **فاس** میں منتقل ہو گئے۔ سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت اسی شہر میں ہوئی۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سات سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد کو خواب میں غائبانہ حکم ملا کہ اے علی! اس ملک سے آپ مکہ مکرمہ چلے جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے برادر مکرم سید حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر ہماری پذیرائی ہوئی اور خیر مقدم کیا گیا اسی طرح اہل مکہ نے بھی ہمارا بھرپور استقبال کیا اور یہاں ایک طویل عرصہ قیام رہا۔ حتیٰ کہ 627 ہجری میں ہمارے والد محترم کا انتقال ہو گیا۔ شوال 633 ہجری میں سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ نے تین بار خواب دیکھا اور کسی کہنے والے نے آپ سے کہا کہ اے احمد اٹھو اور طنطاء کی طرف سفر اختیار کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے عراق تشریف لے گئے۔ وہاں مزارات مبارکہ پر حاضری دینے کے بعد 634 ہجری میں مصر کے شہر طنطا تشریف لائے اور یہاں مقیم ہونے کے بعد ایک عالم کو اپنے فیوضات و برکات سے مستفیض فرمایا۔ آخر 12 ربیع الاول شریف 675 ہجری آپ رضی اللہ عنہ نے اس دار فانی سے دار البقاء کو کوچ فرمایا۔

سید امام شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ حضرت شناوی رضی اللہ عنہ نے سیدی احمد **البدوی** رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے پاس میری بیعت لی اور مجھے ان کے حوالے فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ **کا دست** مبارک قبر سے نکلا اور فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑا اور ہاں میں نے اس کا ذمہ لے لیا ہے۔

حضرت امام شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے شیخ کے ہمراہ سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ ہمارے شیخ نے ان سے ایک سفر کے سلسلہ میں

مشورہ طلب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قبر سے جواب دیا کہ توکل علی اللہ، سفر اختیار کرو۔

طنطاء شہر قاہرہ سے 130 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ایک پرائیویٹ ٹیکسی والے کے ساتھ قاہرہ سے اسکندریہ کیلئے براستہ طنطاء روانہ ہوئے۔ تقریباً 1½ گھنٹہ میں ہم طنطاء پہنچے تجدید وضو کے بعد مسجد میں داخل ہوئے جس کے ملحقہ کمروں میں سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے خلفاء سیدی عبدالعال، عارف باللہ احمد محمد مجاب، سیدی نور الدین، سیدی عبدالرحمٰن اور سیدی مجاہد قدس سرہم کے مزارات مبارکہ ہیں۔ جہاں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ پھر مسجد کے ایک گوشے میں سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک اس وقت (اپریل 2006ء) میں زیر تعمیر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ سلام اور ہدیہ چادر پیش کیا۔ اپنے تمام احباب کا بھی نذرانہ سلام پیش کیا۔ اس کمرہ کے ایک کونہ میں ایک پتھر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش پا ثبت ہے۔ اس کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ دعا کے بعد باہر آ گئے اور اپنی اگلی منزل دسوق کی طرف روانہ ہو گئے۔

قطب زماں سید ابراھیم الدسوقی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ حسینی سادات میں سے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار بھی مشہور چار اقطاب میں ہوتا ہے۔ حضرت امام مناوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ عنہ کو علوم لدنیہ سے نوازا ہوا تھا۔ اسرار خفی وجلی سے آپ کا باطن مبارک روشن اور منور تھا۔ سیدنا ابراہیم الدسوقی کو تمام زبانوں پر کامل دسترس تھی۔ عربی، سریانی کے علاوہ پرندوں اور درندوں کی زبان سے بھی واقف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایام مہد میں بھی روزہ دار تھے اور اپنے مرید کا نام شقاوت سے سعادت میں بدلنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

حضرت امام مناوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار کسی مگرمچھ نے ایک بچے کو نگل لیا۔ اس بچے کی والدہ نہایت پریشانی کے عالم میں سیدنا ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک نمائندہ کو ساحل سمندر پر بھیجا، اس نے جا کر آواز دی ''اے مگرمچھو! تم میں سے جس کسی نے ایک بچے کو نگل لیا ہے وہ باہر آ جائے'' چنانچہ ایک مگرمچھ

باہر نکلا اور حضرت کے نمائندہ کے ہمراہ آپ ﷜ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷜ نے فوراً اسے حکم دیا کہ بچہ کو اگل دے۔ چنانچہ اس نے زندہ بچہ اگل دیا۔ اس کے بعد آپ ﷜ نے اس مگرمچھ کو کہا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے مرجائے۔ وہ فوراً مر گیا۔ اس مگرمچھ کی ایک ہڈی اب تک صحیح سلامت ہے۔ جس کو ایک فریم میں رکھ کر روضہ مبارکہ کی ایک دیوار جو کہ عورتوں والے حصے میں ہے نصب کیا گیا ہے۔ بحمد اللہ ہمیں اس فریم کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔

حضرت سیدنا ابراہیم الدسوقی ﷜ کے احوال کا تذکرہ کر رہے تھے اور گاڑی فراٹے بھرتے ہوئے دسوق کے قریب پہنچ گئی اور تھوڑی ہی دیر میں ہمیں آپ ﷜ کی خانقاہ مبارکہ کے مینار نظر آنے شروع ہو گئے۔ جو کہ مسجد نبوی ﷺ کے میناروں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ تازہ وضو کیا اور آپ ﷜ کی خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔ قطب وقت کی خدمت میں سلام کا نذرانہ پیش کیا، آپ کی بارگاہ میں چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ مختصر محفل ذکر: دعا منعقد کی۔ آپ ﷜ کے مزار مبارک کے ساتھ دوسری طرف آپ ﷜ کے برادر مکرم سیدنا موسیٰ العمران ﷜ کا مزار مبارک ہے وہاں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اسی حجرہ مبارکہ کی ایک دیوار میں ایک پتھر نصب ہے۔ جس کے اوپر ایک چھوٹا سا جنگلا لگا ہوا ہے۔ تانبے کی ایک پلیٹ جو جنگلہ پر ثبت ہے اس پر لکھا ہوا ہے۔ **هذا بصمة كف رسول الله** ﷺ (یہ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک کا نشان ہے) اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اس نشان مبارک کو چوما۔ دعا کی اور مسجد سیدنا ابراہیم دسوقی ﷜ کی زیارت کرتے ہوئے باہر آ گئے اور گاڑی میں سوار ہو کر اپنی اگلی منزل دمنہور کیلئے روانہ ہوئے۔

﴿ دمنهور ﴾

دمنہور بھی اولیاء و مشائخ کا مرکز رہا ہے۔ حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی ﷜ کی اولاد مبارکہ کا یہاں قیام رہا جس کی وجہ سے اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ شاذلیہ کا عروج رہا اور کئی شاذلی شیوخ اس علاقہ میں ہو گزرے ہیں۔ جن میں سیدی عطیہ ابوریش الشاذلی بھی ایک عظیم ولی وقت ہو گزرے ہیں۔ ان کے مزار مقدس بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

شیخ احمد الزواوی رضی اللہ عنہ

یہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جن کے بارے میں حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل النبہانی الشاذلی رضی اللہ عنہ اپنی مشہورزمانہ کتاب "**افضل الصلوٰۃ علی سید السادات**" میں نقل فرماتے ہیں کہ شیخ احمد الزواوی رضی اللہ عنہ روزانہ چالیس ہزار مرتبہ دُرُود شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت امام الشعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ہم بہت کثرت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرُود شریف پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیداری میں ہمارے ہاں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

دمنہور میں ان مقامات پر حاضری کے بعد اپنی آج کی آخری منزل شیوخ شاذلہ کی نگری اسکندریہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اسکندریہ

یہ تاریخی ومشائخ کرام کا شہر قاہرہ سے 225 کلومیٹر کے فاصلے پر ساحل سمندر پر واقع ہے۔ یہ شہر ایک عرصہ تک مصر کا دارالخلافہ بھی رہا۔ مصر کی اہم ترین بندرگاہ بھی اسکندریہ میں ہی ہے اور سلطان صلاح الدین ایوبی کا قلعہ بھی اسی تاریخی شہر میں ہے۔

قطب زماں سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ اندلس کے ایک شہر مرسیہ میں 616 ہجری میں اس عالم رنگ وبو میں تشریف لائے۔ انصار قبیلہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے۔ کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''انصار سے محبت ایمان کی نشانی ہے'' آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب خزرج قوم کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک اور دوسرے دینی علوم کی تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد کے کاروبار میں ان کی اعانت فرمایا کرتے تھے۔ اس میں آپ رضی اللہ عنہ کو جو حصہ ملتا تھا وہ سب فقراء، مساکین اور مسافروں کی خدمت میں صرف کیا کرتے

تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قلب مبارک ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتا تھا۔ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کو حصول علوم دین اور صحبت اولیائے عظام عزیز تھی۔ چنانچہ تیونس میں آپ رضی اللہ عنہ **فقیہ محرز بن خلف** کے زاویے میں مقیم ہو گئے۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے فرمائیں، پھر سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی کا عقد سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا اور پھر آپ کا شمار آفتاب عالم میں ہونے لگا۔

رسول اللہ ﷺ سے عشق و محبت

کتاب "**حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهرة**"، "**تفسیر روح المعانی**" اور "**صاحب جامع کرامات اولیاء**" نے بھی ذکر کیا ہے کہ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا ہے کہ "**لی اربعون سنة ما حجبت عن رسول الله ﷺ والله لو حجب عنی رسول الله طرفة عین ما عددت نفسی مع المسلمین**" چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کی نگاہ مبارک سے اوجھل نہیں ہوا اور اگر لمحہ بھر کیلئے بھی رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے محروم ہو جاؤں تو اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھوں۔

سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ حضوری اور فنا فی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت شیخ حسن العدوی رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ ایک صاحب نے حضرت ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو دیکھا کہ انوار و تجلیات نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر کو بھر دیا ہے اور نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔

اقوال سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ

تصور شیخ

اپنے شیخ محترم سے کبھی بھی یہ تقاضا نہیں کرنا چاہئے کہ وہ مرید کو یاد رکھے بلکہ مرید کو خود چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنے شیخ کے تصور کو دل و دماغ میں بسائے رکھے اور اس میں جس قدر اضافہ ہو گا شیخ کی توجہ بھی اسی نسبت سے زیادہ ہو گی۔

پہچان ولی

ولی کی پہچان، اللہ تعالیٰ کی پہچان سے زیادہ مشکل ہے۔ یہ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرتیں عیاں ہیں جبکہ ولی عام مخلوق کی طرح کھاتا پیتا اور زندگی بسر کرتا ہے۔

ذکر عظیم

سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس بات کی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا ذکر صرف اسم "**اللہ**" ہونا چاہئے کیونکہ یہی تمام اسماء کا سلطان ہے اور اس کے عظیم ثمرات و انوار ہیں۔

دُرود شریف

سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبح و شام پانچ سو مرتبہ اس صیغۂ دُرود شریف پر مداومت اختیار کر لی اس کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہو گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

اسکندریہ میں قیام اور وصال شریف

سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ اپنے مرشد کریم کے ہمراہ اسکندریہ تشریف لائے اور پھر 43 سال تک اسکندریہ میں قیام پذیر رہنے کے ساتھ خلق کثیر کو فیض پہنچایا اور علم و فضل کے ایسے دریا بہائے جو رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ 70 سال کی عمر میں 25 ذی القعدہ 685 ہجری آپ اس دنیا کو خیر آباد کہنے کے بعد اپنے مالک و مولا کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

مسجد و مزار مبارک

سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کے 21 سال بعد یعنی 706 ہجری اسکندریہ کے ایک بزرگ الشیخ زین الدین بن القطان نے آپ کے مزار مبارک اور مسجد کی تعمیر کروائی۔ پھر وقتاً فوقتاً اس عمارت میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ 170 سال بعد والی اسکندریہ الامیر قجماش نے تمام تعمیرات از سرنو کروائیں۔ 1005 ہجری میں الشیخ ابوالعباس نے ان میں مزید اضافہ کروایا۔ 1189 ہجری میں الشیخ ابوالحسن المعزی نے اس عمارت میں توسیع کروائی۔ 1280 ہجری میں احمد الدخاخنی نے مزید تعمیر و توسیع کے علاوہ اس کیلئے بہت سی املاک وقف کروائیں۔ 1927ء میں وزارت اوقاف نے موجودہ مسجد کی تعمیر کروائی جو عربی اور اندلسی فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے اور عہد ایوبی کی یاد دلاتا ہے۔

دمنہور سے روانہ ہونے کے بعد تقریباً دو گھنٹے میں ہم سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ مسجد سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ نہایت ہی خوبصورت اور فن تعمیر کا نادر شاہکار ہے۔ حضرت سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اپنا اور تمام احباب کا نذرانۂ سلام اور چادر کا ہدیہ پیش کیا۔ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کا اصل مزار مبارک ایک تہہ خانہ میں ہے جہاں پر آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادوں سیدی محمد اور سیدی احمد رضی اللہ عنہما کے مزاراتِ مبارکہ ہیں۔ دعا کے بعد خطیب و متولی درگاہ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اپنی کتب پیش کیں جس کے جواب میں انہوں نے ہم سب کو سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ کے احوال پر مشتمل کتابچہ بنام **العارف باللہ ابو العباس المرسی** پیش کیا جس کو ہم نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور حضرت سیدنا یاقوت العرش رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے چل پڑے۔

﴿ حضرت یاقوت العرش رضی اللہ عنہ ﴾

حضرت یاقوت العرش رضی اللہ عنہ حبشہ کے رہنے والے تھے۔ بہت بڑے عارف اور مشہور ولی اور سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے نامور شاگرد اور مرید و خلیفہ ہوئے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کا سلسلہ کچھ اس طرح سے بنا کہ ایک تاجر نے بہت سے غلام خریدے جن میں سیدی یاقوت العرش بھی تھے۔ جہاز میں سوار ہو کر اسکندریہ کی جانب روانہ تھے۔ کہ اسکندریہ کے قریب ہی سمندر میں طغیانی آ گئی اور جہاز ڈوبنے لگا۔ اس تاجر نے یہ نذر مانی کہ اگر میں نجات پا گیا تو یاقوت نامی غلام کو ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دوں گا۔ اس نذر کا ماننا تھا کہ جہاز بخیریت اسکندریہ پہنچ گیا۔ لیکن غلام یاقوت عرش کو خارش زدہ پایا۔ چنانچہ تاجر ایک دوسرا غلام لے کر سیدی ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے جو غلام ہماری نذر کیا تھا یہ وہ نہیں ہے۔ تاجر نے جواب دیا کہ حضرت وہ خارش زدہ ہے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں وہ نہیں لایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں وہ غلام ہی لاؤ کیونکہ ہمیں اسی کا انتظار ہے۔ پھر تاجر نے یاقوت غلام کو ہی آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی روحانی تربیت فرمائی اور سلوک کی منازل طے کروائیں۔

لقب "**عرش**" اس لئے عطا ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا دل ہر وقت عرش کو دیکھتا رہتا تھا۔ زمین پر آپ رضی اللہ عنہ کا صرف بدن ہوتا تھا اور **بیت المعمور** پر ہونے والی فرشتوں کی اذان سن کر آپ اذان دیا کرتے تھے۔ اسی عظیم مقام و مرتبے کے پیش نظر سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی **سیدة بهجة** سے آپ کا عقد مبارک کر دیا۔ آپ کا وصال اسکندریہ میں ہوا اور مرشد کریم کے سایہ میں جگہ پائی۔ آپ کا مزار مبارک انتہائی خوبصورت، دلکش و دیدہ زیب و پرانوار و تجلیات و کیفیات ہے۔ بحمد اللہ ہم نے اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ کچھ دیر آپ کی بارگاہ میں بیٹھے اس کے بعد قرب و جوار میں دوسرے شاذلی شیوخ حضرات کے مزارات مبارکہ پر حاضر ہوئے۔

حضرت امام شرف الدین البوصیری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی محمد، کنیت ابو عبداللہ اور لقب شرف الدین ہے۔ یعنی شرف الدین محمد بن سعید بن حماد۔ حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش عیدالفطر کے مبارک دن یکم شوال المکرم 608 ہجری بروز بدھ قصبہ دلاص میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ننھیال میں ہوئی۔ اس لحاظ سے یہ یوم سعید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کیلئے دو مسرتیں لے کر آیا۔ عید سعید اور فرزند سعید۔ امام شرف الدین البوصیری رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً شافعی، مشرباً شاذلی، اور نسباً منہاجی (بربری) تھے۔ آپ کے والدین نے اپنے بیٹے کا نام ازراہ عقیدت ومحبت (**محمد**) رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کہ جس بچے نے آگے چل کر مقبول ترین نعت گو بننا تھا وہ آغاز میں ہی ذات بابرکات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نامی کی سعادت عظمیٰ سے شرف یاب ہوئے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم بوصیر میں پائی، 13 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ اس کے بعد مزید تعلیم کیلئے قاہرہ پہنچے۔ جہاں مسجد شیخ عبدالظاہر میں تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ اور دوسرے مروجہ علوم حاصل کئے۔ اسی عرصہ میں خطاطی اور کتابت بھی سیکھی۔ اور اس فن میں اس قدر مہارت حاصل کر لی کہ ماہر کاتب اور خطاط کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی تربیت سیدنا ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور زندگی کے آخری ایام میں اپنے مرشد کریم کے مزار مبارک کے قریب قیام پذیر ہو گئے اور یہیں اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سال وصال 695 ہجری ہے۔

قصیدہ بردہ شریف

اس قصیدہ مبارکہ کو **بردۃ المدیح** بھی کہتے ہیں لیکن اس کا اصل نام **الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ** ہے۔ حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ بہت علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا۔ انتہائی مایوسی کے

عالم میں میرے دل میں خیال آیا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیوں نہ ایک قصیدہ رقم کروں۔ قصیدہ جب مکمل ہو گیا تو ایک دن خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں قصیدہ پڑھتے پڑھتے جب اس شعر پر پہنچا

كَمْ اَبْرَأَتْ وَصِباً بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ
وَاَطْلَقَتْ اَرِباً مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

جب چھوا دستِ مبارک ہو گئی کامل شفا
اور شفا پائی جنوں سے اکثروں نے از کرم

تو آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے جسم پر پھیرا اور صلہ میں مجھے ایک بُردِ یمانی (دھاری دار یمنی چادر) عطا فرمائی۔ صبح جب بیدار ہوا تو خود کو صحیح و سالم اور تندرست پایا اور جسم پر وہ چادر مبارک بھی موجود تھی۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ شریف کو جو شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی وہ کسی شاعر کے حصہ میں نہ آئی۔ قصیدہ بردہ شریف کی دربار رسالت ﷺ میں مقبولیت اظہر من الشمس ہے۔

بحمد اللہ ہمیں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ اپنے احباب کے ساتھ مل کر باآواز بلند قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھے۔ پھر ختم شریف اور دعا کے بعد نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد جامع امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے امام وخطیب الشیخ حسن بن محمد حسن الراوی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ وہ ہمیں اپنے ہمراہ مسجد سے ملحق دفتر میں لے گئے۔ مصری چائے سے ہماری تواضع کی۔ پھر اپنے دستخطوں سے قصیدہ بردہ شریف کے چند نسخے عطا کیے۔ خطیب صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اسکندریہ کی دوسری زیارات کا شرف حاصل کیا جن میں سرفہرست نبی اللہ دانیال علیہ السلام اور حضرت لقمان علیہ السلام کے مزارات مبارکہ ہیں۔

﴿شیخ عبدالرحیم بن احمد القنائی رضی اللہ عنہ﴾

حضرت شیخ عبدالرحیم بن احمد القنائی نہایت شریف النفس اور حسب نسب والے ولی کامل ہوگزرے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک مصر کے ایک شہر **قناۃ** میں واقع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر بزرگ ہیں۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا تھا کہ **"قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله"** میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ تو اس وقت **قنائة** میں موجود ہوتے ہوئے حضرت شیخ عبدالرحیم القنائی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی گردن آگے کی طرف جھکائی اور بولے **"صَدَقَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ"** کہ انتہائی سچی شخصیت نے سچ ہی فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ جواب فرمایا کہ سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ جنہوں نے آج یہ اعلان فرمایا ہے اور اس اعلان پر مشرق و مغرب کے مردانِ خدا نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں ہیں۔ اس لئے میں نے بھی اپنی گردن جھکا دی۔

ایک مرتبہ ایک کتا حضرت شیخ عبدالرحیم القنائی رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کتے کے احترام میں کھڑے ہوگئے۔ جب اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں فقراء کی نشانی کی تعظیم کی وجہ سے کھڑا ہوگیا۔ لوگوں نے اس کتے کو تلاش کیا تو دیکھا اس کی گردن میں ایک صوفی کے خرقے کا کچھ حصہ بندھا ہوا ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحیم القنائی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک اجابتِ دعا کیلئے مشہور ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر مانگی ہوئی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک انتہائی خوبصورت اور دلکش انداز میں بنا ہوا ہے اور ایک پرکیف مقام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر قبولیت دعا کیلئے لوگوں نے بارہا مرتبہ تجربہ کیا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بروز بدھ ظہر کے وقت دعا کا خواہشمند ننگے پاؤں اور ننگے سر آپ کی قبر مبارک پر حاضری دے، دو رکعت نفل ادا کرے، قرآن پاک کی کچھ تلاوت کرے اور پھر یہ دعائیہ کلمات پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِجَاہِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ بِاَبِیْنَا اٰدَمَ وَ حَوَّا وَ مَا بَیْنَھُمَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ بِعَبْدِکَ عَبْدُالرَّحِیْمِ الْقَنَائِیْ اِقْضِ حَاجَتِیْ

اس ولی کامل کی بارگاہِ اقدس میں حاضری اور پھر نمازِ فجر ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کاملین کی بارگاہوں میں ہماری حاضریوں کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

"زیاراتِ مصر نامه"

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب "زیارات مصر"
یعنی مصور در آئینۂ تصویر و نگارش ہائے ادبی و دینی و علمی و تاریخی

به قلم با کفایت و کوشش با درایت و جوشش با محبت
جناب آقای افتخار احمد حافظ قادری قونیوی شاذلی

قاهره

کنون جستجو از "قاهرهٔ" شهر جان   همان شهر عرفان و روح روان

به "مصر" محبت بود "قاهرهٔ"   یکی کشور شاد و خوش باهره

بود "قاهرهٔ" مرکز اولیاء   تصاویر آن داده عشق خدا

زیارتگهِ شاهدین کربلاء   به "رأس حسینؑ" آمده اقتدا

"امام حسینؑ" و سر پاک او   به قلب همه گشته ادراک او

بود اہل بیت رسولِ کرامؐ   عزیز الوجود رسولؐ امام

مزارات آنان به مصر شریف   وحد جلوهٔ پاک روح لطیف

یکی "سیدهٔ" شد "نفیسہ" یقین   نگهدار عهد و وفا را امین

"محمد حنفیہ" روشن ضمیر   شده در محبت بشیر و نذیر

صفاتِ الٰہی درخشان از او   تو گویی بود ماہِ تابان از او

به تاریخ اسلام و قرآن نگر   "محمد حنفیہ" نور بصر

چو "ذوالنون مصری" سرِ اولیاء   همه عارفان را بدو اقتداء

به تاریخ عرفان اگر بنگری   چو "ذوالنون مصری" نباشد سری

شده "شافعی" صاحب فقه شرع   امامِ فقاہت به اصل و به فرع

فقیہِ مسلمان بود "شافعی"   به سنت زده نقش پاک نبیؐ

"جلال سیوطی" خداوند علم
به تفسیر و تعلیم و اخلاق و حلم

به تقریر و شرح علوم و فنون
"جلال سیوطی" به دین رهنمون

"همان عبد وهاب" دانای دین
چو "شعرانی" آمد به علم الیقین

یکی سید پاک "عبد وهاب"
به جام محبت زده نقش ناب

دگر "شیخ عیسیٰ" امیر عرب
بود پور "جیلانی" خوش نسب

بود "عبد قادر" ورا پاک باپ
به "جیلانی" او را بود انتساب

"عطاء الله" آمد به "اسکندری"
همان "احمد" آمد به نام آوری

شکوه و جلال "سکندر" از او
بود بوی مشک و معنبر از او

"کمال همام" خرد مند "دین"
رود راه احقاق حق الیقین

مزارش زیارتگہ مؤمنان
بود روشنی بخش ملک جهان

"محمد" بود "شمس دین" وفا
به نسبت به "البکری" آمد ندا

همیشہ رہ و رسم اسلام داشت
به دین محمدؐ محبت بکاشت

به درگاہ او ازدحام آمدہ
شراب و فائش به جام آمدہ

"جبل مقطم" یادگار قدیم
بود گوہر پاک درج عظیم

به دیدار آن ہر کسی شادمان
که باشد نشان کہن درجهان

جمال محبت ستودہ از آن
کمال صداقت شدہ کشف جان

"هرم" هاى مصر کہن رہنمین
بود نقش "فرعون" و موسیٰ یقین

ثلاثہ بود کل اهرام مصر
سوی آسمان رفتہ پیغام مصر

شدہ شہرہ مصر محبت از آن
که اهرام آن رونق باستان

منم "رب اعلیٰ" چو "فرعون" گفت
ملایک ہمہ زین سخن در شگفت

چو موسیٰ شنید این سخن ہای او
شگفت آمد از شرک بی جای او

خروش آمد از جادوان عنید | که این است ما را خدا بشنوید
بزد نعره موسیٰ به درگاهِ حق | کنم استعاذه به ربّ الفلق
عصایش بجنبید و شد اژدها | فرو برده از جادوان، مارها
چو دیدند فرعونیان این عمل | همه گشته تسلیم چو روباه شل
چو موسیٰ و قومش برون آمدند | همه مصریان نیگون آمدند
به دریا شگاف آمد از پاک ذات | همه غرقه گشتند و موسیٰ نجات

طنطاء

همه اولیای محبان دین | به "طنطاء" روحانی آیند یقین
گذر کن به "طنطاء" و دل شاد کن | عزیزانِ و یاران درآن یاد کن
همان شهر قطب زمان و زمین | همان "احمدِ بدویؒ" پاک بین
مزار شریفش بود آرمان | زیارت کنش روح الله دان
یکی قطب دیگر به "دسوق" بود | "براہیم دسوقی" به آنجا بود
شده بارگاهش شریف و عزیز | رسد بوی خوش از مزارش تمیز
سماع محبت دل و جان و تن | به لنگر کند خدمت مرد و زن

اسکندریه

کنون شهر "اسکندریہ" ببین | ز عهدِ کهن اندر آن خوشه چین
بنا کرده "اسکندر" این سر زمین | "ارسطو" بده گفته صد آفرین
همه دیدنی های آن از قدیم | بود در پناه خدای کریم
مقام و زیاراتِ اسلامیان | ز "اسکندریہ" بود ترجمان
"ابو العباس مرسیؒ" یکه تاز | به درگاه او جمله برده نیاز
کریم و وفادار بخشنده است | به درگاهِ حق پیک رخشنده است

همین شد که "ترسی" بود رستگار   حمایت کند ذات پروردگار
به نعت محمدؐ حبیب خدا   "امام شرف دین" شده رہنما
همان کس که "بوصیری" آمد به نام   شده "بُردہ" اش نور چشم انام
قصیده سرودهٔ به نعتِ رسولؐ   امین و حبیب و شفیع و شمول
بود رحمت و مغفرت بر "امام"   "شرف دین بوصیریؒ" پاک نام
شده ترجمه این قصیده بسی   به فارسی، به اردو بود دسترسی
به پنجابی و سندی و ہندوئی   سرائیکی، پشتو، بلوچ، بوهروی
خلاصه بدان نعتِ پاک رسولؐ   به لطفِ حبیبِ خدا شد قبول
دعای همه مسلمان جهان   به "بوصیریؒ" آمد به صدق العیان
به درگاهِ او استجابِ دعا   بر آورده گردد به حکمِ خدا
حبیبِ خدا، سیدِ الانبیاءؐ   بود نعتِ او در دلِ اولیاء
ثنا خوان "یاقوت عرشؒ" بدان   همه مؤمنان اند، پیر و جوان
رسد بوی خوش زان به جان و روان   همه شادمان و همه نغمه خوان
که "یاقوت عرشؒ" گل افشان بود   تو گوئی کلامش ز قرآن بود
"زیارات مصر و تصاویر" آن   شد از "افتخار احمد" پاک جان

دعا و ثنای "رها" کن قبول
که هستم من از عاشقان رسول

سرودهٔ دکتر محمدحسین تسبیحی "رها"

8 رجب، 1427 هجری

افتخار احمد نامه

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب
''زیارات مصر''

''افتخار احمد حافظِ قادری'' — به لطف و ثقافت کند دلبری

دلم را ربوده جمالش یقین — کند سروری هر کجا بالیقین

جهانِ محبت از او شادمان — صفاتِ الٰہی از او ترجمان

طریقِ حقیقت بود راهِ او — کلامِ صحابہ بود جاهِ او

حدیثِ صداقت بود کارِ او — به حفظ و حفاظت شد آثارِ او

بود ''قادری'' رهروِ راهِ حق — جهان ''افتخار احمد'' ماهِ حق

نوشته کتب باکمالِ ادب — به اخلاقِ نیکو بود خوش نسب

فقیر و غنی را بود بهره ور — محبت از او در جهان جلوه گر

سفر کرده دنیای اسلام را — سپرده طریقِ دلارام را

به ایران و مصر و به شام و عراق — به مکہ مدینہ زده او رواق

بود ترکیہ، قونیہ شوقِ او — به درگاہِ رومی بود ذوقِ او

زبانِ دلش حرفِ صدق و صفا — بیانش نشانی ز عهد و وفا

همہ اولیاء را مرید آمده — سخن های حق را مفید آمده

رفیق و شفیقِ محبانِ دین — ستائشگرِ مردمِ پاک بین

همہ مؤمنان یار و همراهِ او — همہ سالکِ صادقِ راهِ او

به اخلاق و کردار افرشتگان — حقیقت پسند و حقیقت نشان
به علم الیقین دل سپرده بسی — به حق الیقین حق شمرده بسی
به عین الیقین او رسیده کنون — خدای بزرگش شده رهنمون
رسیده به عین الیقین ''افتخار'' — کتاب های بسیار از او یادگار
خردمند و دانا و بینا بود — سخن های او چون ''کریما'' بود
گل باغ عرفان شکفته از او — درو گوهر و لعل سفته از او
شب و روز او طبع و نشر کتاب — به تصویر و مکتوب و اوراق ناب
عزیزان او جمله یاران او — به پنڈی بود خانه ''افشان'' او
''معین'' ناصر و یار و فرزند او — همه خاندانش جگر بند او
''زیارات مصر و تصاویر'' آن — شده آئینه نقش تحریر آن
به درگاه ''ذالنون مصری'' روان — سفر کرده و رفته با کاروان
به دریای نیل خروشان شده — ز ''بوصیری'' عشق جوشان شده
کمر بسته از بهر خدمت گری — خلوص و ارادت به روشن گری
دعا و نیایش به احوال او — ثنا و ستایش به اقوال او
حدیث رسولؐ و کلام خدا — طواف دلش شد به نام خدا

''رها'' همدل و همراه ''افتخار''
الهی بود شاد و خوش با وقار

سرودهٔ دکتر محمدحسین تسبیحی ''رها''

حصہ تصاویر
111 عدد رنگین تصاویر
نادر و انمول خزانہ

مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیرونی منظر

بارگاہِ سیدنا امام حسینؓ میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا جارہا ہے
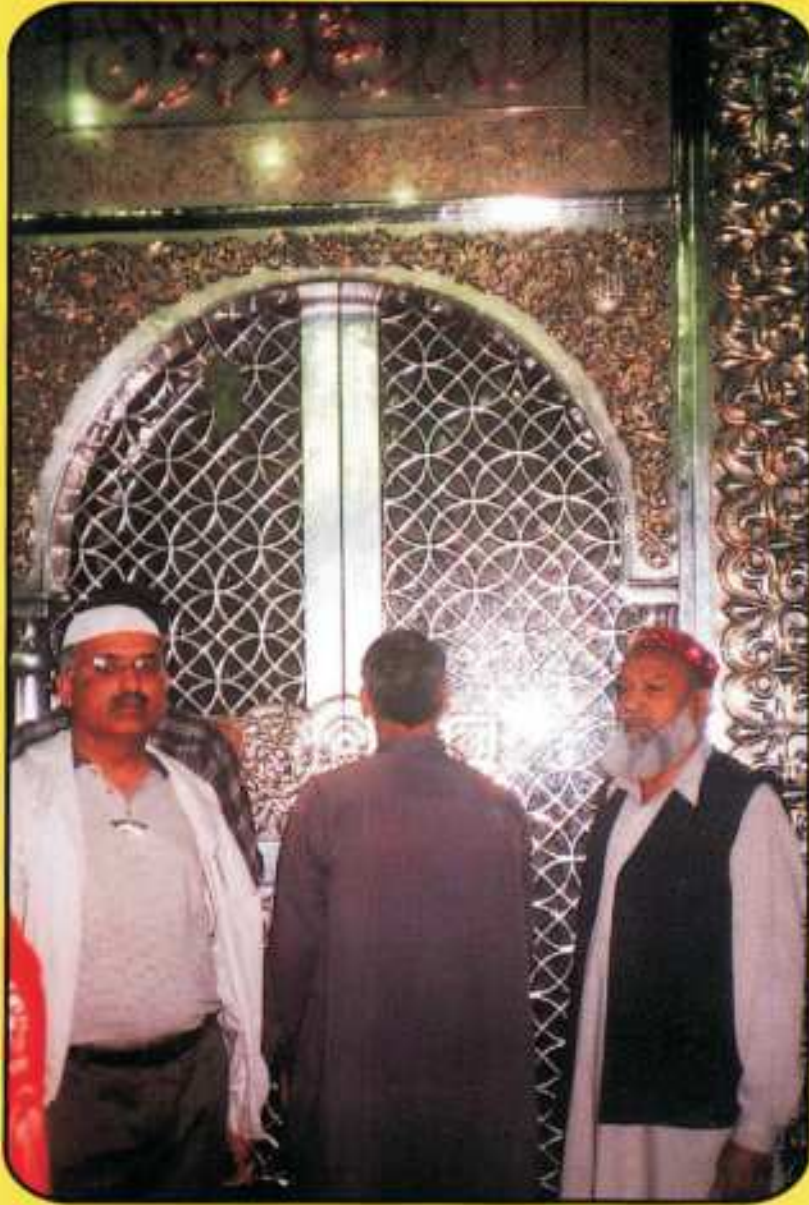
اس کمرۂ خاص میں حضور پاک ﷺ کے تبرکات محفوظ ہیں

اس مقام پر حضرت امام حسینؑ کا سر اقدس مدفون ہے

مسجد سیدنا امام حسینؓ میں محفل میلاد کے مناظر (ربیع الاول شریف 1427ھ)

قاہرہ میں محافلِ میلاد کے دلکش اور روح پرور مناظر (اپریل 2006ء)

قاہرہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوسوں کے ایمان افروز مناظر

ربیع الاول شریف 1427ھ / اپریل 2006ء

شرکائے جلوس عید میلاد النبی ﷺ

عید میلاد النبی ﷺ کانفرنس کا پرکیف منظر

میلادالنبی کانفرنس کے موقع پر سلاسلِ طریقت کے شیوخ سے ملاقات
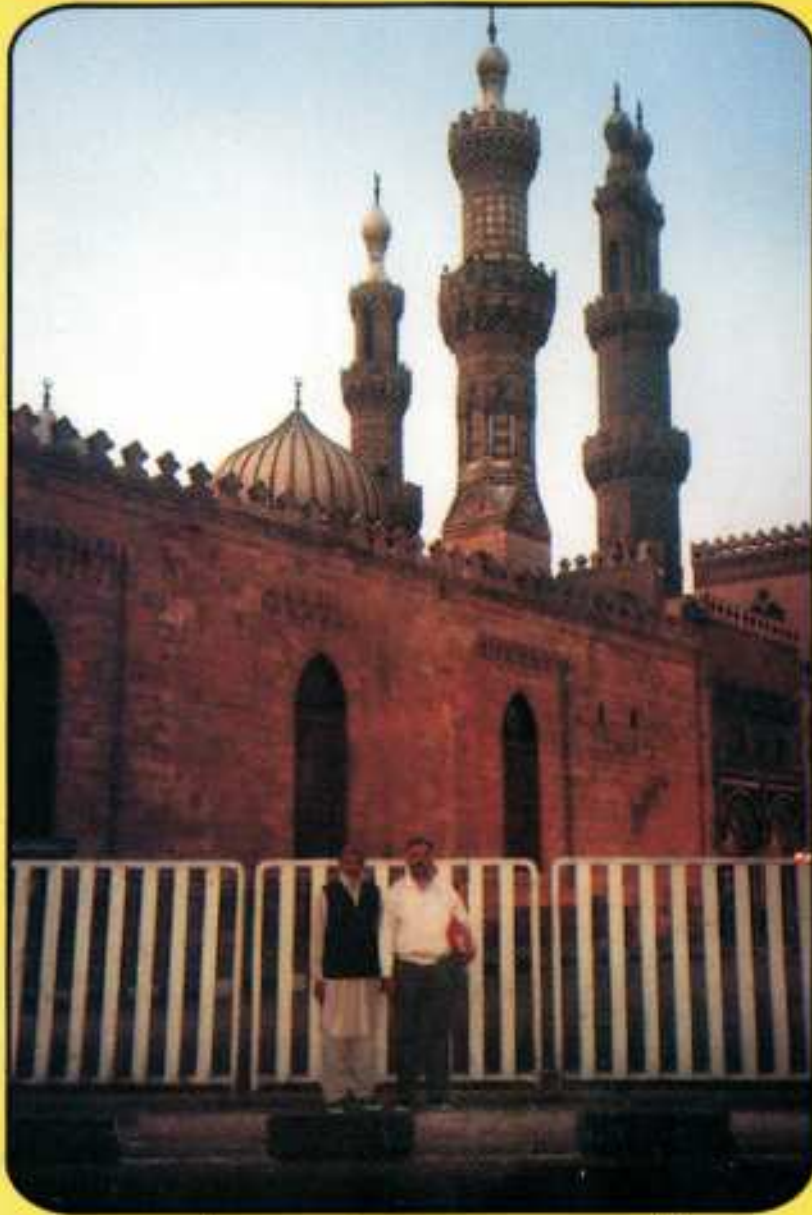
عظیم اسلامی درسگاہ جامع الازہر شریف کا بیرونی منظر
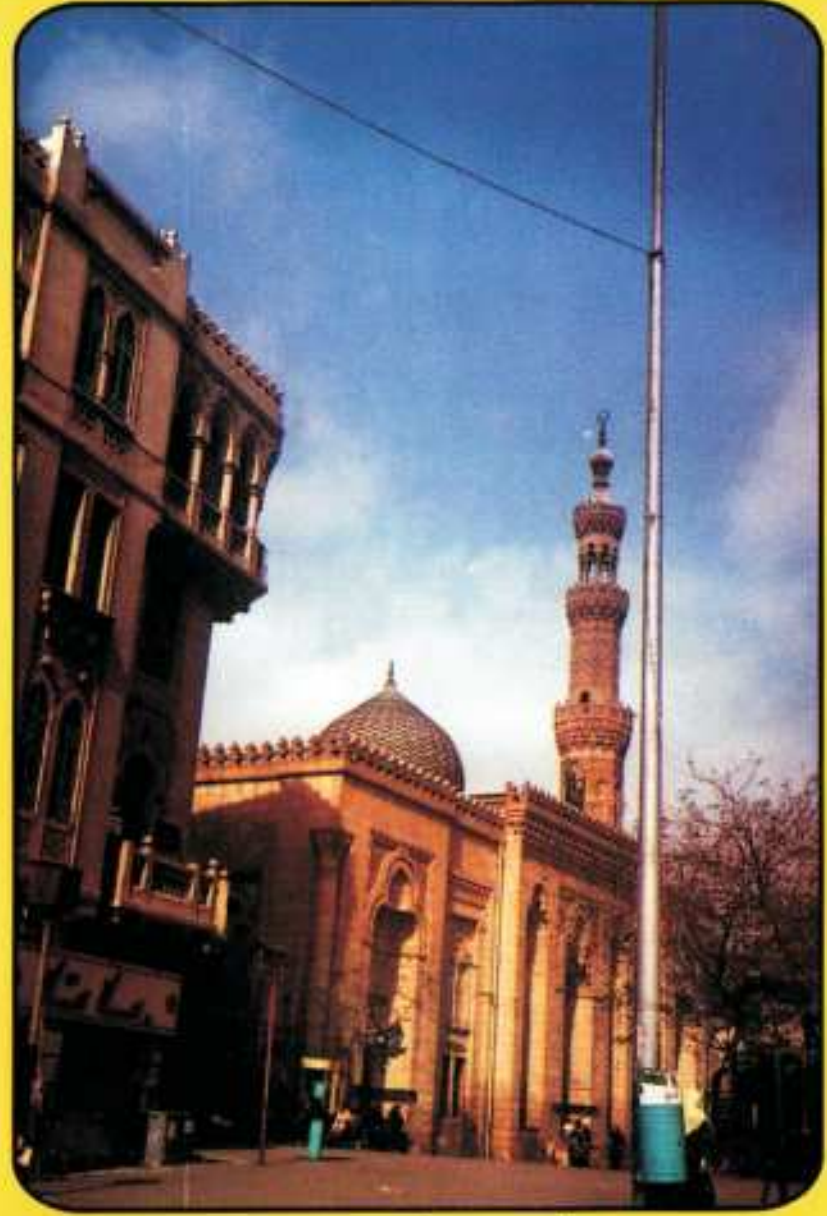
بیرونی منظر مزار مبارک سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

مزارِ پُرانوار سیدۃ زینب
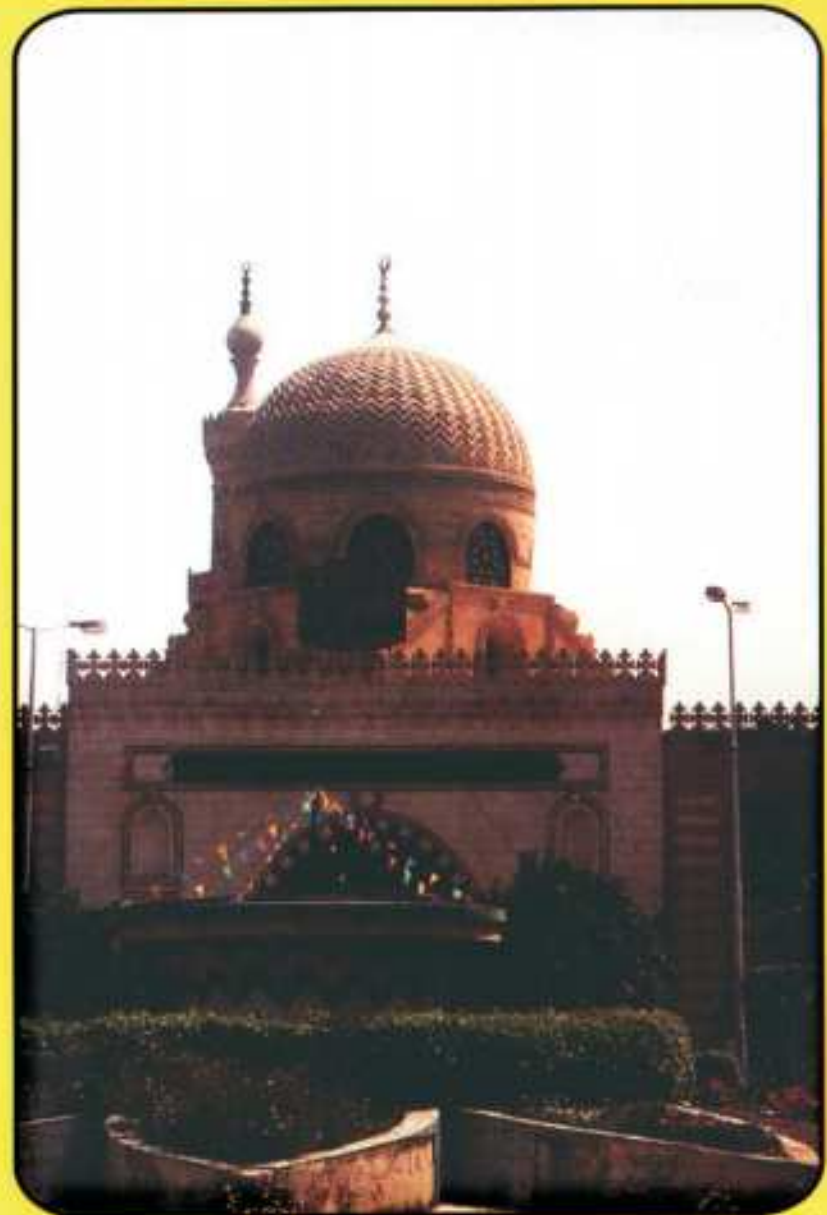
بیرونی منظر مزارِ مبارک سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا

قاهرہ

مزارِ پُر انوار سیدۃ نفیسہؓ

بارگاہِ سیدہ نفیسہؓ میں چادر کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے

مزار اقدس سیدۃ رقیہؓ بنت سیدنا امام علیؓ

سیدۃ نفیسہؓ کے عم مکرم حضرت سیدی محمد الانورؓ کا مزار مبارک

مقام السیدۃ عاتکہ

مزار مبارک سیدی علی الجعفری بن امام جعفر الصادق

مزار مبارک سیدۃ فاطمہؑ بنت امام حسنؑ

مزار مبارک سیدۃ فاطمہ ام الغلام

قاہرہ
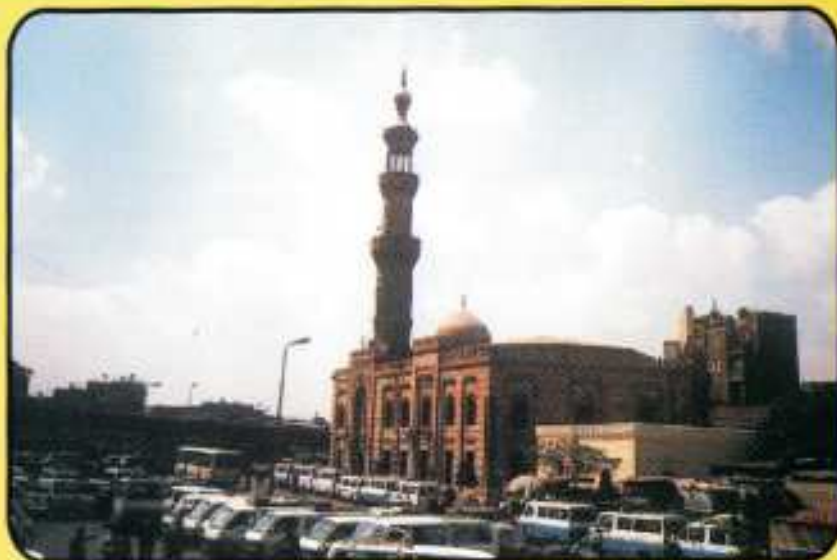
مسجد سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیرونی منظر

مزارِ پُر انوار سیدۃ عائشہ بنت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ

مسجد عمرو بن العاصؓ کے بیرونی مناظر

سیدی محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

حضرت ذوالنون مصریؒ اور سیدۃ رابعہ بصریؒ کے مزارات مبارکہ

قاہرہ

صحابیٔ رسول حضرت عقبہ بن عامر الجہنی کا مزارِ پُر انوار

حضرت امام شافعی کا مزار مبارک

مزار مبارک حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ

مزار مبارک قطب ربانی سیدنا عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ

قاهره

مزارِ پُرانوار سیدنا عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المشرق والمغرب حضرت عبداللہ بن ابی جمرہؓ کا مزارِ مبارک

مزار مبارک العارف باللہ سیدی احمد عطاء اللہ السکندری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ
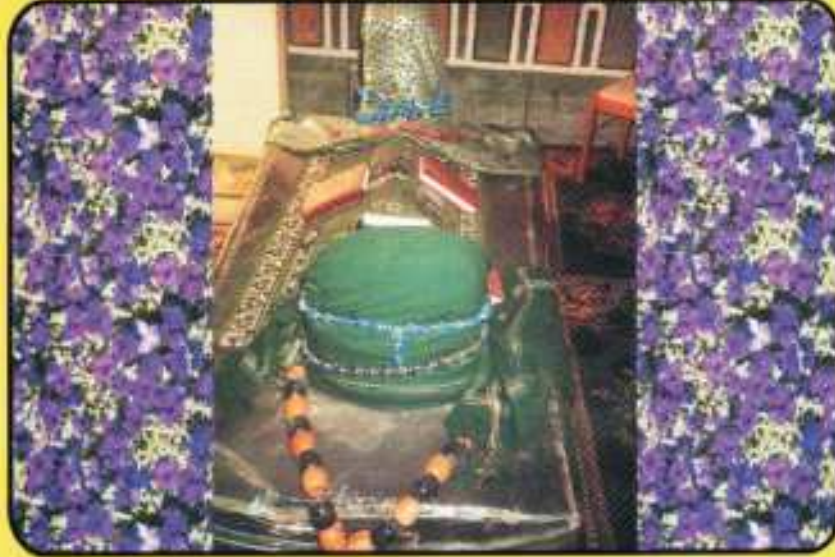
قاہرہ

سیدی کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک

مزارات مبارکہ علامہ بدر الدین عینیؒ وعلامہ شہاب الدین قسطلانیؒ

مزارِ پُر انوار سید محمد شمس الدین البکری المعروف بہ سلطان الحنفی رضی اللہ عنہ

سیدی ابوالحسن الشاذلیؒ کے پانچویں خلیفہ سلطان الحنفی رضی اللہ عنہ

بیرونی منظر سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک سیدی شیخ حسن العدوی رحمۃ اللہ علیہ

مزارِ مبارک حضرت احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ

مسجد الرفاعی کا اندرونی خوبصورت منظر

مزارات مبارکہ سادات وفائیہ شاذلیہ

جبل مقطم/ مقدس ومتبرک پہاڑ

سلسلہ بیومیہ کے سرخیل علی نور الدین البیومیؒ کا مزار مبارک

الازہر یونیورسٹی کی لائبریری کی خوبصورت عمارت
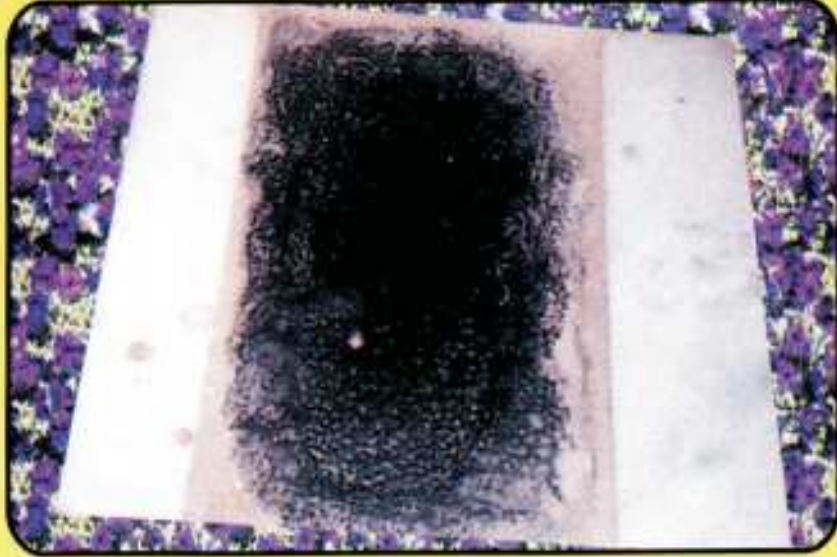
مقبرہ سلطان اشرف قایتبائی کے نزدیک حضور پاک ﷺ کا نقشِ پا مبارک

مقبرہ سلطان مصر اشرف قایتبائی رحمۃ اللہ علیہ

اہل مصر کیلئے عطیہ خداوندی "دریائے نیل"

ابوالہول کا مجسمہ اور اہرامات مصر

قاہرہ
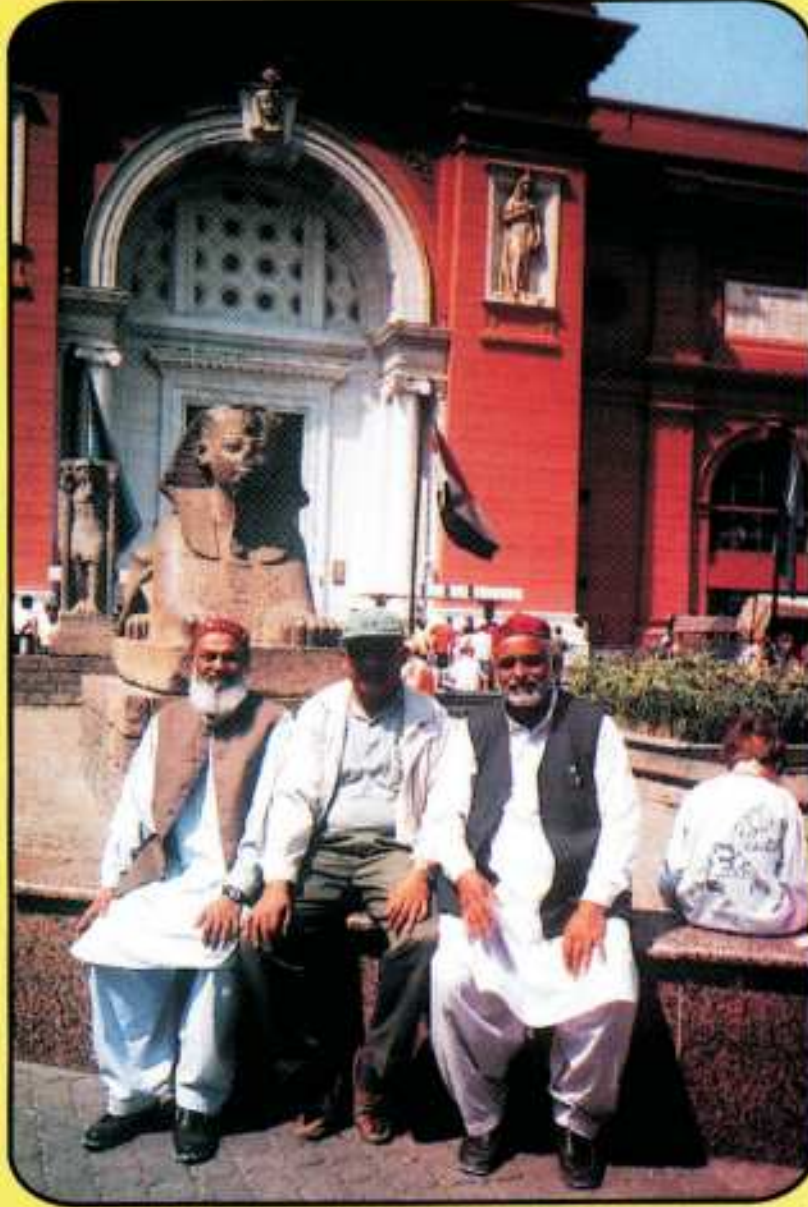
قاہرہ کا عجائب گھر جس میں فرعون کی لاش بطور عبرت محفوظ ہے

قطب وقت سیدی احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کا بیرونی منظر

مزار مبارک سیدی احمد بدوی رضی اللہ عنہ

مزار مبارک سیدی عبد المتعالؒ

خلیفہ سیدی احمد البدویؒ
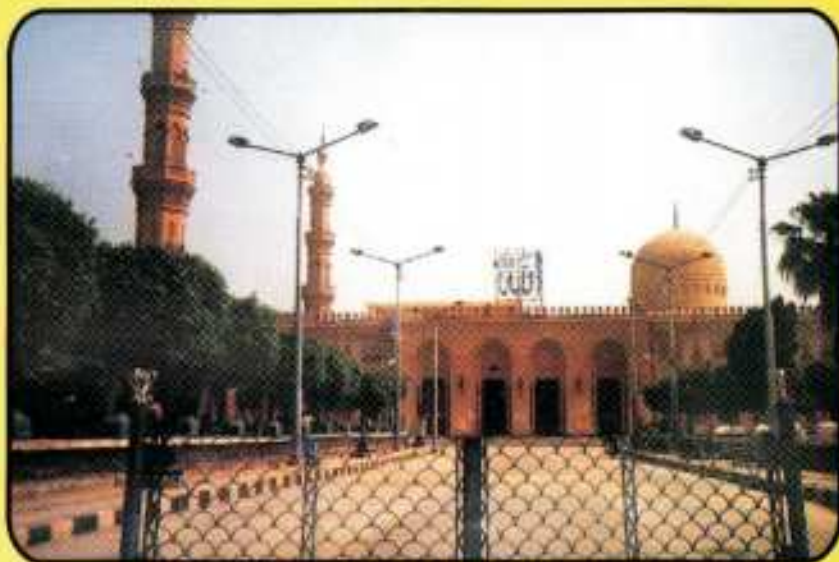
دسوق

قطب زماں سیدی ابراہیم الدسوقیؒ کے مزار مبارک کے بیرونی مناظر
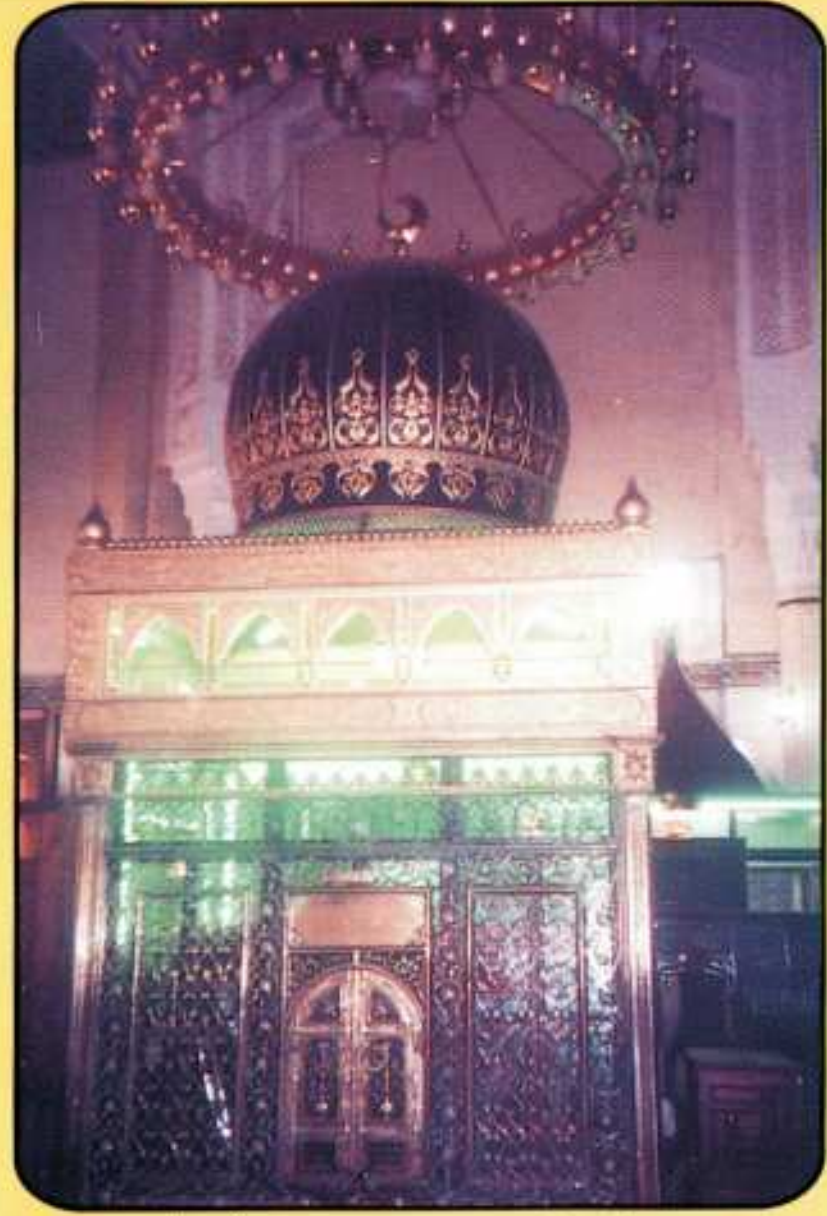
مزارِ پُر انوار قطب وقت سیدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ عنہ
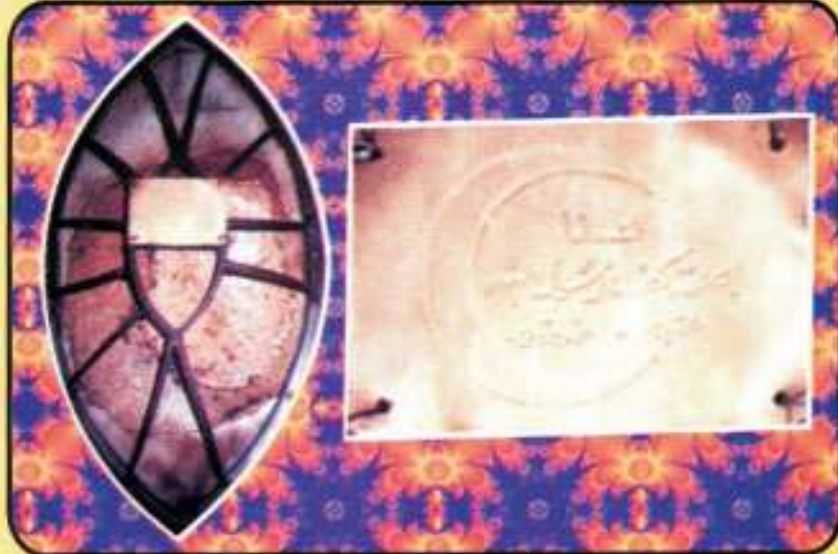
مزار مبارک سیدنا ابراہیم الدسوقیؒ کے دیوار پر رسول پاک ﷺ کا دست مبارک کا نشان

سیدنا ابراہیم الدسوقیؒ کے بھائی سیدی موسیٰ العمرانؒ کا مزار مبارک

سیدی عطیہ ابوریش الشاذلی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

مسجد و مزار مبارک سیدی احمد الزواوی رضی اللہ عنہ

قطبِ وقت سیدی ابوالعباس المرسیؒ کے مزارِ مبارک کے بیرونی مناظر

بارگاہ سیدنا ابو العباس المرسیؒ میں چادر مبارک کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے

خطیب بارگاہِ مسجد سیدنا ابوالعباس المرسیؓ سے ملاقات کے مناظر

بیرونی منظر مزار مبارک سیدنا یاقوت العرش الشاذلی رضی اللہ عنہ

مزار پُر انوار سیدنا یاقوت العرش الشاذلیؒ پر حاضری کا منظر

مزار مبارک سیدنا یاقوت العرش الشاذلی رضی اللہ عنہ

مزار مبارک سیدنا یاقوت العرش الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ
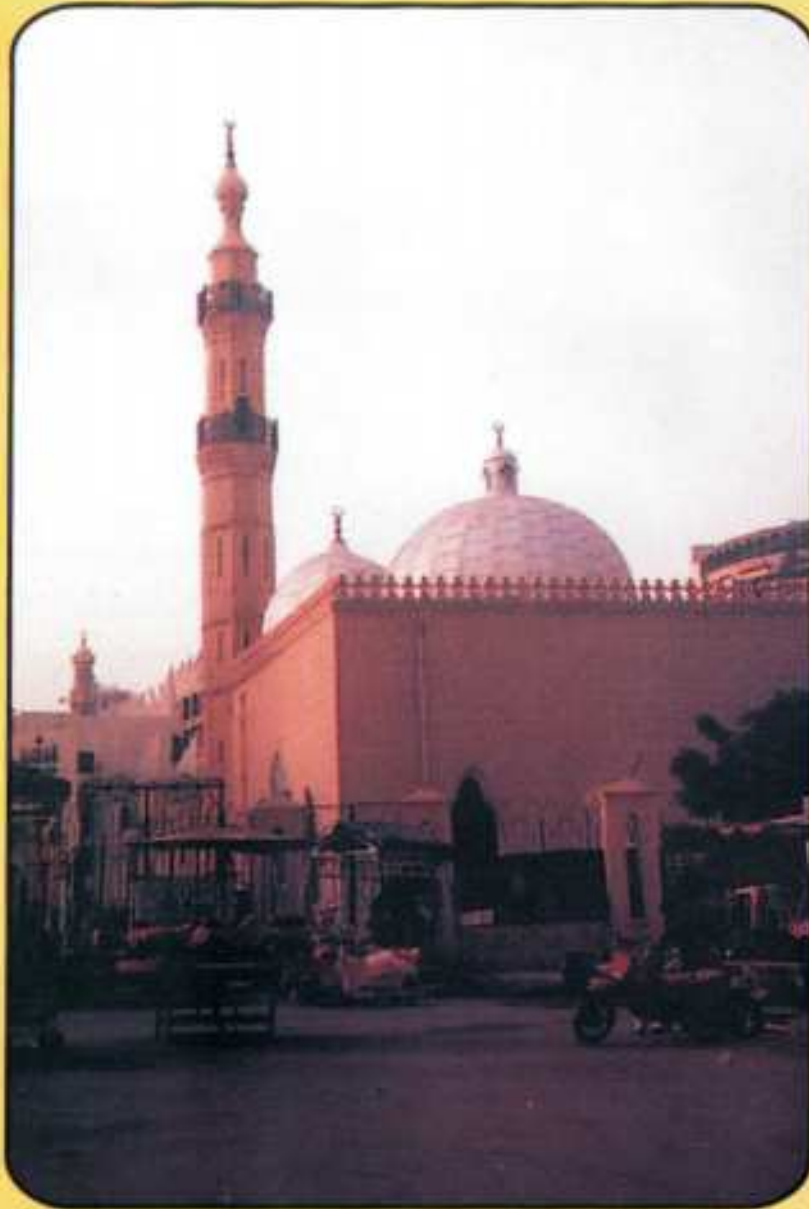
بارگاہِ امام شرف الدین البوصیری الشاذلیؒ کے مزار مبارک کا بیرونی منظر

بارگاہ امام شرف الدین البوصیری الشاذلیؒ میں چادر شریف کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے

امام وخطیب مسجد امام شرف الدین البوصیری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا منظر

سیدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک کے مزاراتِ مبارکہ

شاذلی شیوخ کے مزاراتِ مبارکہ

سیدی علی تمراز رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک

یہ مقام مقدس مرسیٰ علم شہر سے 150 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے

وادی حمیثرہ - صحرائے عیذاب
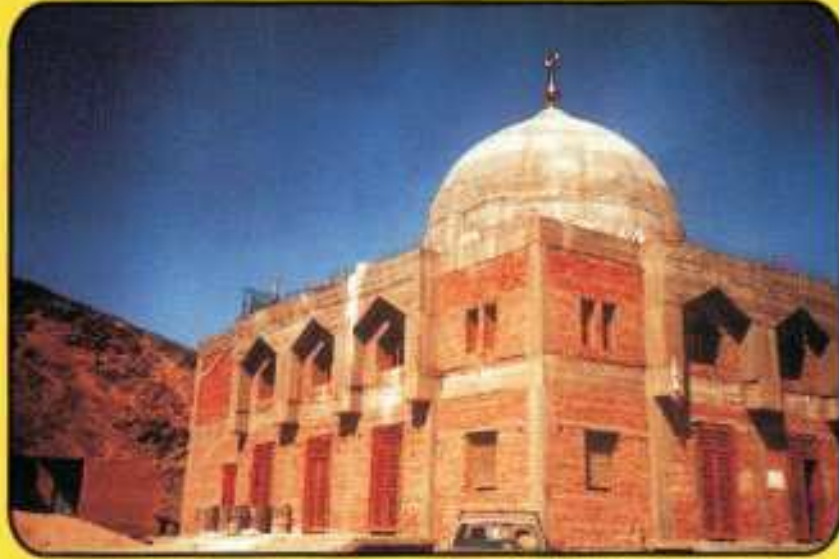
مزار مبارک قطب زماں سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے بیرونی مناظر

وادئ حمیثرہ
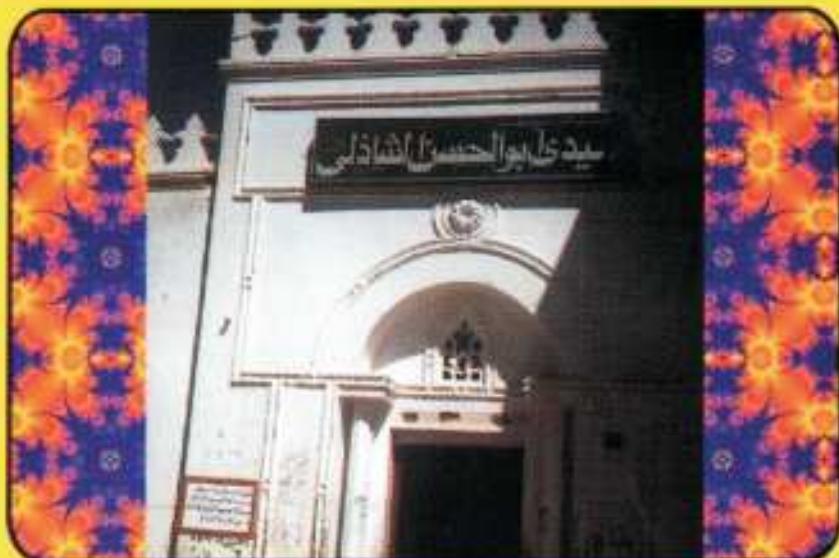
مسجد سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

کنواں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ
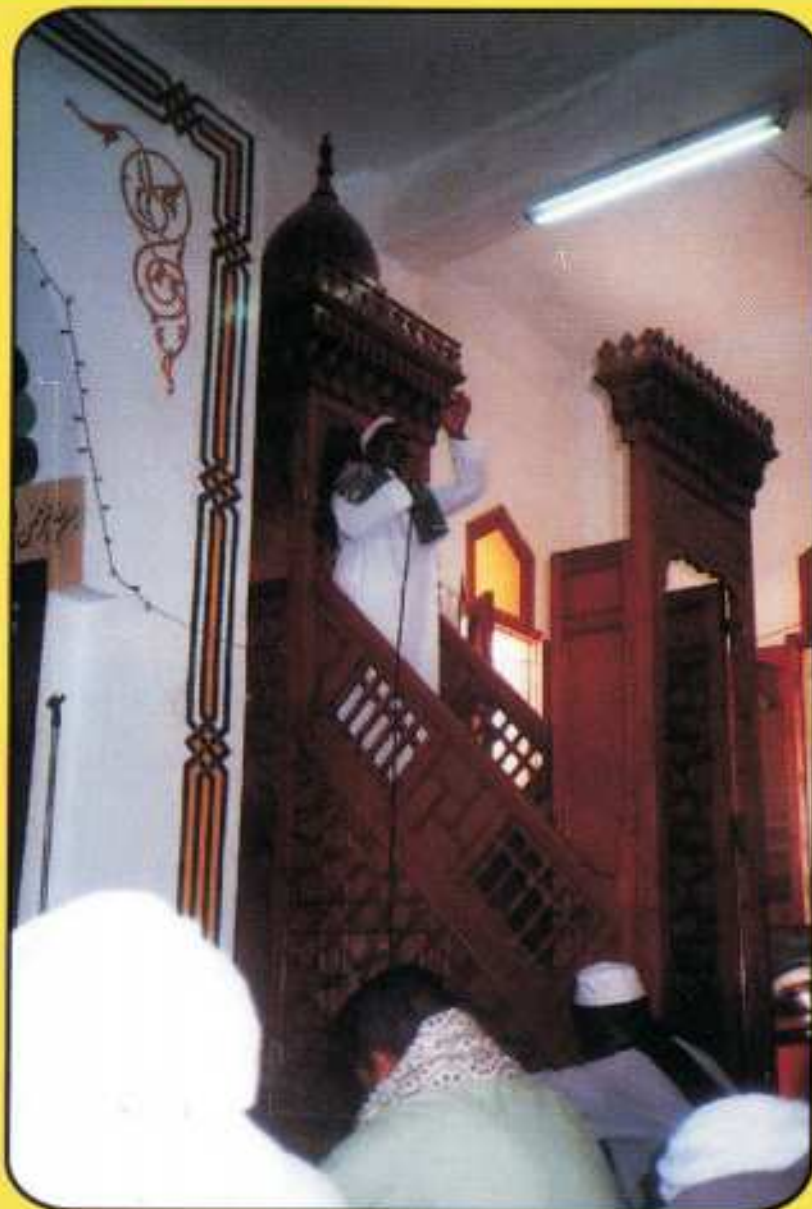
مسجد ابوالحسن الشاذلیؒ میں امام و خطیب جمعۃ المبارک (06-04-14) کا خطبہ دے رہے ہیں
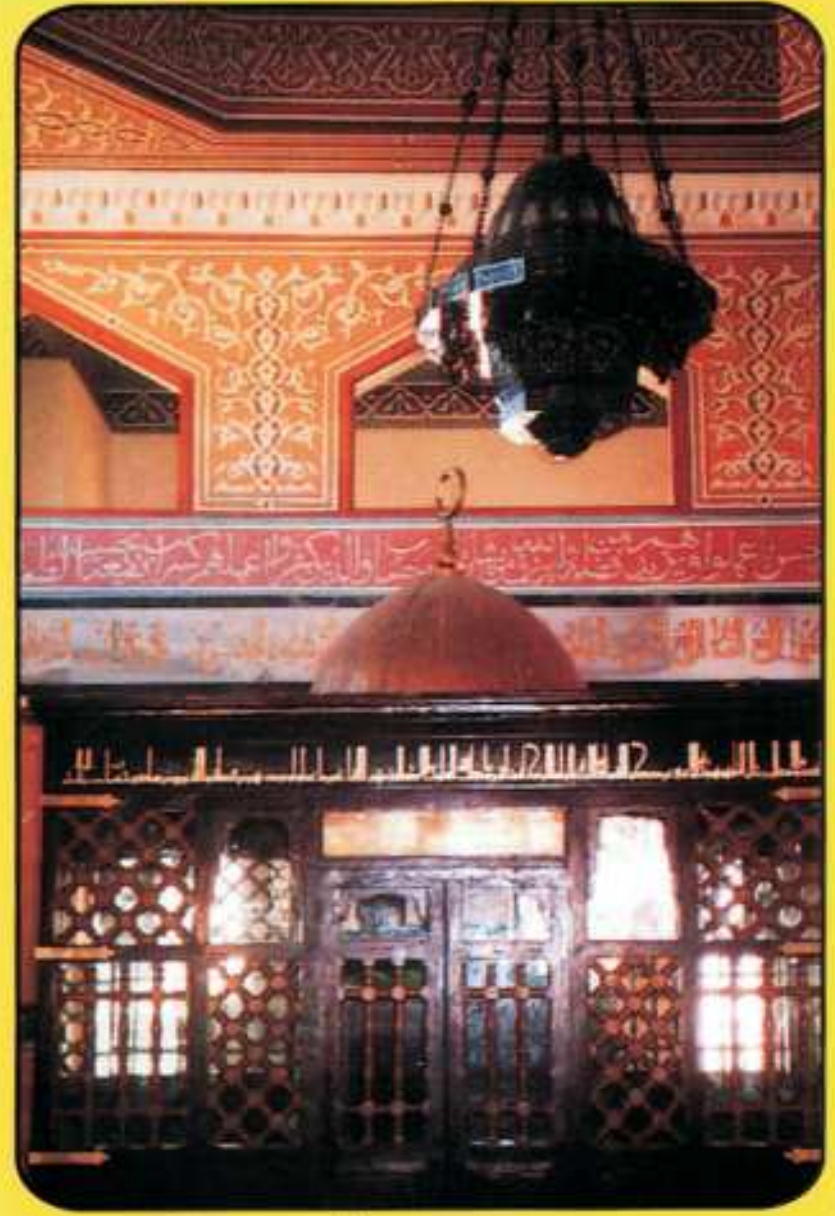
مزارِ پُر انوار قطب زماں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ
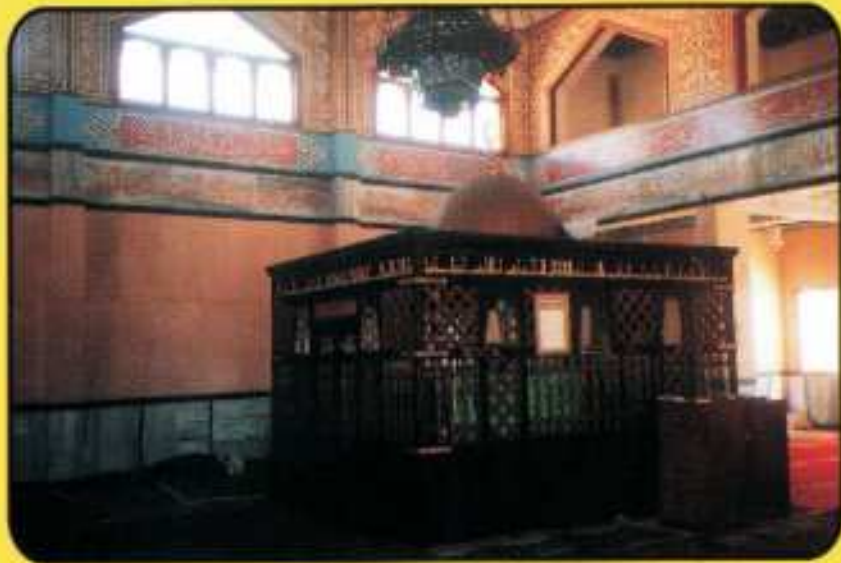
مرکزِ عرفان مقامِ مقدس حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

ضریح مبارک قطب دوراں غوث زماں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

ضریح مقدس حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلیؒ پر چادریں پیش کرنے
اور اندر حاضری کا شرف حاصل ہوا

مزارِ پُرانوار سیدنا ابوالحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری کے مناظر
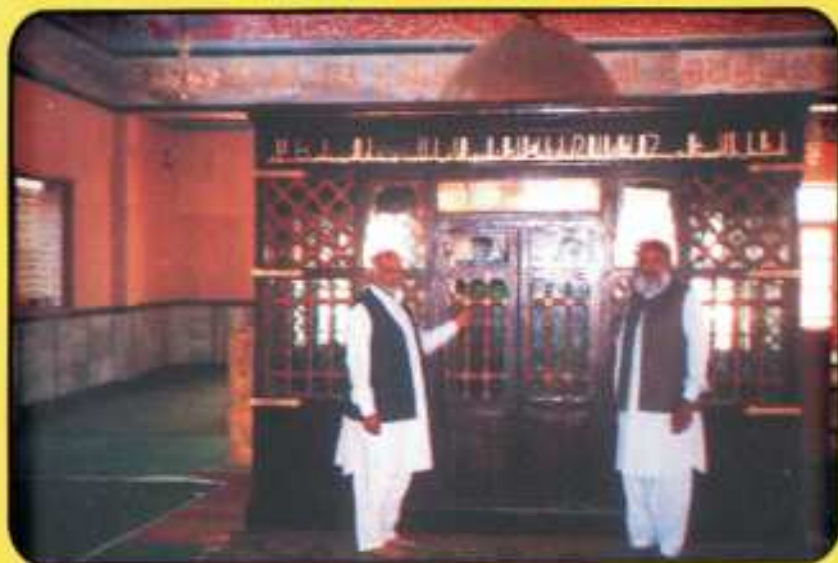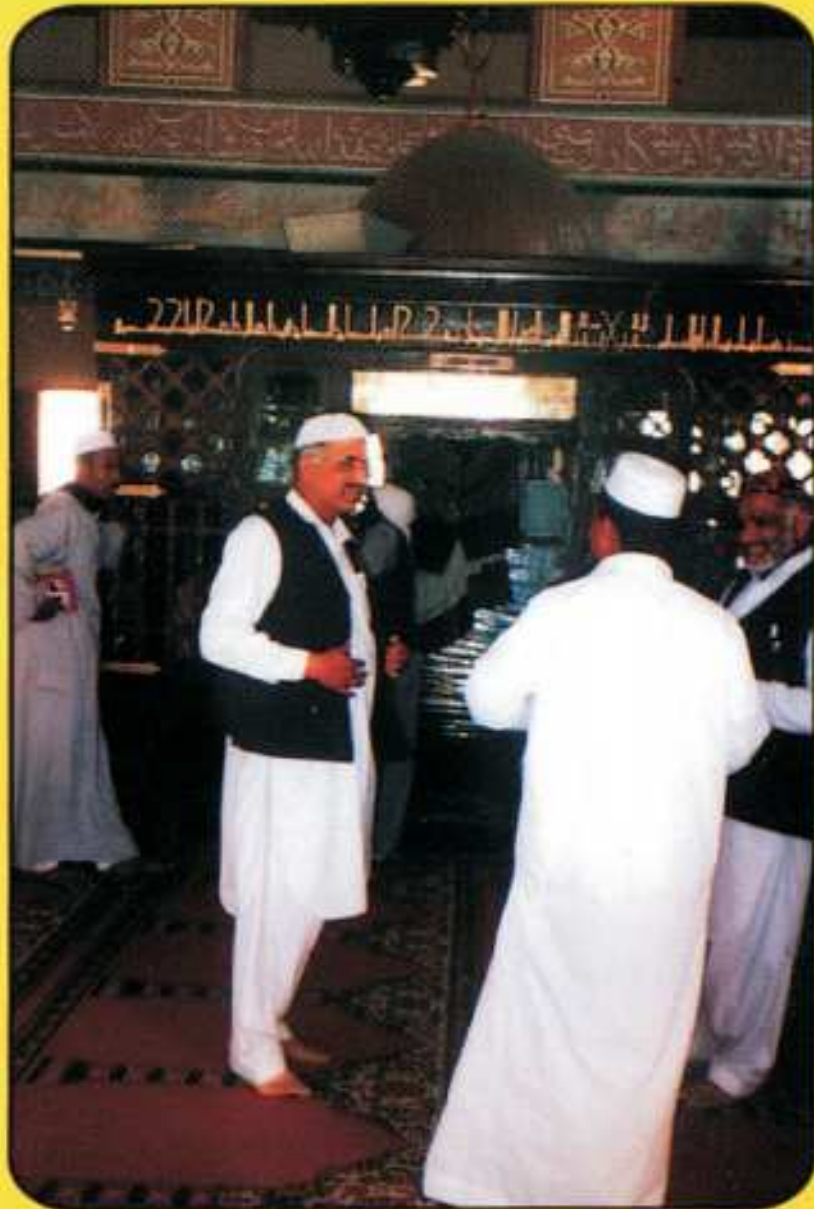
ضریح مبارک سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ میں خطیب صاحب سے مصروفِ گفتگو

روضہ مبارک حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلیؒ میں منتظمین کے ہمراہ

قناۃ

مزار مبارک سیدی شیخ عبدالرحیم القنائی رحمۃ اللہ علیہ کا بیرونی منظر

مزار پُر انوار سیدی الشیخ عبدالرحیم القنائی رحمۃ اللہ علیہ

ضریح مبارک عارف باللہ سیدی عبدالرحیم القنائی رضی اللہ عنہ

آسیوط

بارگاہ سیدی جلال الدین السیوطیؒ میں چادر کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد منتظمین کے ہمراہ

حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ کی خدمتِ اقدس میں چادر کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد

ہر کہ بیند روئے پاکان صبح و شام
آتشِ دوزخ بود بر وے حرام
فضیلۃ الشیخ حضرت غلام رضا العلوی القادری الشاذلی مدظلہ العالی

باب دوم

خصوصی تذکرہ

بانی سلسلہ عالیہ شاذلیہ

قطبِ زماں

حضرت سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

شاذلی نامه

در وصف حضرت سید ابو الحسن الشاذلی رضی الله عنه

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب زیارات مصر
"خصوصی تذکره ابو الحسن الشاذلی رضی الله عنه"

بود "بو الحسن شاذلی" عشق پاک
دل او همه عرش الله چه پاک؟

از این تذکره نام او جاودان
شود منعکس در تمامِ جهان

کتاب تصاویرِ عشق ابد
به رخشندگی گشته نورِ صمد

تو ای "بو الحسن شاذلی" زنده ای
به اسلام و قرآن حق بنده ای

از این "افتخار احمدِ قادری"
کتاب محبت کند داوری

به درگاه حق "شاذلی" رهنما
بود "بو الحسن" پیر عرفان ما

گل باغ عرفان شگوفان از او
دل و جان هر کس گلستان از او

به عهد و وفا همچو او کس ندید
به لطف و صفا همچو گل بشگفید

محبت از او درجهان آمده
مروّت از او شادمان آمده

ستوده خصال و فرشته مثال
کمالِ سماع و بیانِ مقال

به حبل المتین بسته افکار او
صداقت بود راه و کردار او

همیشه "رهـا" می رود راه حق
بـه او "شاذلی" داده درس و سبق

سرودۀ دکتر محمدحسین تسبیحی "رها"

شجرۂ نسب
حضرت سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
سیدنا محمد رضی اللہ عنہ
سیدنا عیسیٰ رضی اللہ عنہ
سیدنا احمد رضی اللہ عنہ
سیدنا محمد رضی اللہ عنہ
سیدنا بطال رضی اللہ عنہ
سیدنا ورد رضی اللہ عنہ
سیدنا یوشع رضی اللہ عنہ
سیدنا یوسف رضی اللہ عنہ
سیدنا قصی رضی اللہ عنہ
سیدنا حاتم رضی اللہ عنہ
سیدنا ھرمز رضی اللہ عنہ
سیدنا تمیم رضی اللہ عنہ
سیدنا عبد الجبار رضی اللہ عنہ
سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ
سیدنا علی ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

سلسلۂ طریقت نمبر 1
حضرت سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ
سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو محمد جابر رضی اللہ عنہ
سیدنا سعید الغزوانی رضی اللہ عنہ
سیدنا فتح السعود رضی اللہ عنہ
سیدنا سعد رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو محمد سعید رضی اللہ عنہ
سیدنا احمد المروانی رضی اللہ عنہ
سیدنا ابراہیم البصری رضی اللہ عنہ
سیدنا زین الدین القزوینی رضی اللہ عنہ
سیدنا محمد شمس الدین رضی اللہ عنہ
سیدنا محمد تاج الدین رضی اللہ عنہ
سیدنا نورالدین ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ
سیدنا فخر الدین رضی اللہ عنہ
سیدنا تقی الدین الفقیر رضی اللہ عنہ
سیدنا عبدالرحمٰن العطار الزیات رضی اللہ عنہ
سیدنا عبدالسلام ابن مشیش رضی اللہ عنہ
سیدنا علی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

سلسلۂ طریقت نمبر 2
حضرت سیدنا ابو الحسن الشاذلی
بواسطۂ سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی
سیدالانبیاء والمرسلین نبینا محمد
سیدنا حضرت علی
سیدنا الحسن البصری
سیدنا حبیب العجمی
سیدنا داوٗد الطائی
سیدنا معروف الکرخی
سیدنا السری السقطی
سیدنا ابوقاسم الجنید
سیدنا ابوبکر الشبلی
سیدنا عبدالواحد التمیمی
سیدنا ابوالفرح الطرطوی
سیدنا ابوالحسن علی الہکاری
سیدنا ابوسعید مبارک الحرمی
سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی
سیدنا ابومدین شعیب
سیدنا محمد صالح
سیدنا محمد بن علی حرزم
سیدنا علی ابوالحسن الشاذلی

﴿سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ﴾

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک "**علی**"، لقب "**تقی الدین**"، کنیت "**ابو الحسن**" اور شہرت "**الشاذلی**" کے نام سے پائی۔ والد محترم کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب **سادات حسنیہ** اور والدہ محترمہ کی طرف سے **سادات حُسینیہ** سے ملتا ہے۔

﴿تاریخ و جائے ولادت﴾

اکثر مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت 553 ہجری بلادِ مغرب (مراکش) کے شمال اٹلس پہاڑیوں کے نشیبی علاقہ کے گاؤں "**غمارہ**" میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ **بربر** سے تھا جو فی الواقع باقی بلادِ مغرب سے الگ تھا۔ سیدی ابو مدین شعیب رضی اللہ عنہ اس قبیلہ کی تربیت اور راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔

سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی زندگی کے متعلق بہت کم لکھا گیا ہے۔ صاحب "**درة الاسرار و تحفة الابرار**" کے مطابق آپ کی ابتدائی پرورش اپنے گاؤں غمارہ میں ہوئی۔ قرآن پاک حفظ فرمانے کے بعد شہر فاس کے مشہور مدرسہ **قرویین** میں داخل ہوئے۔ آپ کے پہلے استاد سیدی ابومدین کے پیروکار **سیدی عبدالله ابن الحرزم** ہیں۔ جن کی راہنمائی اور روحانی توجہ سے آپ راہِ سلوک پر گامزن ہوئے اور یہ سب انہی کے فیوضات و برکات کا اثر تھا کہ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور کے "**قُطب**" کو حاصل کر لیا تھا۔

﴿تلاش قُطب﴾

615 ہجری میں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے بلادِ مشرق اور بالخصوص عراق شریف کا سفر فرمایا، قیامِ عراق کے دوران بے شمار اولیائے کاملین سے ملاقاتیں فرمائیں اور تلاش "**قطب وقت**" میں سرگرداں پھرتے رہے۔ اسی دوران آپ کی ملاقات ولی کامل شیخ ابوالفتح الواسطی رضی اللہ عنہ سے ہوئی جنہوں نے آپ سے فرمایا "کہ تم یہاں **قطب وقت** کی

تلاش میں آئے ہو جب کہ وہ تمہارے ہی ملک میں موجود ہے"۔ واپس اپنے ملک جائیں اور ان کو وہاں موجود پائیں گے۔ سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے۔ حتیٰ کہ آپ کی ملاقات ولی کامل قطب و غوث وقت سیدنا ابو محمد عبدالسلام بن مشیش رضی اللہ عنہ (یا مشیش) سے ہوئی۔ حضرت سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبدالسلام بن مشیش رضی اللہ عنہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار میں تشریف فرما تھے۔ میں نے پہاڑ چڑھنے سے قبل ہی ایک چشمہ سے غسل کیا اور اپنے "علم و عمل کو ایک طرف رکھتے ہوئے فقیر کی طرح" پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا۔ سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پہاڑ کے اوپر چڑھ رہا تھا اور سیدنا عبدالسلام مشیش رضی اللہ عنہ غار سے نکل کر میری طرف آ رہے تھے اور مجھ سے فرمایا" اے علی بن عبداللہ بن عبدالجبار میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا مکمل شجرۂ نسب ذکر کرنے کے بعد فرمایا، اے علی! تم اپنے علم و عمل سے خالی ہو کر ہمارے پاس بحیثیت فقیر آئے ہو، تو اس فقر کے عوض تم نے ہم سے دنیا و آخرت کی دولت حاصل کر لی ہے"۔ پھر وہ مجھے اپنے ساتھ اوپر لے گئے، کئی روز تک میں نے آپ کے پاس قیام کیا اور آپ کی خصوصی توجہات اور فیوض و برکات سے مجھے **"نورِ بصیرت"** عطا ہوا۔ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی قیام کے دوران میں نے آپ کے ہاں بہت سی کشف و کرامات کا بھی مشاہدہ کیا۔ ایک دن میں بارگاہِ سیدنا عبدالسلام بن مشیش رضی اللہ عنہ میں بیٹھا ہوا تھا، آپ کے ساتھ آپ کا چھوٹا صاحبزادہ بھی تشریف فرما تھا اس دوران مجھے خیال گزرا کہ میں جناب شیخ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے **"اسم اعظم"** کے متعلق سوال کروں۔ اس خیال کا گزرنا تھا کہ وہ بچہ فوراً اٹھا اور مجھے زور سے ہلا کر کہنے لگا **"یا ابا الحسن! انت اردت ان تسأل الشیخ عن اسم اللہ الاعظم"** اے ابوالحسن تو سوچ رہا ہے کہ تو شیخ سے اسمِ اعظم کے بارے میں سوال کرے، لیکن ہونا تو یہ چاہئے تو خود کیوں نہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسم اعظم بن جائے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کا وہ **"سر"** (راز) تیرے قلب میں رکھ دیا جائے۔ اس بات پر حضرت شیخ مسکرائے کہ اس بچے نے میری طرف سے تمہارے خیال کا بھی جواب دے دیا ہے۔ پھر سیدنا عبدالسلام مشیش رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! تم افریقہ

کی طرف کوچ کر جاؤ، وہاں پر ایک مقام "**شاذلہ**" میں قیام کرو، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو "**شاذلی**" کے نام سے پکارے گا۔ اس کے بعد شہر تیونس منتقل ہو جانا جہاں تم کو مشکلات اور شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا اور بالآخر تم نے وہاں سے دیار مصر منتقل ہو جانا ہے جہاں پر آپ کو "**قطبیت**" کے منصب سے نوازا جائے گا۔ حضرت سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ اپنے شیخ مکرم کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت! سفر سے پہلے مجھے وصیت فرمائیں۔ جس پر سیدنا عبدالسلام مشیش رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے علی! "**اَللّٰہُ اللّٰہُ وَالنَّاسُ النَّاسُ**" "اللہ اللہ ہے، اور لوگ لوگ ہیں۔ ان کے ذکر سے اپنی زبان کو بچانا، خداوند تعالیٰ کی یاد کو ہر لمحہ اپنے دل میں بسائے رکھنا۔ لوگوں پر توکل کرنا چھوڑ دو، اپنے فرائض کی پابندی کرو، خداوند تعالیٰ کی راہنمائی ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوگی، لوگوں کی طرف توجہ مت کرنا، حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں ملتا، اے علی! خداوند تعالیٰ نے تمہیں منصب ولایت کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور پھر یہ دعا پڑھنے کا حکم دے کر الوداع فرمایا۔ "اے اللہ! مجھ پر رحم فرما کہ میں لوگوں کیلئے آرزومند اور ان کی طرف راغب نہ ہوں، مجھے ان کے شر سے دور رکھ، مجھے ان کی خیر کے بدلے اپنی خیر عطا فرما، مجھے ان سے الگ تھلگ رکھ، بے شک تو ہر چیز پر قادر و غالب ہے"۔

سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ تیونس میں

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ اپنے مرشد کریم کے جملہ ارشادات و ملفوظات اور وصایا کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر کے ان کے حکم کے مطابق شہر تیونس کی طرف ہجرت وسفر فرماتے ہیں۔ تیونس میں داخل ہونے کے بعد آپ نے دیکھا کہ لوگ شدید قحط و افلاس میں مبتلا ہیں اور شدت بھوک سے لوگ بازاروں میں مر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش میرے پاس کچھ رقم ہوتی تو میں ان بھوکوں کیلئے روٹی وغیرہ خرید سکتا، فوراً مجھے القاء ہوا کہ جو کچھ تیری جیب میں ہے وہ لے لے میں نے اپنی جیب کو دیکھا تو اس میں چند درہم موجود تھے میں نے ایک تندور سے روٹیاں خرید کر لوگوں میں تقسیم کیں اور جب تندور والے کو میں نے رقم دی تو وہ کہنے لگا یہ جعلی رقم ہے (یہ بھی ایک انداز تربیت تھا)۔ میں نے اپنی ٹوپی اور کچھ چیزیں ان

روٹیوں کے عوض اس تندور والے کے پاس رہن رکھیں اور واپس **"باب المنارہ"** کی طرف آ رہا تھا تو راستے میں ایک شخص کو کھڑے دیکھا جس نے مجھ سے کہا اے علی! وہ پیسے کہاں ہیں؟ میں نے وہ درہم اس شخص کو دے دیئے اس نے ان درہموں کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر زور سے ہلایا (جیسے مٹی جھاڑ رہا ہو) اور پھر مجھے واپس کرنے کے بعد کہا کہ یہ اب ٹھیک ہیں۔ دوبارہ میں نے جب واپس جا کر تندور والے کو یہ رقم دی تو اس نے لے لی اور کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں نے جلدی سے اپنی چیزیں اٹھائیں اور فوراً باب المنارہ کی طرف واپس آیا کہ اس شخص کو ملوں کہ وہ کون تھا؟ لیکن تلاش کے باوجود وہ مجھے نہ مل سکا۔

﴿مسجد زیتونہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے پریشانی میں دن گزرتے گئے۔ جمعۃ المبارک کے دن **مسجد الزیتونہ** میں نماز جمعہ کیلئے داخل ہوا، تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا ایک شخص میری دائیں جانب بیٹھا ہوا ہے میں نے اس کو سلام کیا اس نے مسکرا کر مجھ سے کہا اے علی! تو کہتا ہے اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں ان بھوکوں کو کھانا کھلاتا، کیا تو اللہ کی مخلوق میں اس سے زیادہ اعزاز و تکریم کرنا چاہتا ہے، وہ اگر چاہتا تو کیا ان سب کو کھانا نہیں مل سکتا تھا۔ بے شک وہ تجھ سے زیادہ اپنی مخلوقات کے معاملات کو جاننے والا ہے۔ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھبرا گیا اور اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم دے کر پوچھا کہ بتائیں آپ کون ہیں؟ جس پر انہوں نے جواب دیا **"انا احمد الخضر کنت بالصین فقیل لی ادرک ولینا علیا بتیونس فاتیت مبادرا الیک"** کہ "میں احمد الخضر ہوں میں چین میں تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ تیونس میں ہمارے ولی **"علی"** کو جا کر ملو اس لئے میں تمہارے پاس رہنمائی کیلئے آیا ہوں" سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز جمعہ کے بعد جب ان کو تلاش کیا تو وہ مجھے نہ مل سکے۔

ولیٔ کامل حضرت ابی سعید الباجی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیونس آنے کے بعد میں جملہ مشائخ تیونس کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا اور ان سے اپنے ایک مخصوص حال کے بارے میں پوچھا کرتا لیکن کوئی بھی اس حال کو مکمل طور پر بیان نہ کر سکا۔ حتیٰ کہ میری ملاقات سیدی علی الصالح ابی سعید الباجی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور میری بات سننے سے پہلے ہی انہوں نے مجھے سب کچھ بتا دیا اور پھر اسرار پر بھی مفصل گفتگو فرمائی جس سے مجھے معلوم ہوا کہ واقعی یہ ولی کامل ہیں۔ پھر میں نے ان کی خدمت اختیار کر لی اور مجھے ان سے بہت سے فیوضات و برکات حاصل ہوئے۔

کیمیاء گری

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں مجھے کیمیا گری کی سائنس کا علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جب اس علم کے متعلق التجاء کی تو مجھے کہا گیا "**الکیمیاء فی بولک**" اے علی! کیمیا گری تو تمہارے پیشاب میں ہے۔ جو کچھ تم چاہتے ہو اس میں ڈالو وہ بن جائے گی۔ پس میں نے ایک کدال گرم کر کے اس میں ڈالا تو وہ سونے میں تبدیل ہو گیا۔ میں انتہائی حیران ہوا اور جب اپنی حالت پر واپس آیا تو میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں نے تجھ سے ایک یقینی چیز کے بارے میں پوچھا تھا لیکن میں نے اسے ناپاک تراکیب کے استعمال سے حاصل کیا ہے۔ تو مجھ سے کہا گیا "**یا علی! الدنیا قذرۃ فان اردت القذارۃ ما تصل الیھا الا بالقذارۃ**" اے علی! دنیا تو گندگی ہے اگر تم اس کی خواہش کرو گے تو تم اسے سوائے نجاست کے حاصل نہ کر سکو گے۔ میں نے جواب دیا اے پروردگار! مجھے اس سے نجات دلا۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ کدال کو دوبارہ آگ میں ڈالو یہ لوہے میں تبدیل ہو جائے گا۔ میں نے اس کو گرم کیا اور وہ لوہے میں تبدیل ہو گیا۔

ولایت اتنی بھی آسان نہیں

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مسلسل 80 دن فاقہ کشی کی۔ دل میں خیال کیا کہ اب تو مجھے ولایت سے کچھ نہ کچھ حصہ مل گیا ہو گا کہ اچانک

غار سے ایک عورت نکلتی ہوئی مجھے نظر آئی جس کے چہرہ سے سورج کی طرح روشنی پھوٹ رہی تھی جس نے مجھے سخت انداز میں کہا اے ابوالحسن! صرف 80 دن بھوکا رہا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ولایت کا متمنی ہوگیا ہے۔ میری طرف دیکھ کہ متواتر 6 ماہ سے کچھ بھی نہیں کھایا مگر پھر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو جتایا نہیں۔

﴿عبادت صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کیلئے﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ساتھی ایک غار میں بغرض عبادت مقیم تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف پہنچنے کیلئے راستہ کی تلاش میں تھے اور ہم دونوں کہتے تھے کہ کل ہم پر راستہ کھل جائے گا، پرسوں ہم پر راستہ کھل جائے گا اسی دوران ایک بڑا بارعب اور ہیبت والا شخص ہمارے پاس آیا اور ہمیں محسوس ہوگیا کہ یہ کوئی ولی کامل ہے ہم نے اس سے پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا کیا حال ہوگا جو کہتا پھر رہا ہے کہ کل راستہ کھل جائے گا، پرسوں راستہ کھل جائے گا، کیا یہی ولایت ہے؟ اور یہی فلاح وکامیابی ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت صرف اللہ ہی کی خاطر کرنی چاہئے۔ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر ہماری آنکھیں کھل گئیں اور ہمیں پتہ چل گیا کہ یہ شخص کہاں سے آیا ہے؟ ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ واستغفار کی جس کے بعد ہم پر راستہ کھل گیا۔

﴿دُرُود شریف کی برکات﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راہِ تصوف کی ابتداء میں ایک مرتبہ میں جنگل میں گھوم رہا تھا ایک ایسے مقام پر بیٹھ گیا جہاں بہت زیادہ جنگلی جانور تھے۔ انہوں نے مجھ پر غرانا شروع کر دیا۔ پس میں اس جگہ سے اٹھا اور ایک اونچی جگہ پر جا بیٹھا اور کہا کہ اب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرُود پاک پڑھوں گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود بھیجے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اگر دس گنا مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے تو میں اس کی حفاظت میں رات گزاروں گا۔ میں نے اس پر عمل کیا اور پھر کسی چیز سے نہ ڈرا اور نہ ہی کسی چیز نے مجھے ساری رات نقصان پہنچایا، صبح نماز فجر کی ادائیگی

کیلئے وضو کرنے پانی کے تالاب کے پاس گیا جہاں تیتروں کا ایک ڈھیر تھا جو شدت سے پھڑ پھڑا رہے تھے جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا میں پیچھے مڑا ایک غیبی آواز کو سنا اے علی! تم نے غراتے ہوئے جانوروں کے درمیان اللہ کی حفاظت میں رات گزاری اور اب اپنے نفس کے ہمراہ تیتروں کی پھڑ پھڑاہٹ سے خوفزدہ ہو گئے ہو۔

﴿زغوان پہاڑی پر خلوت نشینی﴾

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ **شاذلہ** نامی گاؤں جو قیروان اور تیونس کے درمیان واقع ہے۔اس میں مقیم ہوئے۔تو سب سے پہلے آپ کی صحبت میں شامل ہونے والے ولی کامل صاحب کشف و کرامات ابو محمد عبداللہ بن سلامہ الحبیبی رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت شاذلی رضی اللہ عنہ نے ان ہی کی رفاقت میں **جبل زغوان** کے ایک غار میں کافی عرصہ تک خلوت نشینی اختیار فرمائی جو آپ کیلئے روحانی عبادات کا نہایت ہی مقدس و بابرکت دور تھا۔اور اس دوران اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بہت سے روحانی لطائف اور کرامات کا اظہار ہوا کرتا تھا۔

﴿ولیٔ کامل کی حرکت کے ساتھ پہاڑ کی حرکت﴾

حضرت عبداللہ حبیبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز زغوان پہاڑی پر حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سورۃ الانعام کی تلاوت فرما رہے تھے جب اس ارشاد خداوندی پر پہنچے "**وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منھا**" آپ پر ایک عجیب وغریب کیفیت طاری ہو گئی بار بار اس آیہ مبارکہ کو دہراتے اور حرکت فرماتے جیسے ہی آپ ایک طرف کو جھکتے ویسے ہی پہاڑی اسی طریقے سے ایک طرف کو جھک جاتی اور یہ اس وقت تک تکرار ہوتا رہا جب تک آپ اپنی اصلی حالت میں واپس نہ آجاتے اور پھر پہاڑی بھی اس وقت ساکن ہو جاتی۔

﴿شہرت "لقب شاذلی"﴾

حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی "اے میرے پروردگار! آپ نے مجھے "**شاذلی**" شہرت کیوں عطا فرمائی؟ جبکہ میں اہل "**شاذلہ**" سے تو نہیں ہوں۔جس پر رب تعالیٰ نے فرمایا اے علی! میں نے تجھے شاذلہ کی نسبت

سے شاذلی نام نہیں دیا بلکہ "انما انت الشاذ"، لیٰ (یعنی المفرد لخدمتی و صحبتی) تو تو وہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو لوگوں سے صرف "میرے لئے" الگ تھلگ کرلیا ہے۔

﴿لوگوں کی طرف ظاہر ہونے کا حکم﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تکمیل مدتِ خلوت نشینی کے کچھ عرصہ بعد مجھے حکم ملا کہ اے علی! اب لوگوں کی طرف رجوع کرو تا کہ انہیں تم سے فائدہ حاصل ہو۔ جس پر آپ نے فرمایا اے میرے پروردگار! مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں لوگوں میں شامل ہو سکوں مجھے لوگوں سے بچاؤ، دوبارہ پھر کہا گیا نیچے چلے جاؤ امن وسلامتی تمہارے ہمراہ ہوگی۔ جس پر آپ نے جواب دیا اے پروردگار! کیا مجھے تو لوگوں کے درمیان اس لئے چھوڑ رہا ہے کہ میں ان پر تکیہ کروں اور ان کی دولت میں سے کھاؤں پھر کہا گیا کہ اے علی! خرچ کرو میں دینے اور بھرنے والا ہوں۔ اگر چاہو تو جیب سے اور اگر چاہو تو غیب سے خرچ کرو۔

﴿لوگوں سے ملاقات اور ابتدائے ابتلاء و آزمائش﴾

حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حکم کے بعد میں تیونس شہر میں داخل ہوا اور **مسجد البلاط** کے قریب عارضی سکونت اختیار کی۔ میرے اردگرد علماء وفضلاء اور اولیاء اللہ کی جماعت اکٹھی ہوگئی جو سب کے سب اپنے وقت کے صاحب کرامات اولیاء تھے۔ جن میں الشیخ ابوالحسن علی بن مخلوق الصقلی، ابوعبداللہ الصابونی، الشیخ ابومحمد عبدالعزیز الزیتونی، ابوعبداللہ البجائی اور الشیخ ابوالعزائم ماضی رحمہم اللہ۔ پھر عوام الناس کی کثیر تعداد بھی میرے حلقۂ ارادت میں داخل ہونا شروع ہوگئی۔ جس میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ خلق کثیر جمع ہوگئی۔ جب ان سب باتوں کا علم تیونس کے قاضی وفقیہہ ابوقاسم البراء کو ہوا، تو شیطان کے حملے سے حسد نے اسے آگھیرا پھر اس قاضی سے جو کچھ بن پڑا اس نے کیا۔ جب اسے ہر طرف سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو سلطانِ تیونس ابوزکریا کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ سلطان سے کہا کہ اہلِ شاذلہ کا ایک شخص جو اپنے آپ کو فاطمی سادات کہلواتا ہے اس کے اردگرد علماء وفضلاء کے علاوہ عوام الناس کی بھی ایک کثیر تعداد جمع ہوگئی ہے۔ وہ آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی بغاوت کھڑی کردے گا۔

﴿سلطان کے محل میں مناظرہ اور قاضیٔ وقت کو شکست﴾

سلطان ابوزکریا اگرچہ ایک اچھا اور منصف مزاج آدمی تھا لیکن قاضی کی باتوں کی وجہ سے حضرت شیخ کیلئے کچھ رنجش پیدا ہو گئی۔ اس نے قاضی ابوالقاسم البراء اور علماء وفضلاء اور فقراء کی ایک بڑی جماعت کو بلایا تا کہ وہ شیخ سے مختلف سوالات کریں۔ جب بات چیت کی ابتداء ہوئی تو سلطانِ وقت خود ایک پردے کے پیچھے بیٹھ کر ساری گفتگو سنتا رہا۔ ان تمام حضرات نے سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے مختلف قسم کے سوالات کیے لیکن حضرت شیخ نے ان کے سوالوں کے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ ان کو خاموش بھی کروا دیا اور قاضیٔ وقت کا کوئی ایک الزام بھی درست ثابت نہ ہو سکا۔ جس کے نتیجے میں سلطانِ وقت نے قاضی ابن البراء سے کہا کہ یہ شخصیت اکابر اولیائے کرام میں سے ہے اور تم اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن قاضی کو یہ بات نہ سمجھ آئی جو ایک سلطان کو سمجھ آ گئی کیونکہ قاضی حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔

﴿تیونس سے برائے حج بیت اللہ شریف روانگی﴾

قاضی ابن البراء کی سازشوں اور پریشانیوں کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نہایت مستقل مزاجی اور اطمینان سے تیونس میں مقیم رہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اور اپنے مریدین کے ہمراہ شہر تیونس سے حجاز مقدس کیلئے براستہ مصر روانہ ہوئے۔ یہ خبر جب سلطان زکریا تک پہنچی تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوا اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے مؤدبانہ درخواست کی کہ آپ تیونس میں ہی قیام پذیر رہیں۔ آپ نے سلطان کو جواباً کہلا بھیجا کہ ہم تیونس کو صرف حج کے ارادے سے چھوڑ کر جا رہے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے ہمیں اپنے ارادے میں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا تو ان شاء اللہ ہم دوبارہ واپس آئیں گے۔

﴿سلطانِ مصر کو قاضی ابن البراء کا خط﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے احباب کے ہمراہ مشرق سے اسکندریہ داخل ہوئے تو سلطانِ مصر کے حکم پر ہمیں اسکندریہ میں روک لیا گیا۔ کیونکہ قاضی ابن البراء نے ایک سازش کے تحت سلطانِ مصر کو مطلع کر دیا تھا کہ یہ شخص ایک خطرناک (نعوذ باللہ من

ذالک) آدمی ہیں۔ انہوں نے ہمارے ملک میں بھی افراتفری پھیلائی ہے۔ اس وجہ سے آپ کے ملک کو بھی خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ انہی ایام میں اسکندریہ کے قبائل پر حکومت کی طرف سے بہت زیادہ زیادتیاں کی گئیں تھیں۔ جب ان قبائلیوں کو پتا چلا کہ ایک ولی کامل ان کے شہر میں تشریف لائے ہیں تو وہ سب آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے۔ آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ کل ہم انشاء اللہ قاہرہ روانہ ہو رہے ہیں اور آپ لوگوں پر زیادتیوں کے بارے میں سلطانِ مصر سے بات کریں گے۔ حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قاہرہ کے سفر کیلئے **بابُ السدرۃ** سے نکل پڑے یہ وہ مقام تھا کہ جہاں پر ہر آنے جانے والے کی سخت قسم کی جانچ پڑتال ہوا کرتی تھی (یعنی چیک پوسٹ)۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے کسی نے بھی کوئی بات چیت نہ کی اور نہ ہی ہمیں ان کا پتہ چلا پھر ہم خیریت سے قاہرہ پہنچ گئے۔

﴿سلطانِ مصر کا حضرت شیخ سے معافی طلب کرنا﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قاہرہ پہنچنے کے بعد ہم **قلعہ سلطان** میں داخل ہوئے جہاں سلطانِ مصر کا دربار لگا کرتا تھا اور وہ لوگوں کی فریادیں سنا کرتا تھا۔ سلطانِ مصر نے آپ سے بھی سوال کیا، اے شیخ آپ کس لئے آئے ہیں؟ آپ نے سلطانِ مصر سے کہا کہ میں اسکندریہ کے قبائل کی سفارش لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔ جس پر سلطان نے کہا کہ پہلے آپ اپنی تو سفارش کروالیں کیونکہ آپ کے خلاف تیونس کے قاضی ابن البراء نے شکایت بھیجی ہے۔ جس پر سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ تو اور تیرے قبائل سب اللہ تبارک وتعالی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور حضرت شیخ کھڑے ہو گئے ابھی 20 قدم بھی چلنے نہ پائے تھے کہ سلطانِ مصر اسی مقام پر ساکت و جامد ہو گئے۔ اب نہ وہ حرکت کرسکتا تھا اور نہ بول سکتا تھا۔ سب دوڑے ہوئے حضرت شیخ کے پاس آئے اور آپ کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے لگے اور سلطان کیلئے معافی کی درخواست کی، آپ کو رحم آگیا آپ واپس ہوئے۔ جب سلطان کو اپنے دستِ مبارک سے حرکت دی تو وہ فوراً متحرک ہو گیا۔ کرسی سے اتر کر معافی کا طلب گار ہوا اور دعا کی درخواست کی۔ اسی وقت

اسکندریہ کے والی کو پیغام بھیجا کہ فوری طور پر ان قبائل کا مسئلہ حل کیا جائے اور ان سے جو کچھ بھی زبردستی لیا گیا ہے وہ واپس کیا جائے۔ سلطان مصر کی درخواست پر آپ کچھ ایام قلعہ سلطان میں قیام پذیر رہے۔

﴿سفر حج اور مدینہ شریف حاضری﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قاہرہ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد حجاز مقدس کیلئے روانہ ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں حج کے تمام مناسک ادا کرنے کے بعد شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر دروازے پر اس حال میں آ کر کھڑے ہو گئے کہ ننگے سر اور ننگے پاؤں، صبح سے لے کر دوپہر تک کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر جانے کی اجازت طلب فرماتے رہے۔ جب اس حکمت کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لینا ضروری ہے اور اس بات پر قرآن پاک کی سورۃ الاحزاب آیت نمبر 53 گواہی دیتی ہے کہ ''اے ایمان والو! اس وقت تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک میں داخل نہ ہو حتیٰ کہ آپ کو اس کی اجازت نہ مل جائے'' پھر سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے روضۂ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سے آواز سنی کہ اے علی! داخل ہو جاؤ۔ جس پر آپ حاضری اور سلام کیلئے حرم نبوی میں داخل ہوئے۔

﴿قیام تیونس و سیدنا ابو العباس المُرسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات﴾

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حجاز مقدس میں قیام کے بعد براستہ مصر آپ دوبارہ تیونس تشریف لائے۔ یہاں ایک طویل عرصہ قیام فرمایا اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ، سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسے نوجوان شخص کو لے آئے جو ان کی مقدس نسبت، منصب کے وارث اور جانشین بنے۔ یہ عظیم شخصیت قطب وقت سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ تھے۔ جب ان سے ملاقات ہوئی تو سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقیقت میں مجھے یہ شخص ہی واپس تیونس لے کر آیا ہے۔

﴿سیدنا ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ اور سیدی ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی پہلی ملاقات﴾

قطب وقت سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے اپنی پہلی ملاقات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں جب مرسیہ (اندلس، سپین) سے تیونس پہنچا تو اس وقت میں عالم شباب میں تھا۔ یہاں پہنچ کر میں نے حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر سنا بلکہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ آؤ حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں میں نے اس کو جواب دیا کہ نہیں، اس بارے میں پہلے استخارہ کرلوں۔ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو استخارہ کرنے کے بعد جب سویا تو میں نے دیکھا کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ رہا ہوں اور جب اس پر پہنچ گیا تو وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے سر پر ایک سبز ٹوپی ہے اور وہ درمیان میں بیٹھا ہوا ہے جب میں نے اسے دیکھا تو اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا "**عثرت علی خلیفة الزمان**" کہ میں نے خلیفہ وقت کو حاصل کرلیا۔ صبح کی نماز کے بعد وہ شخص پھر میرے پاس آیا جس نے مجھے حضرت شیخ کی زیارت کی دعوت دی تھی۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا جب ہم بارگاہِ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے تو میں نے پہاڑ پر جس شخص کو دیکھا ان کو اسی صورت میں پایا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "**عثرت علی خلیفة الزمان**" کہ مجھے زمانے کا خلیفہ مل گیا ہے۔ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور آپ کی خدمت کو اپنے اوپر لازم فرمالیا۔ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلوک وتصوف کی تمام منازل طے کروائیں۔ اسی تربیت وتوجہ کا نتیجہ تھا کہ آپ مقام قطبیت پر فائز ہوئے۔

﴿مصر کی جانب ہجرت کا حکم﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور تکمیل قیام تیونس پر ایک رات مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ کا شرف حاصل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "**یا علی انتقل الی الدیار**

المصرية" اے علی! دیار مصر کی جانب ہجرت کر جاؤ۔ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ حکم ملا تو شدید گرمی کا موسم تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی "**یا سیدی یا رسول الله الحر شدید**" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید گرمی ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**ان الغمام یظللکم**" جاؤ بادل تم پر سایہ کریں گے۔ پھر سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "**اخاف العطش**" شدت پیاس کا ڈر ہے۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**ان السماء تمطر کم کل یوم امامکم**" جاؤ تمہارے سامنے ہر روز آسمان سے بارش ہوا کرے گی۔ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس سفر مقدس میں 70 کرامات وتحائف کی بشارت دی۔ پس میں نے اپنے اصحاب کو سفر پر روانہ ہونے کی ہدایت کی اور تمام تیاریوں کے بعد اپنے جملہ احباب اور بالخصوص ولی کامل الشیخ ابوعلی السماط رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ جب اسکندریہ شہر میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کا شاندار استقبال ہوا اور اپنے مرشدِ کریم کے ارشاد کے مطابق اسکندریہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی، پھر ایک جہاں کو واصل الی اللہ کیا جو کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے درِ اقدس پر آتا آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہر آنے والے کو کھلے دل سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک رضی اللہ عنہ کے خزانوں میں سے عطا فرماتے۔

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں دیار مصر میں داخل ہوا تو مجھ سے کہا گیا **یا علی! ذهبت ایام المحن واقبلت ایام المنن** اے علی! تنگی اور مشکل کے ایام رخصت ہوئے اور خیر و برکت والے ایام شروع ہوئے۔

﴿سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے علوم مبارکہ﴾

سیدنا حضرت ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عالم ملکوت کی سیر کرتے ہوئے حضرت سیدی شعیب ابومدین رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ جناب عرش معلی کے ستون کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا حضرت آپ کے کتنے علوم ہیں؟ شیخ ابومدین رضی اللہ عنہ

نے فرمایا 71 علوم ۔ پھر میں نے پوچھا حضرت سیدنا الشاذلی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ تو مجھ سے 40 علوم زیادہ میں کمال رکھتے ہیں اور وہ ایک سمندر ہیں کہ جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضور سیدی شاذلی رضی اللہ عنہ کے شیوخ مبارکہ

جامع کرامات اولیاء میں ہے کہ حضرت امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ **من شیخک؟** آپ کے شیخ کون ہیں؟ **فقال اما فیما مضی فعبد السلام مشیش و اما الأن استسقی من عشرة ابحر خمسة سماویه و خمسة ارضیة** فرمایا کہ گزشتہ ایام میں تو میرے شیخ سیدی عبدالسلام مشیش تھے لیکن اب دس سمندروں سے سیراب ہوتا ہوں پانچ زمینی اور پانچ آسمانی۔

سیدی الشاذلی رضی اللہ عنہ کی توبہ و استغفار

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کو ہر وقت توبہ و استغفار کرتے دیکھ کر لوگ حیران ہوتے کہ اتنا بڑا ولی بھی ہر وقت توبہ و استغفار کرتا رہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے کون سے اعمال اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں مقبول و منظور ہیں اور کون سے غیر مقبول۔ اس لئے استغفار کا عمل بہت ضروری ہے۔

مقام سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

المفاخر العلیه فی المآثر الشاذلیه میں ہے کہ ولی کامل حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن الشیخ فخر الدین بن ابی بکر الیمنی القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول اقطاب هذہ الامة سیدنا الحسن بن علی اس امت کے سب سے پہلے قطب حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہوئے ہیں۔ **ثم واحد بعد واحد الی ان وصل هذا المقام الی الشیخ القطب الغوث الفرد الجامع سیدی عبدالقادر الجیلانی** پھر یہ سلسلہ یکے بعد دیگرے چلتے چلتے یہ مقام قطبیت حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی تک پہنچا۔ **ثم**

من بعد ظهر هذا الولي الكبير ذو النور الكثير القطب الشهير الحسني الفاطمي المحمدي سیدی ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

پھر اس سلسلے میں ایک ولی کامل صاحب نور کثیر اور عظیم شہرت پانے والے قطب سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ الحسنی الفاطمی المحمدی کا ظہور ہوا حضرت شیخ فخر الدین القرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **اذا ذکرت سیدی ابی الحسن الشاذلی** رضی اللہ عنہ **فقد ذکرت سید عبدالقادر الجیلانی** رضی اللہ عنہ کہ جب میں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک کرتا ہوں تو ان کے ساتھ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ **واذا ذکرت سیدی عبدالقادر الجیلانی فقد ذکرت سیدی ابی الحسن الشاذلی** رضی اللہ عنہ اور جب میں سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے ساتھ سیدنا ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر خیر کرتا ہوں۔ **لتوحد المقام فیھما و لأن سرھما واحد** کیونکہ ان دونوں کے اسرار ایک ہی ہیں اس لئے ان دونوں شخصیات کے مقامات میں یکسانیت کیلئے ایسا کرتا ہوں۔

﴿بارگاہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں سیدی شاذلی رضی اللہ عنہ کی مقبولیت﴾

حضرت شیخ ابوعبداللہ الشاطبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ہر حاجت میں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کیا کرتا تھا۔ مجھے اپنے مقصد میں کامیابی ہو جایا کرتی۔ ایک مرتبہ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں بارگاہ خداوندی میں سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں تو میری دعا قبول ہو جاتی ہے کیا میرے اس عمل سے کہیں آپ ناراض تو نہیں جس پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا ابوالحسن میرا حسی اور معنوی بیٹا ہے اور بیٹا اپنے باپ کی جز ہوتا ہے لہٰذا جز کا وسیلہ پکڑ کر اس نے کل کا وسیلہ بنایا تو درحقیقت وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور مجھے ہی وسیلہ بنا رہا ہے۔

﴿ولی عالمین میں رحمت ہوتا ہے﴾

واقف اسرار خفی وجلی سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے عرض کیا "**یا سیدی یا رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **ادع الله ان یجعلنی رحمة للعالمین**" "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عالمین کیلئے رحمت بنادے۔ جس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی، یہی تو وہ ہے کہ "**الولی رحمة فی العالمین**" کہ ولی دونوں جہانوں میں رحمت ہوتا ہے۔

﴿مجلس علم حقیقت﴾

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تیرے زمانے میں علم فقہ کی مجلس شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی مجلس سے بڑھ کر کوئی مجلس نہیں اور علم حدیث کی مجلس شیخ زین الدین بن عبدالعظیم کی مجلس سے بڑھ کر کسی کی مجلس نہیں اور اے علی! علم حقیقت کی مجلس آپ کی مجلس سے بڑھ کر کوئی مجلس نہیں۔

﴿بچوں میں صفات اولیاء﴾

سرکار ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو عبادت و ریاضت میں یکتا تھا مگر اپنے بچوں سے بڑی سختی سے پیش آتا تھا ایک مرتبہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تم بڑے عجیب وغریب آدمی ہو کہ اتنی زیادہ عبادت و ریاضت کر کے خود اسے اپنے ہاتھوں ضائع کر دیتے ہو جس پر اس شخص نے پوچھا کہ یا سیدی وہ کس طرح؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو بچوں سے تنگ ہوتا ہے حالانکہ بچوں میں تو اولیاء کی صفات موجود ہوتی ہیں کیونکہ وہ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں پھر اس سے فرمایا کہ جس درویش میں یہ چار صفات نہ ہوں اس کی عبادت و ریاضت بے کار ہوتی ہے۔ ۱- چھوٹوں سے محبت، ۲- بڑوں کی خدمت، ۳- اپنے نفس سے انصاف چاہنا، ۴- دوسروں سے اپنی تعریف نہ چاہنا۔

﴿کرامات سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ﴾

قارئین کرام! حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی جملہ کرامات کا احاطہ کرنا بس سے باہر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وجود مسعود بذات خود کرامت تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے جن کرامات اور روحانیت کا ظہور ہوا کسی بھی کتاب میں ان کا تفصیلی ذکر نہیں ملتا۔ ہم بھی یہاں صرف برکت حاصل کرنے کی غرض سے چند کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿لوگوں کے دلوں پر آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہ مبارک﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ زہد کے موضوع پر گفتگو فرمارہے تھے اس وقت مجلس مبارک میں ایک فقیر بھی پھٹے پرانے کپڑوں میں موجود تھا جبکہ حضرت شاذلی رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر بہترین لباس موجود تھا اس فقیر نے دل میں کہا کہ یہ شیخ کس زہد کے بارے میں بیان فرمارہے ہیں جبکہ خود لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہیں زاہد تو دراصل میں ہوں۔ حضرت شیخ اس کیفیت سے مطلع ہوئے تو اس فقیر کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا! کہ تیرا یہ لباس زبان فقر سے پکار رہا ہے کہ تو فقیر ہے، زاہد ہے یعنی تو نے دنیا کو دکھانے کیلئے ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور جبکہ ہم نے فاخرانہ لباس لوگوں سے تعریف سننے کیلئے نہیں پہن رکھا، یہ کلمات سنتے ہی وہ فقیر تمام مجمع کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم! یہ بات میں نے ہی اپنے دل میں کہی تھی لہٰذا میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

قارئین اولیاء اللہ کے ظاہری معاملات پر کبھی نگاہ نہیں رکھنی چاہئے اور بالفرض اگر کوئی بات عقل ومنطق کے تحت سمجھ نہ آئے تو اس کا ہرگز انکار نہ کریں کیونکہ کسی بات کا خلاف شریعت ہونا اور بات ہے اور خلاف شریعت نظر آنا اور بات ہے اگر اولیاء اللہ کا کلام سمجھ میں نہ آئے تو اس کا انکار مناسب نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ادب واحترام نصیب فرمائیں۔

﴿اولیاء مخلوق کے محتاج نہیں ہوتے﴾

ایک مرتبہ حاکم مصر کا خزانچی کسی معاملے میں سزائے موت کے ڈر سے بھاگ کر اسکندریہ میں سیدی شاذلی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پناہ دینے

کے ساتھ ساتھ اسے بچانے کا وعدہ بھی فرمالیا۔ سلطان نے ایک خصوصی ایلچی کے ذریعہ ناراضگی کا پیغام ارسال کیا اور کہا کہ آپ میرے غلاموں اور نوکروں سے مہربانی کا سلوک کرتے ہیں جس کے جواب میں آپ رضی اللہ عنہ نے اس ایلچی سے فرمایا کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو اصلاح کرتے ہیں نہ کہ جو فساد برپا کرتے ہیں۔ باقی رہی بات رقم کی تو اس کا ہم انتظام کروا دیتے ہیں۔ پھر آپ نے اس غلام کو علیحدگی میں فرمایا کہ اس بڑے پتھر پر پیشاب کرو اس نے جب پیشاب کیا تو وہ انتہائی بڑا اور بھاری پتھر سونا ہو گیا اور وہ پتھر اس ایلچی کے ہاتھ سلطان کو روانہ کر دیا ایلچی نے واپس آ کر جب سارا واقعہ سنایا تو سلطان نے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت سے تحائف پیش کرنے چاہے آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ وہ شخص کہ جس کا خادم اگر پتھر پر پیشاب کرے تو وہ پتھر سونا ہو جائے تو وہ مخلوق میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

﴿الله، الله، الله، سبحان الله﴾

سیدنا شاذلی رضی اللہ عنہ کے خادم خاص اور ولی وقت حضرت شیخ ابو العزائم ماضی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نے مجھے ایک ضروری کام سے اسکندریہ سے دمیاط بھیجا اور اہل دمیاط کا ہی ایک شخص حضرت شیخ کی اجازت سے میرا رفیق بنا۔ شیخ ماضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم باب سدرہ (اسکندریہ کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام) پہنچے تو اس شخص نے کچھ رقم نکالی کہ راستے کیلئے روٹی اور سالن وغیرہ خرید لیں میں نے اس شخص سے کہا کہ حضرت شیخ ہمارے ساتھ ہیں اور تجھے راستے میں کسی چیز کی ضرورت نہ ہوگی۔ حضرت ماضی فرماتے ہیں کہ ہم اسکندریہ سے نکلے اور پیدل سفر شروع کر دیا حتیٰ کہ کافی دن چڑھ آیا اور میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ اے ماضی! مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھلاؤ فوری طور پر میں نے حضرت شیخ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "**یا ماضی جاع ضیفک اخرج عن یمینک تجدما تطعمه**" اے ماضی! تمہارے مہمان کو بھوک لگی ہے اپنے دائیں طرف نکلو اور وہ پاؤ گے جو تم اس کو کھلا سکو۔ حضرت ماضی فرماتے ہیں کہ میں دائیں جانب نکلا تو مجھے ایک برتن میں ایک شیریں طعام جو کہ کستوری اور عرق گلاب سے معطر تھا ملا ہم نے اس غیبی کھانے کو خوب کھایا یہاں تک کہ

ہم سیر ہو گئے میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ کھانا اچھا ہے یا شہر سے خریدا ہوا کھانا اچھا ہوتا میرے ساتھی نے جواب دیا خدا کی قسم میں نے اس سے پہلے کبھی اس قسم کا کھانا نہ دیکھا اور نہ کھایا اور حیرانی کے اظہار کے ساتھ وہ روتا بھی رہا۔ جب ہم کھانا کھا کر چلنے لگے تو میرے ساتھی نے چاہا کہ بچے ہوئے مقدس کھانے کو اپنے ساتھ رکھ لے میں نے اسے منع کر دیا اور اس برتن کو وہیں چھوڑ دیا کچھ فاصلہ مزید طے کیا تو ہمیں پیاس محسوس ہوئی فوراً ہی میرے شیخ محترم کی آواز میرے کانوں میں رس گھولنے لگی کہ اے ماضی! "**اخرج عن یمینک تجد الماء**" اپنے دائیں جانب نکلو پانی مل جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم دائیں جانب نکلے تو دیکھا کہ ریگستان میں میٹھے پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے جس میں سے ہم نے پانی پیا اور اس مقام پر تھوڑی دیر آرام کرنے کیلئے رک گئے جب اٹھے تو میرے ساتھی نے سوال کیا کہ وہ پانی کا چشمہ جو کچھ دیر پہلے یہاں موجود تھا وہ کہاں ہے؟ میں نے اس کو جواب دیا کہ مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں پھر اس نے کہا کہ خدا کی قسم اس عظیم شیخ کو عظیم طاقتوں کی حقیقی مراعات حاصل ہیں۔ خدا کی قسم میں اس وقت تک گھر والوں میں واپس نہ جاؤں گا جب تک یہ مقام نہ حاصل کر لوں یا پھر خدا کیلئے مر نہ جاؤں اس نے فروالا اپنا چغہ میرے پاس چھوڑا اور صحرا کی طرف یہ پکارتے ہوئے چل پڑا اللہ، اللہ، اللہ، حضرت ماضی فرماتے ہیں کہ میں نے اکیلے اپنا سفر جاری رکھا اور جب سفر مکمل کر کے واپس حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ماضی! تو نے اپنا مہمان کھو دیا میں نے جواب دیا حضرت آپ ہی کی وجہ سے وہ کھو گیا کیونکہ آپ ہی نے اسے صحرا میں میٹھے کلچے کھلائے، آپ ہی نے ریگستان میں اس کی پیاس بجھائی جس پر حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "**مرفی الذاھبین الی اللہ تعالیٰ**" کہ وہ ان کے ساتھ چلا گیا جو خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

نصائح سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی چند نصیحتیں برکت اور افادۂ عام کیلئے ذکر کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

☆ اگر تو چاہتا ہے کہ غنی ہو جائے تو قناعت پسندی اختیار کر۔

☆ اگر اچھا انسان بننا چاہتا ہے تو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والا بن جا۔

☆ اگر تو چاہتا ہے کہ رب تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائیں تو اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجت روائی کیا کر۔

☆ اگر تو چاہتا ہے کہ مضبوط ترین انسان بن جائے تو توکل علی اللہ اختیار کر۔

☆ اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تیری پردہ پوشی فرمائیں تو پھر لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈال۔

☆ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری غلطیاں، کوتاہیاں مٹادی جائیں تو کثرت استغفار کو لازم پکڑ۔

☆ اگر تو غضب خداوندی سے بچنا چاہتا ہے تو صلہ رحمی اور خاموشی سے صدقہ کرنا سیکھ۔

☆ اگر تو اعلیٰ نیکیوں کو حاصل کرنے کا خواہش مند ہے تو حسن اخلاق اور تواضع اختیار کر اور مصیبتوں پر صبر کرنا سیکھ۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

﴿کوائف وصال حضور سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ و خلافت و جانشینی﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں سرزمین مصر میں داخل ہوا تھا تو اس وقت میں نے رب تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ اے باری تعالیٰ! آپ نے مجھے بلاد قبط میں سکونت اختیار کروائی تا کہ بعد از وصال میرا گوشت اور ہڈیاں اسی قبطی قدم کے گوشت اور ہڈیوں میں حل ہو جائے تو رب تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی **ابل تدفن فی ارض لم یعص اللہ علیھا قط** آپ کا مدفن تو اس سرزمین میں ہوگا کہ جہاں پر کبھی بھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا ہوگا۔

سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے خادم خاص سید ماضی بن سلطان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس سفر حج میں آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ اس سفر کی تیاریوں کے دوران آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مرتبہ اپنے سامان میں کدال اور کفن بھی رکھ لیا جائے تا کہ اگر ہم میں سے کوئی بھی فوت ہو جائے تو اسے دفنایا جا سکے۔

حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں بیمار ہوا تو میں نے بارگاہ خداوندی میں التجا کی اے رب العالمین! آپ سے کب ملاقات ہوگی؟ تو جواب ملا کہ اے علی! جب تو حمثیرہ (ایک وادی کا نام ہے جو صحرائے عیذاب میں واقع ہے) پہنچے گا تو پھر ملاقات ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک پہاڑ کے دامن میں دفن ہو رہا ہوں جس کے نزدیک کھاری پانی کا ایک کنواں ہے اس کا پانی میٹھا اور زیادہ ہو جاتا ہے۔

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور وقت کے ولی کامل حضرت شیخ شرف الدین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک یتیم بچہ رہتا اور پڑھا بھی کرتا تھا جب ہم نے سفر حج کا ارادہ کیا تو اس بچے نے ہمارے ساتھ سفر کا شوق ظاہر کیا۔ اس کی والدہ آئی اور اس نے حضرت شیخ سے درخواست کی کہ **یا سیدی! لعلّ نظر کم علیه** حضرت میرے اس بیٹے پر بھی نگاہ رکھنا۔ جس پر سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ انشاء اللہ اس پر ہماری نظر **حمثیرہ** میں ہوگی۔ سفر حج شروع ہوتا ہے اور یہ قافلہ عشق ومحبت منازل طے کرتے ہوئے صحرائے عیذاب میں داخل ہوتا ہے (حیرانی ہوتی ہے کہ 800 سال قبل کس طرح یہ قافلے صحراء عبور کرتے ہونگے 800 سال گزرنے کے بعد بھی جب اپریل 2006ء میں ہمیں اس صحراء سے گزرنے کا اتفاق ہوا تو زندگی کی کوئی سہولت بھی نظر نہ آئی حتیٰ کہ چرند، پرند، پانی اور سبزے کا بھی نام ونشان تک نہیں) صحرائے عیذاب میں داخل ہونے کے بعد سیدی الشاذلی رضی اللہ عنہ اور وہ بچہ دونوں بیمار ہوگئے اور **وادیٔ حمثیرہ** سے ایک منزل قبل وہ بچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ احباب نے اسی مقام پر دفنانا چاہا لیکن سیدی الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو **حمثیرہ** تک اپنے ساتھ اٹھائے لئے چلو۔

﴿وادیٔ حمثیرہ کا پہلا مدفون﴾

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہ قافلہ مبارک وادیٔ حمثیرہ میں داخل ہوتا ہے پہنچنے کے بعد اس بچے کو غسل دیا گیا سیدی شاذلی رضی اللہ عنہ نے اسکی نماز جنازہ پڑھائی پھر اس کو دفن کر دیا گیا اور یوں وادیٔ حمثیرہ میں دفن ہونے والا یہ پہلا بچہ تھا کہ جس کے بارے میں حضور

شاذلی رضی اللہ عنہ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ **یکون نظرنا علیه ان شاء الله حمثیرة** انشاء اللہ اس پر ہماری نظر حمثیرہ میں ہوگی یقیناً آج بھی وہ مبارک بچہ حضور شاذلی رضی اللہ عنہ کی نگاہوں میں موجود ہے۔ ہمیں اس ازلی سعادت مند اور خوش نصیب بچے کی ظاہری قبر مبارک بھی نظر آجاتی تو اس کو ہی چوم لیتے جو آج بھی سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی نگاہوں میں ہے لیکن وہاں کے منتظمین اور خطیب مسجد سیدنا الشاذلی رضی اللہ عنہ بھی ہمیں اس بچے کی قبر کا نہ بتلا سکے۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنا الگ ہی ایک معاملہ ہے کہ جس کو چاہے جب تک چاہے اسے عالمِ اخفا میں رکھے۔

﴿تلقین دعائے "حزب البحر" اور سپردگیٔ خلافت﴾

اس ازلی خوش بخت بچے کے کفن دفن کے بعد حضور شاذلی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام احباب کو جمع کیا، وصیتیں فرمائیں اور بالخصوص دعائے "حزب البحر" پڑھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا "**حفظوه لاولادكم فان فيه اسم الله الاعظم**" کہ اس دعائے مبارکہ کو اپنی اولاد کو بھی یاد کراؤ کیونکہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا "**اسم اعظم**" ہے پھر فرمایا کہ میرے وصال کے بعد **ابو العباس المرسی** رضی اللہ عنہ میرا خلیفہ ہوگا صرف اسی کی طرف دیکھنا کیونکہ اس کا نہایت عظیم مقام و مرتبہ ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ "**وهو باب من ابواب الله سبحانه و تعالیٰ**" پھر علیحدگی میں سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی ان کو بھی وصیتیں فرمائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو جن فیوض وبرکات اور جن عظیم اسرار سے نوازا تھا وہ سب کے سب اپنے جانشین سیدنا ابوالمرسی رضی اللہ عنہ کو منتقل فرمائے۔

﴿متبرک کنواں﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں ایک پہاڑ کے دامن میں دفن ہو رہا ہوں جس کے نزدیک کھاری پانی کا کنواں ہے اس کا پانی میٹھا اور زیادہ ہو جاتا ہے اور اب اس خواب کی عملی تعبیر پوری ہونے والی ہے اور حضور شاذلی رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت ظاہر ہوا چاہتی ہے۔ تمام ضروری کاموں سے فراغت کے بعد حضور شاذلی رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ اس کنوئیں سے پانی کا ایک برتن بھر کر لاؤ احباب نے عرض کیا حضور اس کنوئیں کا پانی کڑوا اور کھاری ہے اور جبکہ ہمارے پاس اسکندریہ سے لایا ہوا میٹھا پانی موجود ہے۔ جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میرا مطلب نہیں سمجھ سکے یہ کوئی اور معاملہ ہے۔ پھر اسی کنوئیں سے پانی لایا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ پانی اپنے دہن مبارک میں رکھنے اور لعاب مبارک لگنے کے بعد اس کو دوبارہ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اب اس برتن والے پانی کو واپس کنوئیں میں انڈیل دو جیسے ہی وہ پانی کنوئیں میں ڈالا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے فوراً ہی وہ کھاری پانی میٹھے اور برکت والے پانی میں تبدیل ہوگیا اور ایک طویل عرصہ تک لوگ اس بابرکت پانی سے مستفیض ہوتے رہے۔

﴿اس بابرکت کنوئیں کی موجودہ صورت حال﴾

بحمد اللہ یہ بابرکت کنواں اب بھی موجود ہے (حصہ تصاویر میں اس کنوئیں کی زیارت بھی کر سکتے ہیں) اور ہمیں بروز جمعۃ المبارک 14 اپریل 2006ء بعد از نماز جمعہ شریف منتظمین اور امام وخطیب صاحب کی موجودگی میں اس متبرک کنوئیں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا لیکن اس کے میٹھے پانی سے مستفیض نہ ہو سکے کیونکہ مرور زمانہ اور موسمی تغیر وتبدل کے سبب اور مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کے نتیجے میں اس وقت ظاہری طور پر یہ کنواں متروک ہو چکا ہے گو کہ اس کے پانی کے اثرات زیر زمین تو بہت زیادہ ہیں اور صرف خانقاہ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں چند میٹر ہی کھدائی کی جائے تو پانی نکل آتا ہے مسجد سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کو بہت وسیع کیا جا رہا ہے اور خطیب صاحب ہمیں اس مقام پر بھی لے گئے جہاں اس عظیم مسجد کیلئے بنیادیں کھودی ہوئی تھیں۔ ہمارے معلوم کرنے پر خطیب صاحب نے بتایا کہ یہ زمین سے نکلا ہوا پانی ہے، یقین کامل ہے کہ وہ کنواں جس میں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا لعاب مبارک لگا ہو مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ظاہری طور پر بند ہو سکتا ہے لیکن درحقیقت اب بھی اس کنوئیں کے فیوض وبرکات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ جدید بنیادوں پر اس کنوئیں کی اگر گہری کھدائی کروادی جائے تو اس کنوئیں کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوا جا سکتا ہے۔

﴿وصال حضور سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ﴾

تمام ضروری اور ظاہری کام سرانجام دینے کے بعد حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ ساری رات متوجہ الی اللہ و ذکر اللہ میں مصروف رہے اور عین سحری کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے سکوت اختیار فرمایا احباب کو خیال گزرا کہ شاید آپ کو نیند آ گئی ہے حالانکہ

عَجَباً لِلْمُحِبِّ کَیْفَ یَنَامُ
وَکُلُّ نَوْمٍ عَلَی الْمُحِبِّ حَرَامُ

یہاں نیند کا کہاں سوال پیدا ہوتا ہے اب تو وہ وقت آ گیا ہے کہ جس کا خود رب تعالیٰ نے ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ **"حمیثرہ"** میں ہماری ملاقات ہوگی۔ احباب نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو حرکت دی تو معلوم ہوا کہ اب آپ رضی اللہ عنہ بارگاہِ خداوندی میں ملاقات کیلئے حاضر ہو چکے ہیں۔ **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم**
حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور عین عشاق کرام کی عمر یعنی 63 سال اس دنیا فانی میں گزار کر 6 شوال 656 ہجری کو وصال فرمایا اور بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہو گئے۔

﴿کوائف بعد از وصال﴾

حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے قبل از وصال اپنے داماد و خلیفہ اعظم و جانشین سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کو مطلع فرما دیا تھا کہ وصال کے بعد ان کے جسم اقدس کو ایک نقاب پوش آدمی جو گھوڑے پر نمودار ہوگا اس کو دے دیا جائے اور وہ تمام کام سرانجام دے کر واپس آپ کو دیا جائے گا اور اس نقاب پوش کا تعاقب بھی نہ کیا جائے۔ بعد از وصال اسی طرح ہوا کہ جس طرح حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا تھا۔ تاہم حضرت سیدنا ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے بتقاضائے محبت بشری اس نقاب پوش کا پہاڑی تک تعاقب کیا تو اس نقاب پوش نے چہرے سے نقاب ہٹا کر پیچھے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ میں نے آپ کو منع نہیں کیا تھا آپ واپس وادی کی طرف لوٹ جائیں چنانچہ

آپ رضی اللہ عنہ واپس وادی کی طرف لوٹ آئے۔ بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر کو وادی حمیثرہ کے پہاڑ کے دامن میں دفنایا گیا۔ جہاں اس وقت انتہائی خوبصورت اور پر کیف مزار مبارک موجود ہے۔ ساتھ ہی ایک خوبصورت مسجد بھی ہے جس کا نام "مسجد سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ" ہے۔ بحمد اللہ اس میں ایک جمعۃ المبارک ادا کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ ایک لنگر خانہ بھی ہے جس میں ہر خاص و عام کو لنگر ملتا ہے۔ زائرین اکثر حاضری کیلئے تشریف لاتے رہتے ہیں اور بالخصوص جمعۃ المبارک والے دن انتہائی زیادہ رش ہوتا ہے۔

﴿عرس سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ منعقد کرنے کی تجویز﴾

بحمد اللہ پاکستان میں تمام سلسلہ ہائے طریقت کے شیوخ کرام کے سالانہ عرس منعقد ہوتے ہیں بلکہ بعض بزرگان دین کے تو ماہانہ عرس بھی منعقد ہوتے ہیں لیکن ابھی تک اس ناچیز نے کسی ایسے سالانہ یا ماہانہ عرس میں شرکت نہیں کی جو حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی یاد میں منعقد ہوتا ہو۔ لہٰذا اس کتاب کی وساطت سے شاذلی حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگر ماہنامہ محفل نہیں تو کم از کم سال میں ایک مرتبہ ہی حضور سیدنا شاذلی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ضرور منعقد ہونا چاہئے جس میں ذکر و نعت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ اور آپ کی تعلیمات سے حاضرین کو روشناس کرایا جائے اور اس کیلئے 6 شوال کی تاریخ زیادہ مناسب رہے گی۔

﴿بارگاہ حضور سیدنا شاذلی رضی اللہ عنہ میں حاضری کا شرف عظیم﴾

بحمد اللہ اس ناچیز کو اپنے دو احباب کے ہمراہ زیارات مصر اور بالخصوص بارگاہ سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ میں حاضری کا شرف عظیم حاصل ہوا اور میں یہ بات نہایت عجز و انکساری اور پورے وثوق کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں کہ بحمد اللہ پاکستان سے جو چند احباب اس عظیم و مقدس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کر چکے ہیں ان خوش نصیبوں میں ہمارا بھی شمار ہوتا ہے۔ اگر ظاہری دنیاوی اسباب میسر ہوں تو ضرور اس عظیم و مقدس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کریں اور حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں آ جائیں ایک بہت بڑی علمی شخصیت نے مجھے ایک بار یہ جملہ کہا تھا جو آج تک میرے ذہن میں محفوظ ہے کہ "حافظ صاحب مجھے یہ تو پتہ نہیں کہ آپ کی ان

بزرگوں سے ملاقات ہوتی ہے یا نہیں لیکن وہ بزرگ ضرور آپ کا خیر مقدم کرتے ہوں گے"۔
کیونکہ لوہا مقناطیس کو نہیں کھینچتا بلکہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔
اپریل 2006ء میں زیارات مصر و شام شریف شرف حاصل ہوا۔

زیارات قاہرہ کے بعد بروز جمعرات 13 اپریل 2006ء بعد از نماز عشاء ایک پرائیویٹ گاڑی میں سوار ہو کر قاہرہ سے وادیٔ حمیثرہ کی جانب روانہ ہوئے ساری رات سفر کرتے رہے اور صبح تقریباً 8 بجے مرسی علم پہنچے کچھ دیر آرام کیا ناشتہ وغیرہ کیا اور گاڑی میں پیٹرول ڈلوانے کے بعد مرسی علم سے وادی حمیثرہ (150 کلومیٹر) کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ سارا علاقہ صحرائے شرقی کہلاتا ہے۔ ایسا صحراء کہ اللہ اللہ تمام راستے میں سوائے ریت اور طوفان کے کوئی چیز نظر نہ آئی لیکن بحمد اللہ اس وقت مرسی علم سے وادیٔ حمیثرہ تک بہترین سڑک بن گئی ہے جس کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ اس کام کا سہرا سابق شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ میں اس سارے راستے میں ان خیالوں میں گم رہا کہ یا اللہ آج کے اس جدید اور تکنیکی دور میں جبکہ سفر کی اعلیٰ سہولتیں میسر ہیں تب بھی اس مقام پر پہنچنا نہایت ہی مشکل کام ہے کہ ہم مسلسل 14 گھنٹوں سے پرائیویٹ کار میں سفر طے کر رہے ہیں اور سفر ہے کہ جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا خیر بقول حضرت بابا بلھے شاہ "عشق کی منزلیں تو واقعی مشکل ہی ہوتی ہیں" بحمد اللہ یہ طویل سفر سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی یاد مبارک میں جاگ کر ہی گزارا کیونکہ ؎

ان نینن میں نیند کہاں ہے
جن نینن میں پیا سمائے

800 سال قبل جب اس لق و دق صحراء میں سڑک کا وجود بھی نہ تھا اور ہر وقت ریتلے طوفان چلا کرتے تھے تو پھر یہ قافلہ عشق و مستی کس طرح یہ کٹھن منازل طے کرتے ہوں گے تو فوراً ذہن میں عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ولی کامل حضرت امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ جو "طے الارض" سے متعلق ہے۔ یاد آیا تو مسئلہ اس طرح حل ہوا کہ یہ معاملہ ہی کچھ اور ہے انہی خیالوں میں گم تھا کہ گاڑی وادیٔ حمیثرہ شریف میں داخل ہوئی۔ ایک چھوٹی سی خوبصورت بستی جو چند ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے حضور شاذلی رضی اللہ عنہ کی نگاہ کرم میں رہتی ہے۔ گاڑی سے اترے

تازہ وضو کیا اور بارگاہ بے کس پناہ حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ میں پہلا سلام پیش کرتے ہی سفر کی ساری تھکاوٹ یکسر دور ہو گئی۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا اور ربیع الاول شریف کا دوسرا ہفتہ شروع ہو چکا تھا۔ پہلی اذان ہو چکی تھی منتظمین حضرات نے کہا کہ پہلے جمعہ شریف ادا کر لیں۔ ساتھ ہی مسجد سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی خوبصورت مسجد میں چلے گئے مسجد تقریباً بھر چکی تھی۔ بطور مہمان ہمیں اگلی صفوں میں بٹھایا گیا کچھ ہی دیر میں خطیب صاحب تشریف لائے جنہوں نے نہایت ہی خوبصورت اور پیارے انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پاک بیان فرمایا اور پھر حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے بعد نماز جمعہ کی امامت کروائی۔ اس کے بعد ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا خطیب صاحب سے ملاقات کی اور اپنے ساتھیوں کا بھی تعارف کروایا۔ اپنی کتب پیش کیں پھر خطیب صاحب سے عرض کیا کہ ہم پاکستان سے حضور سیدنا الشاذلی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کیلئے چادریں لے کر آئے ہیں وہ آپ کے ہمراہ پیش کرنا چاہتے ہیں خطیب صاحب نے کہا نہیں آپ ان کے مہمان ہیں سب سے پہلے میرے ساتھ چلیں اور کھانا کھاتے ہیں اور ان کے ہمراہ ان کی رہائش گاہ چلے گئے۔ جہاں انہوں نے ہمیں کھانا کھلایا ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی۔ پھر ان کے ہمراہ اور دیگر منتظمین کے ساتھ بارگاہ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خصوصی توجہات سے خطیب و متولی صاحب نے خصوصی طور پر جناب حضور شاذلی رضی اللہ عنہ کی ضریح مبارک کا دروازہ کھلوایا اور ہمیں اندر جا کر حاضری اور چادریں پیش کرنے کا شرف عطا فرمایا درحقیقت آپ خود ہی ہم جیسے گناہ گاروں کو اپنی محبت اور خصوصی اعزازات سے نواز رہے تھے جیسے ہی ضریح مبارک کے اندر حاضر ہوئے تو قبر مبارک سے ایسی اعلیٰ خوشبو آئی جس کو آج تک نہیں بھلا سکے۔ پھر خطیب و متولی صاحب نے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر انور سے ایک چادر بھی عنایت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر انور کو بوسہ دیا، باہر آئے منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور خطیب صاحب کو الوداعی سلام کہنے کیلئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے چائے سے تواضع فرمانے کے بعد ہمیں اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

حضور سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا آخری حج

سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ جس وقت سفر حج کیلئے روانہ ہو رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ "**فی ھذا العام أحج حجة النهاية**" میں اس سال آخری حج کروں گا لیکن حج سے قبل ہی حضور شاذلی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ بعد از دفن آپ رضی اللہ عنہ کے احباب میں یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ آیا اب واپس جائیں یا سفر جاری رکھیں جس پر سیدی ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ نے تمام احباب سے فرمایا کہ مجھے شیخ نے قبل از وصال ہی حکم فرما دیا تھا کہ میرے وصال کے بعد حج ادا کیا جائے بلکہ راستے میں عجیب وغریب کرامات کے ظہور کا بھی وعدہ فرمایا ہوا ہے چنانچہ تمام احباب حج کیلئے روانہ ہوئے اور شیخ کی طرف سے کئے گئے وعدہ کے مطابق ان تمام کرامات کا بھی مشاہدہ فرمایا۔ مناسک حج اور مدینہ شریف حاضری کے بعد جب واپس مصر آئے تو احباب نے مفتی عز الدین عبد السلام سے پوچھا کہ حضور شاذلی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد مبارک سے کیا مراد ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ شیخ نے تو قبل از وقت اپنے وصال کی تم کو خبر دے دی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی خبر دی تھی کہ ایک فرشتہ ان کے بدلے حج کرے گا کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ "**من خرج من بيته قاصدا للحج و مات قبل ان يحج فان الله عزو جل يوكل ملكا ينوبعنه بالحج فی كل عام الی يوم القيامة**" جو اپنے گھر سے حج کی نیت کے ارادے سے نکلے اور حج سے قبل ہی وفات ہو جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک فرشتہ اس کی طرف سے مقرر کر دیتا ہے جو ہر سال قیامت تک حج ادا کرتا رہے گا۔

یوم وصال ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی بخشش و مغفرت

صاحب "درۃ الاسرار وتحفۃ الابرار" بیان فرماتے ہیں کہ اسکندریہ کے قاضی القضاء "شیخ عماد الدین القاضی" نے مجھ سے بیان کیا کہ اسکندریہ میں ایک بدکار عورت کا انتقال ہوا کسی دیکھنے والے نے اسے بہت اچھے حال میں دیکھا اس عورت سے جب پوچھا گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو اس نے جواب دیا "کہ آج شیخ ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے اور ان کو حمیثرہ میں دفن کیا گیا ہے اور زمین کے مشرق و مغرب میں آج جتنے مسلمانوں کا انتقال ہوا ہے ان سب کی مغفرت کر دی گئی ہے اور ان کی اس عزت اور تکریم کی وجہ سے مجھے بھی بخش دیا گیا ہے"۔ سبحان اللہ!

اوراد و وظائف سلسلہ شاذلیہ

سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے اجل شیوخ کرام سے بے شمار دعائیں، اوراد و وظائف، اذکار و ادعیہ منقول و منسوب ہیں جو مختلف ملکوں سے شائع ہونے والی عربی کتب میں تفصیل سے موجود ہیں اس وقت پانچ عربی کتب زیر نظر ہیں۔

- ☆ **المدرسہ الشاذلیہ**
- ☆ **اوراد الطریقہ الشاذلیہ**
- ☆ **درۃ الاسرار وتحفۃ الابرار**
- ☆ **مجموع اورادسیدی ابی الحسن الشاذلی** رضی اللہ عنہ
- ☆ **نور الابصار فی مناقب آل بیت المختار**

مذکورہ بالا کتب میں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا ابی العباس المرسی رضی اللہ عنہ اور سیدی زروق الفاسی رضی اللہ عنہ کے وظائف و اوراد شامل ہیں۔ صرف سیدنا ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے منقول و منسوب چند ایک اوراد و وظائف کا ترجمہ قارئین کرام کی نذر ہے۔

الورد العام

نماز فجر و مغرب کے بعد ان وظائف کا ورد کیا جائے

- ☆ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم — ایک بار
- ☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم — تین بار
- ☆ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عنداللہ ھو خیراً واعظم اجرا واستغفر اللہ ان اللہ غفور الرحیم (المزمل20) — ایک بار
- ☆ استغفر اللہ — 99بار
- ☆ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ — ایک بار
- ☆ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی، یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما — ایک بار

☆ اللھم صل علی سیدنا محمد عبدک و رسولک النبی الامی وعلی الہ وصحبہ وسلم 99بار

☆ اللھم صل علی سیدنا محمد عبدک و رسولک النبی الامی وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا بقدر عظمۃ ذاتک فی کل وقت و حین ایک بار

☆ فاعلم انہ لا الہ الا ھو ایک بار

☆ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر 99بار

☆ لا الہ الا اللہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ وعلی الہ وصحبہ وسلم ایک بار

☆ سورۃ الاخلاص مع بسم اللہ شریف تین بار

☆ سورۃ الفاتحہ ایک بار

اس کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، اپنے مرشد کریم اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کریں۔

﴿خیر و برکت وقضائے حاجات کیلئے وظائف﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ فلاں شخص سے کہو کہ وہ یہ پڑھا کرے، اور جو بھی کوئی یہ کلمات پڑھے گا اس پر رحمت بارش کی طرح سایہ کرے گی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَدَأَمِنْہُ الْحَمْدُ، وَاِلَیْہِ یَعُوْدُ کُلُّ شَیْءٍ کَذٰلِکَ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ شِرْکِیْ وَ کُفْرِیْ وَ تَقْصِیْرِیْ وَاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا وآخرت کے خوف و دہشت سے محفوظ ہو جائے تو سورۃ التکویر "اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ" کی تلاوت کیا کر۔

فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ ☆:-

☆:- تیرے قول وفعل میں اخلاص آجائے تو "**سورۃ القدر**" کی تلاوت کیا کر۔

☆:- کثرتِ رزق ہوجائے تو **سورۃ الفلق** کی تلاوت کیا کر۔

☆:- شر سے محفوظ ہوجائے تو **سورۃ الناس** کی تلاوت کیا کر۔

☆:- گناہ کم ہوتے جائیں تو **استغفار** کا وردا ختیار کر۔

☆:- خیروبرکت ورزق حاصل ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْمَلِکَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ھُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھا کر اور **سورۃ یسین شریف** اور **سورۃ الواقعہ** کی بھی تلاوت کیا کر۔

☆:- ''نظر'' سے محفوظ ہوجائے تو ''سورۃ القلم'' کی آیہ مبارکہ وَ اِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ'' O کی تلاوت کے بعد یَا قَوِیُّ یَا عَزِیْزُ ، یَا عَلِیْمُ یَا قَدِیْرُ ، یَا سَمِیْعُ یَا بَصِیْرُ پڑھا کر۔

☆:- تیرا دل مردہ نہ ہو تو ہر روز چالیس مرتبہ ''یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ '' پڑھا کر۔

☆:- کثرتِ خیروبرکت اور رزق کی زیادتی ہو تو **سورہ الم نشرح** اور **سورۃ الکفرون** کی تلاوت پر مداومت اختیار کر۔

﴿سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی دعائیں﴾

حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ دعاؤں کا ایک ضخیم مجموعہ ہمیں عربی کتب میں نظر آتا ہے۔صرف برکت حاصل کرنے کیلئے چند ایک دعائیں نقل کی جاتی ہیں۔

۱-دعائے مبارک المعروف بہ ''حزب البحر''

الشیخ محمد ابن ابی القاسم الحمیری المعروف بہ ''ابن الصباغ'' حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے احوال پر اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''درۃ الاسرار وتحفۃ الابرار'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے سرکار شاذلی کے فرزندِ دلبند ولی کامل حضرت شیخ شرف الدین رضی اللہ عنہ نے مصر کے شہر دمنہور میں 715 ہجری یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں اس سال حج کرنے کا حکم ہوا ہے پس ہمارے لئے مرکب (بحری جہاز/کشتی) تلاش کیا جائے۔ایک بوڑھے عیسائی کے جہاز کے علاوہ جب اور کوئی جہاز میسر نہ آیا تو بالآخر اسی جہاز میں

سوار ہو گئے۔ اس جہاز میں بوڑھے عیسائی کے علاوہ اس کے بیٹے اور کچھ حجاج بھی سوار تھے۔ جیسے ہی بادبان اٹھاتو قاہرہ سے نکلتے ہی مخالف ہوا چلنے لگی اور ہم ایک ہفتہ تک جبل قاہرہ کے قریب ہی ٹھہرے رہے اسی جہاز میں جو دوسرے لوگ اور حجاج کرام سوار تھے انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ

''**کیف یقول الشیخ امرت بالحج فی ھذا العام والوقت قد فات**''

کس طرح یہ شیخ فرماتے ہیں کہ مجھ کو (غیب سے) اس سال حج کرنے کا حکم ملا ہے۔ جبکہ حج کا وقت بالکل قریب آ گیا ہے حضرت شیخ دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے بیدار ہونے کے بعد دعائے مذکورہ (**حزب البحر**) پڑھنی شروع کر دی۔ جہاز کے ذمہ دار شخص جس کا نام ''مسمار'' تھا بلا کر ارشاد فرمایا اے مسمار! اب بادبان اٹھا دو جس پر اس نے جواب دیا کہ اگر ہم نے بادبان اٹھا دیا تو یہ شدید اور مخالف ہوا اسی وقت ہمیں واپس قاہرہ پہنچا دے گی سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بھروسے پر بادبان اٹھا دے، حضرت شیخ کے حکم پر جہاز کے کپتان نے جیسے ہی بادبان اٹھایا تو فوراً موافق ہوائیں چلنی شروع ہوئیں اور جہاز خیریت سے اپنی منزل مقصد پر پہنچ گیا۔ حضرت شیخ کی اس کرامت پر اس بوڑھے عیسائی کے بیٹے جو جہاز چلا رہے تھے مسلمان ہو گئے جس پر ان کا باپ روتا تھا اور کہتا تھا ''**خسرت اولادی فی ھذہ السفرۃ**'' کہ میں اس سفر میں اپنی اولاد سے محروم ہو گیا۔ جس پر حضرت شاذلی رضی اللہ عنہ اس بوڑھے سے فرماتے تھے کہ نہیں تجھے تو بہت فائدہ ہو گیا ہے۔ رات کو بوڑھے عیسائی نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور حضرت شیخ ایک کثیر جماعت، جس میں اس کے بیٹے بھی شامل ہیں کہ ہمراہ جنت میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس بوڑھے نے چاہا کہ وہ بھی ان کے پیچھے جنت میں داخل ہو لیکن اسے سختی سے منع کر دیا گیا۔ صبح بیدار ہونے پر اس بوڑھے عیسائی نے حضرت شیخ سے اپنا خواب بیان کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابو العزائم ماضی فرماتے ہیں کہ پھر اس بوڑھے کا شمار اولیائے کاملین میں ہونے لگا اور لوگ اس کی صحبت کے طالب رہنے لگے۔

''**حزب البحر**'' کی اس دعائے مبارکہ پر جب چند ظاہر بین فقراء نے اعتراض کیا تو سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وَاللّٰهِ مَاقُلْتُهُ اِلَّاعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَقَّنَنَهُ فِيْهِ

تَلقِینًا" کہ خدا کی قسم اس کا ایک ایک لفظ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے حاصل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "**احتفظ بہ فیه اسم الله الاعظم وما قُرِیٔ فی مکان الا وکان فیه امن**" کہ اس دعا کو یاد کرلو کیونکہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اسم مبارک ہے اور جس جگہ بھی یہ پڑھی جائے گی وہاں امن وسلامتی ہو جائے گی۔ قارئین کرام اس دعا کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے وصال سے چند لمحے بھی اس دعا کو پڑھنے اور اپنی اولاد کو بھی حفظ کرانے کی وصیت فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ یَاعَلِیُّ یَاعَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ اَنْتَ رَبِّیْ وَعِلْمُکَ حَسْبِیْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ، نَسْئَلُکَ الْعِصْمَةَ فِی الْحَرَکَاتِ وَالسَّکَنَاتِ وَالْکَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الشُّکُوْکِ وَالظُّنُوْنِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ مُطَالَعَةِ الْغُیُوْبِ، فَقَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا، وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ " مَاوَعَدَنَااللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا، فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا، وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ کَمَا سَخَّرْتَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ وَسَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی علیہ السلام، وَسَخَّرْتَ النَّارَ لِاِبْرَاهِیْمَ علیہ السلام، وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِیْدَ لِدَاوٗدَ علیہ السلام وَسَخَّرْتَ الرِّیْحَ وَالشَّیَاطِیْنَ وَالْاِنْسَ وَالْجِنَّ لِسُلَیْمَانَ علیہ السلام وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَکَ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ، وَالْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنْیَا وَبَحْرَ الْاٰخِرَةِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ شَیْءٍ یَامَنْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ کٓهٰیٰعٓصٓ (تین بار پڑھیں)، اُنْصُرْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ، وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ

الْغَافِرِيْنَ، وَارْزُقْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ، وَارْحَمْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ، وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ، وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ لُطْفِكَ وَرَحْمَتِكَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ".

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ أُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَأَبْدَانِنَا، وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا، وَكُنْ لَنَا صَاحِبًا فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِي أَهْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ أَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيَ إِلَيْنَا وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰى أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنّٰى يُبْصِرُوْنَ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَا هُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ، إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ، عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ، لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ، لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ، إِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ، وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ. شَاهَتِ الْوُجُوْهُ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا، طٰهٰ، طٰسٓمٓ، طٰسٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ، مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ" لَّا يَبْغِيَانِ، حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنِيْ بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنِيْ بِعَذَابِكَ وَعَافِنِيْ قَبْلَ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِسُوْءِ عَمَلِيْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ مَنْ لَا يَرْحَمُنِيْ وَكُفَّ أَيْدِي الظَّالِمِيْنَ عَنِّيْ، يَاحَفِيْظُ احْفَظْنِيْ وَيَسِّرْ أُمُوْرِيْ وَحَصِّلْ

مُرَادِيْ حٰمٓ الْاَمْرُ وَجَاءَ النَّصْرُفَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ حٰمٓ ،تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ،شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ،بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا ،تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا ،يٰسٓ سَقْفُنَا كٓهٰيٰعٓصٓ كِفَايَتُنَا ، حٰمٓعٓسٓقٓ حِمَايَتُنَا ،قٓ، وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وِقَايَتُنَا ، فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ، سِتْرُالْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ" عَلَيْنَا ،وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ" اِلَيْنَا ،بِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدَرُ عَلَيْنَا،وَاللّٰهُ مِنْ وَرَائِهِم مُحِيْطٌ" ، بَلْ هُوَ قُرْاٰن" مَجِيْد" فِيْ لَوْحٍ مَحْفُوْظٍ بَلْ هُوَ قُرْاٰن" مَجِيْد" فِيْ لَوْحٍ مَحْفُوْظٍ بَلْ هُوَ قُرْاٰن" مَجِيْد" فِيْ لَوْحٍ مَحْفُوْظٍ ، فَاللّٰهُ خَيْر" حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَاللّٰهُ خَيْر" حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَاللّٰهُ خَيْر" حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اِنَّ وَلِيِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّی الصَّالِحِيْنَ ،اِنَّ وَلِيِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّی الصَّالِحِيْنَ ،اِنَّ وَلِيِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّی الصَّالِحِيْنَ ، حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ ، حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ ، حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ،بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ،بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ ،وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ

۲- الحزب الکبیر المشهور بحزب "واذا جاءک"

اس حزب مبارکہ کے متعلق حضور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے

"ما کتب منہ حرفاً الا باذن من اللہ و رسولہ ولہ سر عظیم فی کل شیء، لا یعلمہ الا اللہ" کہ اس کا ایک ایک حرف خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لکھوایا گیا ہے۔ اور اس میں عجیب وغریب اسرار ورموز ہیں۔ جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

اسی طرح اس دعا کے بارے میں سیدنا ابوالحسن الشاذلی فرماتے ہیں کہ: **"من حفظہ فھو من اصحابی"** جس نے اس حزب یا دعا کو حفظ کرلیا تو اس کا شمار میرے اصحاب میں ہوگا۔

وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءً ۢا بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ O بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ O ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ O لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ O آلر O کھیعص . حٰمٓ عسق . رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ O طٰہٰ O مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی O اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی O تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی O اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی O لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی O وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی O اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اِنِّیْ بِالْجَھَالَۃِ مَعْرُوْفٌ وَاَنْتَ بِالْعِلْمِ مَوْصُوْفٌ وَقَدْ وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ مِّنْ جَھَالَتِیْ بِعِلْمِکَ فَسِعْ ذٰلِکَ بِرَحْمَتِکَ کَمَا وَسِعْتَہٗ بِعِلْمِکَ وَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یَا اَللّٰہُ یَا مَالِکُ یَا وَھَّابُ ھَبْ لَنَا

مِنْ نُعْمَاکَ مَا عَلِمْتَ لَنَا فِيْهِ رِضَاکَ وَاکْسُنَا کِسْوَةً تَقِيًّا بِهَا مِنَ الْفِتَنِ فِيْ جَمِيْعِ عَطَايَاکَ وَقَدِّسْنَا بِهَا عَنْ کُلِّ وَصْفٍ يُوْجِبُ نَقْصًا مِمَّا اسْتَاثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ☆ يَا اَللّٰهُ، يَا عَلِيُّ، يَا عَظِيْمُ، يَا کَبِيْرُ، نَسْأَلُکَ الْفَقْرَ مِمَّا سِوَاکَ وَالْغِنٰى بِکَ حَتّٰى لَا نَشْهَدَ اِلَّا اِيَّاکَ وَالْطُفْ بِنَا فِيْهِمَا لُطْفًا عَلِمْتَهٗ يَصْلَحُ لِمَنْ وَالَاکَ ☆ وَاکْسُنَا جَلَابِيْبَ الْعِصْمَةِ فِي الْاَنْفَاسِ وَاللَّحَظَاتِ، وَاجْعَلْنَا عَبِيْدًا لَکَ فِيْ جَمِيْعِ الْحَالَاتِ، وَ عَلِّمْنَا مِنْ لَّدُنْکَ عِلْمًا نَصِيْرُ بِهٖ کَامِلِيْنَ فِي الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَمِيْدُ الرَّبُّ الْمَجِيْدُ الْفَعَّالُ لِمَا تُرِيْدُ، تَعْلَمُ فَرْحَنَا بِمَا ذَا وَلِمَاذَا وَ عَلٰى مَاذَا وَ تَعْلَمُ حُزْنَنَا کَذٰلِکَ وَقَدْ اَوْجَبْتَ کَوْنَ مَا اَرَدْتَهٗ فِيْنَا وَمِنَّا وَلَا نَسْأَلُکَ دَفْعَ مَا تُرِيْدُ وَلٰکِنْ نَسْأَلُکَ التَّاْيِيْدَ بِرُوْحٍ مِنْ عِنْدِکَ فِيْمَا تُرِيْدُ کَمَا اَيَّدْتَ اَنْبِيَاءَکَ وَرُسُلَکَ وَ خَاصَّةَ الصِّدِّيْقِيْنَ مِنْ خَلْقِکَ اِنَّکَ عَلٰى کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَيْنَ عِبَادِکَ فَهَنِيْئًا لِمَنْ عَرَفَکَ فَرَضِيَ بِقَضَائِکَ وَالْوَيْلُ لِمَنْ لَمْ يَعْرِفْکَ، بَلِ الْوَيْلُ ثُمَّ الْوَيْلُ لِمَنْ اَقَرَّ بِوَحْدَانِيَّتِکَ وَلَمْ يَرْضَ بِاَحْکَامِکَ

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ قَدْ حَکَمْتَ عَلَيْهِمْ بِالذُّلِّ حَتّٰى عَزُّوْا، وَحَکَمْتَ عَلَيْهِمْ بِالْفَقْدِ حَتّٰى وَجَدُوْا، فَکُلُّ عِزٍّ يَمْنَعُ دُوْنَکَ فَنَسْأَلُکَ بَدَلَهٗ ذُلًّا تَصْحَبُهٗ لَطَائِفُ رَحْمَتِکَ وَکُلُّ وَجْدٍ يَحْجُبُ عَنْکَ فَنَسْأَلُکَ عِوَضَهٗ فَقْدًا تَصْحَبُهٗ اَنْوَارُ مَحَبَّتِکَ فَاِنَّهٗ قَدْ ظَهَرَتِ السَّعَادَةُ عَلٰى مَنْ اَحْبَبْتَهٗ، وَ ظَهَرَتِ الشَّقَاوَةُ عَلٰى مَنْ غَيْرُکَ مَلَکَهٗ فَهَبْ لَنَا مِنْ مَوَاهِبِ السُّعَدَاءِ، وَاعْصِمْنَا مِنْ مَوَارِدِ الْاَشْقِيَاءِ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا قَدْ عَجَزْنَا عَنْ دَفْعِ الضُّرِّ عَنْ اَنْفُسِنَا مِنْ حَيْثُ نَعْلَمُ بِمَا نَعْلَمُ فَکَيْفَ لَا نَعْجِزُ عَنْ ذٰلِکَ مِنْ حَيْثُ لَا نَعْلَمُ بِمَا لَا نَعْلَمُ، وَقَدْ اَمَرْتَنَا وَنَهَيْتَنَا وَالْمَدْحَ وَالذَّمَّ اَلْزَمْتَنَا فَاَخُو الصَّلَاحِ مَنْ اَصْلَحْتَهٗ، وَاَخُو الْفَسَادِ مَنْ اَضْلَلْتَهٗ،

وَالسَّعِيْدُ حَقًّا مَنْ اَغْنَيْتَه' عَنِ السُّوَالِ مِنْکَ، وَالشَّقِيُّ حَقًّا مَنْ حَرَمْتَه' مَعَ كَثْرَةِ السُّوَالِ لَکَ، فَاَغْنِنَا بِفَضْلِکَ عَنْ سُوَالِنَا مِنْکَ، وَلَا تَحْرِمْنَا مِنْ رَحْمَتِکَ مَعَ كَثْرَةِ سُوَالِنَا لَکَ، وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" ☆ يَا شَدِيْدَ الْبَطْشِ يَا جَبَّارُ يَا قَهَّارُ يَا حَكِيْمُ، نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقْتَ، وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ ظُلْمَةِ مَا اَبْدَعْتَ، وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ كَيْدِ النُّفُوْسِ فِيْمَا قَدَّرْتَ وَاَرَدْتَ، وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ الْحُسَّادِ عَلٰى مَا اَنْعَمْتَ، نَسْاَلُکَ عِزَّ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ كَمَا سَاَلَكَه' نَبِيُّکَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ عِزَّ الدُّنْيَا بِالْاِيْمَانِ وَالْمَعْرِفَةِ وَعِزَّ الْاٰخِرَةِ بِاللِّقَاءِ وَالْمُشَاهَدَةِ، اِنَّکَ سَمِيْعٌ" قَرِيْبٌ" مُجِيْبٌ".

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُقَدِّمُ اِلَيْکَ بَيْنَ يَدَيْ كُلِّ نَفَسٍ وَلَمْحَةٍ وَلَحْظَةٍ وَ طَرْفَةٍ يَطْرِفُ بِهَا اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ وَ كُلِّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ عِلْمِکَ كَائِنٌ" اَوْ قَدْ كَانَ اُقَدِّمُ اِلَيْکَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِکَ كُلِّه' ، اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُه' سِنَةٌ" وَّلَا نَوْمٌ" لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَه' اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُه' حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ☆ اَقْسَمْتُ عَلَيْکَ بِبَسْطِ يَدَيْکَ وَكَرَمِ وَجْهِکَ وَنُوْرِ عَيْنَيْکَ وَ كَمَالِ اَعْيُنِکَ اَنْ تُعْطِيَنَا خَيْرَ مَا نَفَذَتْ بِهٖ مَشِيْئَتُکَ وَتَعَلَّقَتْ بِهٖ قُدْرَتُکَ وَاَحَاطَ بِهٖ عِلْمُکَ، وَاكْفِنَا شَرَّ مَا هُوَ ضِدٌّ لِّذٰلِکَ، وَاَكْمِلْ دِيْنَنَا وَاَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعْمَتَکَ، وَهَبْ لَنَا حِكْمَةَ الْحِكْمَةِ الْبَالِغَةِ مَعَ الْحَيَاةِ الطَّيِّبَةِ وَالْمَوْتَةِ الْحَسَنَةِ، وَتَوَلَّ قَبْضَ اَرْوَاحِنَا بِيَدِکَ، وَحُلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ غَيْرِکَ فِي الْبَرْزَخِ وَمَا قَبْلَهٗ وَمَا بَعْدَهٗ بِسُوْرِ ذَاتِکَ وَعَظِيْمِ قُدْرَتِکَ وَجَمِيْلِ فَضْلِکَ اِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" ☆ يَا اَللّٰهُ ، يَا عَلِيُّ، يَا عَظِيْمُ، يَا حَلِيْمُ، يَا عَلِيْمُ، يَا حَكِيْمُ، يَا كَرِيْمُ، يَا سَمِيْعُ، يَا قَرِيْبُ، يَا مُجِيْبُ، يَا وُدُوْدُ، حُلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَالنِّسَاءِ وَالْغَفْلَةِ وَالشَّهْوَةِ وَالظُّلْمِ لِلْعِبَادِ وَسُوْءِ الْخُلُقِ، وَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاقْضِ عَنَّا تَبِعَاتِنَا وَاكْشِفْ

عَنَّا السُّوْءَ وَنَجِّنَا مِنَ الْغَمِّ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْهُ مَخْرَجًا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر" ☆ یَا اَللّٰهُ، یَا اَللّٰهُ، یَا لَطِیْفُ، یَا رَزَّاقُ، یَا قَوِیُّ، یَا عَزِیْزُ، لَکَ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ تَشَاءُ وَتَقْدِرُ، فَابْسُطْ لَنَا مِنَ الرِّزْقِ مَا تُوَصِّلُنَا بِهٖ اِلٰی رَحْمَتِکَ وَمِنْ رَحْمَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ نِقْمِکَ، وَمِنْ حِلْمِکَ مَا یَسَعُنَا بِهٖ عَفْوُکَ، وَاخْتِمْ لَنَا بِالسَّعَادَةِ الَّتِیْ خَتَمْتَ بِهَا لِاَوْلِیَائِکَ وَاجْعَلْ خَیْرَ اَیَّامِنَا وَاَسْعَدَهَا یَوْمَ لِقَائِکَ وَزَحْزِحْنَا فِی الدُّنْیَا عَنْ نَارِ الشَّهْوَةِ، وَاَدْخِلْنَا بِفَضْلِکَ فِیْ مَیَادِیْنِ الرَّحْمَةِ وَاکْسُنَا مِنْ نُوْرِکَ جَلَابِیْبَ الْعِصْمَةِ وَاجْعَلْ لَنَا ظَهِیْرًا مِنْ عُقُوْلِنَا وَمُهَیْمِنًا مِنْ اَرْوَاحِنَا وَمُسَخِّرًا مِنْ اَنْفُسِنَا، کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا، وَهَبْ لَنَا مُشَاهَدَةً تَصْحَبُهَا مُکَالَمَةٌ وَافْتَحْ اَسْمَاعَنَا وَاَبْصَارَنَا، وَاذْکُرْنَا اِذَا غَفَلْنَا عَنْکَ بِاَحْسَنَ مِمَّا تَذْکُرُنَا بِهٖ اِذَا ذَکَرْنَاکَ، وَارْحَمْنَا اِذَا عَصَیْنَاکَ بِاَتَمِّ مِمَّا تَرْحَمُنَا بِهٖ اِذَا اَطَعْنَاکَ، وَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ، وَالْطُفْ بِنَا لُطْفًا یَحْجُبُنَا عَنْ غَیْرِکَ وَلَا یَحْجُبُنَا عَنْکَ فَاِنَّکَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم" ☆

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ لِسَانًا رَطْبًا بِذِکْرِکَ وَقَلْبًا مُنَعَّمًا بِشُکْرِکَ وَبَدَنًا هَیِّنًا لَیِّنًا بِطَاعَتِکَ وَاَعْطِنَا مَعَ ذٰلِکَ مَالَا عَیْنٌ" رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ" سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ، کَمَا اَخْبَرَ بِهٖ رَسُوْلُکَ ﷺ حَسْبَ مَا عَلَّمْتَهٗ بِعِلْمِکَ وَاَغْنِنَا بِلَا سَبَبٍ، وَاجْعَلْنَا سَبَبَ الْغِنٰی لِاَوْلِیَائِکَ وَبَرْزَخًا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ اَعْدَائِکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر".

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا، وَنَسْاَلُکَ قَلْبًا خَاشِعًا، وَنَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَنَسْاَلُکَ یَقِیْنًا صَادِقًا، وَنَسْاَلُکَ دِیْنًا قَیِّمًا، وَنَسْاَلُکَ الْعَافِیَةَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّةٍ، وَنَسْاَلُکَ تَمَامَ الْعَافِیَةِ، وَنَسْاَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَةِ، وَنَسْاَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ التَّوْبَةَ الْکَامِلَةَ، وَالْمَغْفِرَةَ الشَّامِلَةَ، وَالْمَحَبَّةَ الْجَامِعَةَ، وَالْخُلَّةَ الصَّافِیَةَ، وَالْمَعْرِفَةَ الْوَاسِعَةَ، وَالْاَنْوَارَ السَّاطِعَةَ، وَالشَّفَاعَةَ

الْقَائِمَةِ، وَالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ، وَالدَّرَجَةِ الْعَالِيَةِ، وَفُكَّ وَثَاقَنَا مِنَ الْمَعْصِيَةِ وَرِهَانَنَا مِنَ النِّقْمَةِ بِمَوَاهِبِ الْمِنَّةِ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ التَّوْبَةَ وَدَوَامَهَا، وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ وَأَسْبَابِهَا، وَذَكِّرْنَا بِالْخَوْفِ مِنْكَ قَبْلَ هُجُومِ خَطَرَاتِهَا، وَاحْمِلْنَا عَلَى النَّجَاةِ مِنْهَا وَمِنَ التَّفَكُّرِ فِي طَرَائِقِهَا، وَامْحُ مِنْ قُلُوبِنَا حَلَاوَةَ مَا اجْتَنَيْنَاهُ مِنْهَا، وَاسْتَبْدِلْهَا لَنَا بِالْكَرَاهِيَةِ لَهَا وَالطَّعْمِ لِمَا هُوَ بِضِدِّهَا، وَأَفِضْ عَلَيْنَا مِنْ بَحْرِ كَرَمِكَ وَجُودِكَ وَعَفْوِكَ حَتّٰى نَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى السَّلَامَةِ مِنْ وَبَالِهَا، وَاجْعَلْنَا عِنْدَ الْمَوْتِ نَاطِقِيْنَ بِالشَّهَادَةِ عَالِمِيْنَ بِهَا، وَارْأَفْ بِنَا رَأْفَةَ الْحَبِيْبِ بِحَبِيْبِهِ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَنُزُوْلِهَا، وَأَرِحْنَا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا وَغُمُوْمِهَا بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ إِلَى الْجَنَّةِ وَنَعِيْمِهَا.

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ تَوْبَةً سَابِقَةً مِنْكَ إِلَيْنَا لِتَكُوْنَ تَوْبَتُنَا تَابِعَةً إِلَيْكَ مِنَّا، وَهَبْ لَنَا التَّلَقِّيَ مِنْكَ كَتَلَقِّي آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْكَ الْكَلِمَاتِ لِيَكُوْنَ قُدْوَةً لِوُلْدِهِ فِي التَّوْبَةِ وَالْأَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ، وَبَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْعِنَادِ وَالْإِصْرَارِ وَالتَّشَبُّهِ بِإِبْلِيْسَ رَأْسِ الْغُوَاةِ، وَاجْعَلْ سَيِّئَاتِنَا سَيِّئَاتِ مَنْ أَحْبَبْتَ، وَلَا تَجْعَلْ حَسَنَاتِنَا حَسَنَاتِ مَنْ أَبْغَضْتَ، فَالْإِحْسَانُ لَا يَنْفَعُ مَعَ الْبُغْضِ مِنْكَ وَالْإِسَاءَةُ لَا تَضُرُّ مَعَ الْحُبِّ مِنْكَ، وَقَدْ أَبْهَمْتَ الْأَمْرَ عَلَيْنَا لِنَرْجُوَ وَنَخَافَ، فَآمِنْ خَوْفَنَا، وَلَا تُخَيِّبْ رَجَاءَنَا وَأَعْطِنَا سُؤْلَنَا فَقَدْ أَعْطَيْتَنَا الْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَسْأَلَكَهُ وَكَتَبْتَ وَحَبَّبْتَ وَزَيَّنْتَ وَكَرَّهْتَ وَأَطْلَقْتَ الْأَلْسُنَ بِمَا بِهِ تَرْجَمْتَ، فَنِعْمَ الرَّبُّ أَنْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَنْعَمْتَ، فَاغْفِرْ لَنَا وَلَا تُعَاقِبْنَا بِالسَّلْبِ بَعْدَ الْعَطَاءِ وَلَا بِكُفْرَانِ النِّعَمِ وَحِرْمَانِ الرِّضَا.

اَللّٰهُمَّ رَضِّنَا بِقَضَائِكَ وَصَبِّرْنَا عَلٰى طَاعَتِكَ وَعَنْ مَعْصِيَتِكَ، وَعَنِ الشَّهَوَاتِ الْمُوْجِبَاتِ لِلنَّقْصِ أَوِ الْبُعْدِ عَنْكَ، وَهَبْ لَنَا حَقِيْقَةَ الْإِيْمَانِ بِكَ حَتّٰى لَا نَخَافَ غَيْرَكَ، وَلَا نَرْجُوَ غَيْرَكَ، وَلَا نُحِبَّ غَيْرَكَ، وَلَا نَعْبُدَ شَيْئًا سِوَاكَ وَأَوْزِعْنَا شُكْرَ نَعْمَائِكَ، وَغَطِّنَا بِرِدَاءِ عَافِيَتِكَ، وَانْصُرْنَا بِالْيَقِيْنِ وَالتَّوَكُّلِ

عَلَيْكَ، وَاسْفِرْ وُجُوهَنَا بِنُورِ صِفَاتِكَ، وَاضْحِكْنَا وَبَشِّرْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ
اَوْلِيَائِكَ، وَاجْعَلْ يَدَكَ مَبْسُوطَةً عَلَيْنَا وَعَلَى اَهْلِنَا وَاَوْلَادِنَا وَمَنْ مَعَنَا
بِرَحْمَتِكَ، وَلَا تَكِلْنَا اِلَى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ يَانِعْمَ الْمُجِيبُ،
يَامَنْ هُوَهُوَ هُوَ فِي عُلُوِّهِ قَرِيبٌ، يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَامُحِيطًا بِاللَّيَالِيْ
وَالْاَيَّامِ، اَشْكُوْ اِلَيْكَ مِنْ غَمِّ الْحِجَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ وَشِدَّةِ الْعَذَابِ، وَاِنَّ
ذٰلِكَ لَوَاقِعٌ مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ اِنْ لَمْ تَرْحَمْنِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ
مِنَ الظَّالِمِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ وَلَقَدْ شَكَى اِلَيْكَ يَعْقُوْبُ فَخَلَّصْتَهُ مِنْ
حُزْنِهِ، وَرَدَدْتَ عَلَيْهِ مَا ذَهَبَ مِنْ بَصَرِهِ، وَجَمَعْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ وَلَدِهِ، وَلَقَدْ نَادَاكَ
نُوْحٌ مِنْ قَبْلُ فَنَجَّيْتَهُ مِنْ كَرْبِهِ، وَلَقَدْ نَادَكَ اَيُّوْبُ مِنْ بَعْدِ فَكَشَفْتَ مَابِهِ مِنْ
ضُرِّهِ، وَلَقَدْ نَادَاكَ يُوْنُسُ فَنَجَّيْتَهُ مِنْ غَمِّهِ، وَلَقَدْنَادَاكَ زَكَرِيَّا فَوَهَبْتَ لَهُ
وَلَدًا مِنْ صُلْبِهِ بَعْدَ اِيَاسِ اَهْلِهِ وَكِبَرِ سِنِّهِ، وَلَقَدْ عَلِمْتَ مَانَزَلَ بِاِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ
فَاَنْقَذْتَهُ مِنْ نَارِ عَدُوِّهِ، وَاَنْجَيْتَ لُوْطًا وَاَهْلَهُ مِنَ الْعَذَابِ النَّازِلِ بِقَوْمِهِ، فَهَا
اَنَاذَاعَبْدُكَ اِنْ تُعَذِّبْنِيْ بِجَمِيْعِ مَاعَلِمْتَ مِنْ عَذَابِكَ فَاَنَا حَقِيْقٌ بِهِ، وَاِنْ
تَرْحَمْنِيْ كَمَا رَحِمْتَهُمْ مَعَ عَظِيْمِ اِجْرَامِيْ، فَاَنْتَ اَوْلٰى بِذٰلِكَ وَاَحَقُّ مَنْ اَكْرَمَ
بِهِ، فَلَيْسَ كَرَمُكَ مَخْصُوْصًا بِمَنْ اَطَاعَكَ وَاَقْبَلَ عَلَيْكَ بَلْ هُوَ مَبْذُوْلٌ
بِالسَّبْقِ لِمَنْ شِئْتَ مِنْ خَلْقِكَ وَاِنْ عَصَاكَ وَاَعْرَضَ عَنْكَ وَلَيْسَ مِنَ الْكَرَمِ
اَنْ لَا تُحْسِنَ اِلَّا لِمَنْ اَحْسَنَ اِلَيْكَ وَاَنْتَ الْمُفْضَالُ الْغَنِيُّ، بَلْ مِنَ الْكَرَمِ اَنْ
تُحْسِنَ اِلٰى مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ وَاَنْتَ الرَّحِيْمُ الْعَلِيُّ، كَيْفَ وَقَدْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُحْسِنَ اِلٰى
مَنْ اَسَاءَ اِلَيْنَا فَاَنْتَ اَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنَّا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الْخَاسِرِيْنَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ يَا
اَللّٰهُ، يَا اَللّٰهُ، يَا اَللّٰهُ، يَارَحْمٰنُ، يَارَحْمٰنُ، يَارَحْمٰنُ، يَاقَيُّوْمُ، يَاقَيُّوْمُ، يَاقَيُّوْمُ، يَامَنْ هُوَ

هُوَ هُوَ ،يَاهُوَ إِنْ لَمْ تَكُنْ لِرَحْمَتِكَ اَهْلًا اَنْ تَنَالَهَا فَرَحْمَتُكَ اَهْلٌ ' اَنْ تَنَالَنَا، يَارَبَّاه' يَارَبَّاه' يَارَبَّاه' يَامَوْلَاهُ،يَامَوْلَاهُ،يَامَوْلَاهُ، يَامُغِيثَ مَنْ عَصَاه' يَامُغِيثَ مَنْ عَصَاه' يَامُغِيثَ مَنْ عَصَاه' اَغِثْنَا اَغِثْنَا اَغِثْنَا يَارَبُّ يَاكَرِيْمُ،وَارْحَمْنَا يَابَرُّيَارَحِيْمُ،يَامَنْ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَؤُدُه' حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ . اَسْأَلُكَ الْاِيْمَانَ بِحِفْظِكَ اِيْمَانًا يَسْكُنُ بِه قَلْبِيْ مِنْ هَمِّ الرِّزْقِ وَخَوْفِ الْخَلْقِ وَاقْرُبْ مِنِّيْ بِقُدْرَتِكَ قُرْبًا تَمْحَقُ بِه عَنِّيْ كُلَّ حِجَابٍ مَحَقْتَه' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ ،فَلَمْ يَحْتَجْ لِجِبْرِيْلَ رَسُوْلِكَ وَلَا لِسُؤَالِه مِنْكَ، وَحَجَبْتَه' بِذٰلِكَ عَنْ نَارِ عَدُوِّه،فَكَيْفَ لَا يُحْجَبُ عَنْ مَضَرَّةِ الْاَعْدَاءِ مَنْ غَيَّبْتَه' عَنْ مَنْفَعَةِ الْاَحِبَّاءِ كَلَّا اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اَنْ تُغَيِّبَنِيْ بِقُرْبِكَ مِنِّيْ حَتّٰى لَا اَرٰى وَلَا اُحِسَّ بِقُرْبِ شَيْءٍ وَلَا بِبُعْدِه عَنِّيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ '. اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَا كُمْ عَبَثًا وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ،فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ،وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَه' بِه فَاِنَّمَا حِسَابُه' عِنْدَ رَبِّه اِنَّه' لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ،وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ . هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْه' مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَه' يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ،يَا اَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ،وَارْحَمْ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا وَاٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ،وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَرَحِمْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ،اِنَّكَ حَمِيْدٌ ' مَّجِيْدٌ '.

اَللّٰهُمَّ وَارْضَ عَنْ سَادَاتِنَا اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَاُمِّهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَنِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ وَعَنْ اَزْوَاجِ نَبِيِّكَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَعَنِ التَّابِعِيْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ،وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

﴿خواص آیۃ شریف "حسبنا اللہ و نعم الوکیل"﴾

قطب زمان سیدنا ابوالحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی مشکل پیش آئے تو وہ شخص اس آیہ کریمہ "**حسبنا اللہ و نعم الوکیل**" کی تلاوت کیا کرے۔

جو شخص بھی اس آیہ کریمہ "**حسبنا اللہ و نعم الوکیل**" کو اس کے اعداد کے مطابق 450 مرتبہ تلاوت کرکے 6 مرتبہ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ پڑھے اور ساتویں مرتبہ وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ پڑھا کرے تو وہ شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی مکمل حفاظت میں رہے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے تمام کاموں میں وکیل اور کفیل ہوکر اسے تمام مخلوق کے شر سے محفوظ فرمادیں گے۔

عارفین باللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیہ شریفہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا "اسم اعظم" ہے جو شخص بھی کثرت سے اس آیہ کریمہ شریفہ کا ورد کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے باطن کو معرفت کے نور سے بھردے گا اور اس کے ظاہر کو اپنی مہربانیوں سے نوازے گا۔

﴿درود تاج شریف﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَرْفُوْعٌ مَشْفُوْعٌ مَنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ يَا اَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

باب سوم

سلسلہ عالیہ شاذلیہ
و
مختصر تعارف

فضیلۃ الشیخ حضرت
غلام رضا العلوی القادری الشاذلی
مدظلہ العالی
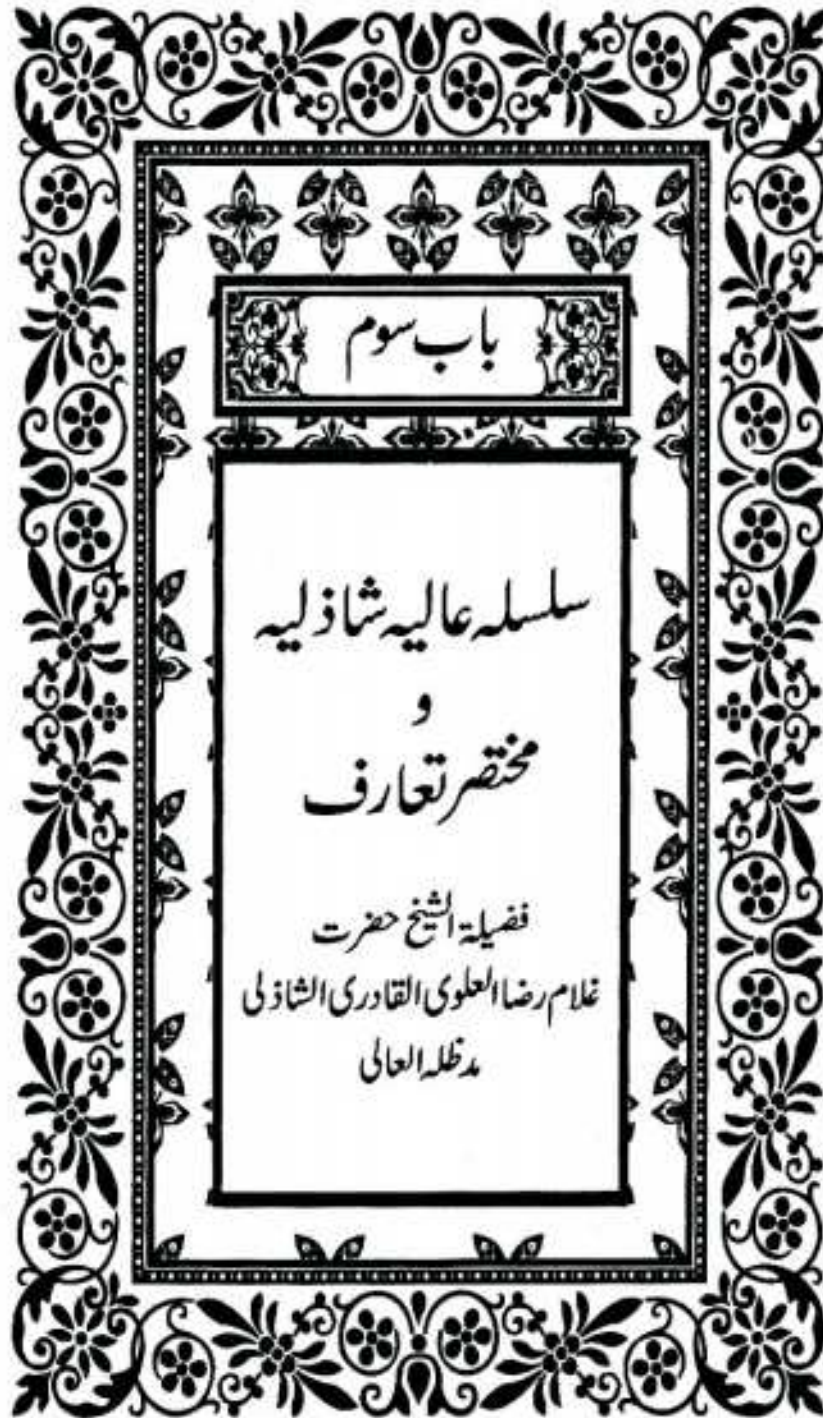
﴾سلسلہ عالیہ شاذلیہ اور اس کے بانی﴿

معروف و مشہور سلاسلِ طریقت کی طرح سلسلہ شاذلیہ بھی ایک سلسلہ طریقت ہے۔ جس کی ابتداء تو بہت پہلے ہوئی اور جس میں انتہائی اہم شیوخ بھی ہوگزرے ہیں جن میں سرِفہرست سیدی عبدالسلام بن مشیش، سیدی محمد بن حرازم، سیدی عبدالرحمٰن الزیات المدنی، سیدی ابو مدین شعیب، سیدی تقی الدین الفقیر، سیدی نورالدین ابوالحسن علی، سیدی احمد المروانی، سیدی ابو محمد جابر رضی اللہ عنہ اور ان کے مرشدِ کریم سیدنا حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن یہ سلسلہ عالیہ زیادہ مشہور و معروف قطبِ زماں سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ بالفاظِ دیگر آپ رضی اللہ عنہ ہی اس سلسلہ عالیہ کے بانی بھی کہلاتے ہیں۔

یہ سلسلہ عالیہ چونکہ زیادہ تر شمالی افریقہ اور بعد میں عرب ممالک بالخصوص حرمین شریفین میں فروغ پایا۔ اس لئے براعظم ایشیا خصوصاً برصغیر پاک و ہند سے لے کر مشرق بعید، انڈونیشیا تک سلسلہ شاذلیہ سے منسلک افراد کی تعداد بہت کم ہے اور پاکستان میں شاذلی شیوخ اور شاذلی خانقاہوں کا وجود نظر نہیں آتا۔

﴾دنیا میں سلسلہ شاذلیہ کے فیوضات﴿

سلسلۂ عالیہ شاذلیہ کے فیوضات و برکات دنیا کے ہر کونے میں کسی نہ کسی صورت ضرور پہنچے۔ مثال کے طور پر **دلائل الخیرات شریف** جو دنیا کے کونے کونے میں پڑھی جاتی ہے، تمام معروف سلاسلِ طریقت کے اولیائے کرام اپنے مریدین کو اس مجموعۂ دُرود شریف کو باقاعدگی سے پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کی اہمیت، شہرت و قبولیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں ترکوں نے مدینہ منورہ میں ایسے افراد تعینات کر رکھے تھے کہ جن کے ذمہ یہ فریضہ تھا کہ وہ مسجد نبوی شریف میں **دلائل الخیرات شریف** کا وِرد کرتے رہیں۔ اسی طرح پاکستان میں بکثرت **دلائل الخیرات شریف** پڑھی جاتی ہے تو سوال یہ ہے کہ اس **دلائل الخیرات شریف** کے مصنف کون ہیں؟ یہ پڑھ کر آپ کو حیرانی ہوگی کہ دنیا کے کونے کونے میں پڑھی جانے والی **دلائل الخیرات شریف** کے مصنف ایک

شاذلی بزرگ ہیں جن کا اسمِ مبارک **حضرت محمد بن سلیمان الجزولی الشاذلی** رضی اللہ عنہ ہیں اور مراکش کے مشہور قبرستان ریاض الفردوس میں آپ کا مزار مبارک انوار و تجلیات سے مزین ہے۔

اب **قصیدہ بردہ شریف** کی طرف آتے ہیں کہ جو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا شرف قبولیت پا گیا کہ اب دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا مقام ہوگا کہ جہاں پر مسلمان بستے ہوں اور ان کی مساجد یا مدارس میں **قصیدہ بردہ شریف** نہ پڑھا جاتا ہو۔ اسی طرح پاکستان کی تقریباً تمام مساجد و مدارس میں صبح کے وقت اس کی نغمہ سرائی سے فضائیں معطر و معنبر ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ قصیدہ مبارکہ اپنی قبولیت اور بلند مقامی میں اس طرح بھی خوش نصیب ہے کہ اس کے اشعار مبارکہ مسجد نبوی شریف کے گنبدوں میں رقم ہوئے ہیں۔ یہ تو اکثر حضرات کو معلوم ہوگا کہ اس قصیدۂ عظیم کے خالق تو حضرت امام شرف الدین البوصیری رضی اللہ عنہ ہیں لیکن اس بات کا شاید علم نہ ہو کہ یہ بھی ایک **شاذلی بزرگ** ہیں اور سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے جانشین سیدنا ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے مرید خاص ہیں۔

اب دعائے "**حزب البحر**" کی طرف آتے ہیں جس کو تمام سلاسل کے شیوخ طریقت اپنے خاص خاص متوسلین کو ورد کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ دعائے مبارکہ کس کو عطا ہوئی؟ شاید کم ہی لوگ اس بات پر مطلع ہوں کہ یہ دعائے مبارکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے بانی قطب وقت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔

"**دُرود تاج شریف**" کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح سے ہے۔ ایصالِ ثواب کی کوئی محفل اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک اس میں دُرود تاج شریف نہ پڑھا جائے۔ گو کہ دُرود تاج شریف ایک طویل عرصہ سے پڑھا جا رہا ہے لیکن اس کو ایصالِ ثواب کے وقت پڑھنے کی اجازت کس نے طلب کی؟ تو وہ بانئ سلسلہ شاذلیہ حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ ہی ہیں کہ جنہوں نے دُرود تاج شریف کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر کے ایصالِ ثواب کے وقت ختم شریف میں پڑھنے کی اجازت طلب کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال مہربانی اور شفقت سے منظور فرمایا۔

اس مختصر سی بحث سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ گو ہمارے ان ممالک میں سلسلہ عالیہ شاذلیہ سے براہ راست منسلک افراد کی تعداد کم تو ضرور ہے لیکن اس سلسلہ کے اوراد و وظائف سے فیض یاب ہونے کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

﴿سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں سلسلہ قادریہ کے اثرات﴾

حضرت سیدنا ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ طریقت ایک طرف سے سیدنا عبدالسلام بن مشیش، سیدنا عبدالرحمٰن الزیات، سیدنا ابومحمد سعید رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو دوسری طرف سے سیدنا محمد بن علی حرزم، سیدنا صالح رضی اللہ عنہ اور پھر غوث وقت سیدی ابو مدین شعیب رضی اللہ عنہ سے بانی سلسلہ قادریہ سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ تک اور ان سے ہوتا ہوا سیدنا الحسن البصری رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس لئے سلسلۂ عالیہ شاذلیہ پر بھی سرتاج قادریہ، قطب الاقطاب، غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے براہ راست خصوصی فیوض و برکات شامل اور جاری و ساری ہیں۔ اسی وجہ سے **شاذلی** حضرات **قادری شاذلی** کہلاتے ہیں۔

﴿پاکستان میں سلسلۂ شاذلیہ کے شیخ﴾

بحمد اللہ! اس بندۂ ناچیز نے مقامات مقدسہ پر حاضری کیلئے بلاد اسلامیہ و بلاد افریقہ کے علاوہ اپنے ملک کے طول و عرض میں متعدد بار سفر کیا لیکن پاکستان میں کسی شاذلی بزرگ سے اس ناچیز کی پہلی ملاقات راولپنڈی شہر کی ایک تاریخی و روحانی عبادت گاہ "**مسجد متکال شریف**" چن بازار، محلہ شاہ چن چراغ میں بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ یہ وہ تاریخی و روحانی مسجد ہے کہ جس میں بے شمار اکابر اولیائے کرام کی آمد و عبادت کا پتہ چلتا ہے جن میں سرفہرست غوث زماں حضرت قبلہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سائیں بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ غلام محی الدین المعروف حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات ہیں۔

تاریخ مسجد متکال

اس قدیم و بابرکت مسجد کی تاریخ پانچ صدیوں پر محیط ہے بعض صدری مشہور روایات کے مطابق یہ مسجد شیر شاہ سوری کے زمانہ (1545-1541) میں تعمیر ہوئی۔ اسی علاقہ کی ایک اور قدیمی مسجد جو "گولیاں والی مسجد" کے نام سے مشہور ہے، کی تاریخ تعمیر 1010 ہجری بتائی جاتی

ہے اور یہ تاریخ تعمیر ایک طویل عرصہ تک مسجد کے باہر لکھی بھی ہوئی تھی۔ اس لحاظ سے مسجد منکال کا وجود گولیاں والی مسجد سے قبل کا بتایا جاتا ہے۔ انیسویں صدی عیسوی میں یہ مسجد "مسجد محلہ شاہ چن چراغ" کے نام سے مشہور تھی۔ 115 سال قبل اس مسجد سے غوثِ زماں حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ ؒ کا اس لحاظ سے بھی نہایت قوی رابطہ تھا کہ اس وقت کے مسجد مذکورہ کے پیش امام جناب میاں خدا بخش صاحب (جو کہ اپنے زمانے کی نہایت معروف دینی و سماجی شخصیت تھے) سے نہایت گہرے دوستانہ مراسم کے علاوہ سلسلۂ ارادت بھی تھا۔ اس بات کا ثبوت اعلیٰ حضرت کے کثیر التعداد خطوط سے بھی ملتا ہے۔ جن میں سے دو خطوط قارئین کی نذر ہیں۔

خط نمبر 1:- میاں خدا بخش صاحب کے ہاں ایک فرزند "محمد شفیع" کی ولادت پر مبارک باد کا خط جس کی تاریخ 8 ذی الحجہ 1316 ہجری بمطابق 19 اپریل 1899 ہے۔

خط نمبر 2:- اعلیٰ حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ ؒ نے امام مسجد محلہ شاہ چن چراغ کے نام ایک شخص کے کسی کام کے بارے میں تاکید سے تحریر فرمایا کہ اس کے کام کو ہمارا کام سمجھنا۔

تلاوتِ قرآن پاک، کثرتِ درود شریف و دیگر وظائف و اوراد پڑھنے کی وجہ سے یہ مسجد انوار و کیفیات سے پر رہتی ہے۔ بالخصوص جمعہ شریف والے دن تو مسجد بقعۂ نور بنی ہوتی ہے۔ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کیلئے پیر و جوان حضرات نہایت محبت و خلوص کے ساتھ 11 بجے سے ہی مسجد میں تشریف لانا شروع کر دیتے ہیں اور 1 بجے تک تو مسجد اوپر سے نیچے تک بھر چکی ہوتی ہے جبکہ جمعۃ المبارک کی نماز تقریباً 2:15 بجے ہوتی ہے، پہلے وقتوں میں تو یقیناً اسی طرح ہوتا ہوگا لیکن آج کے اس افراتفری، مصروفیت، قلتِ وقت اور پرفتن دور میں ایسا منظر شاذ ہی کہیں نظر آئے گا کہ ایک جم غفیر آذانِ اول سے بھی قبل مسجد میں جمع ہو چکا ہوتا ہے اور انتہائی ادب و احترام اور خاموشی سے کوئی سورۃ الکہف کی تلاوت میں مصروف ہے تو کوئی صلاۃ التسبیح پڑھ رہا ہے۔ کوئی کلمہ طیبہ کا ذکر کر رہا ہے تو کوئی کلمہ استغفار پڑھنے میں مصروف ہے اور جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے بعد کلمہ طیبہ کے ذکر سے مسجد کے در و دیوار بھی گونج جاتے ہیں۔ اگر یہ خوبصورت، نورانی اور روحانی مناظر دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک بار ضرور جمعۃ المبارک والے دن مسجد منکال میں تشریف لائیں۔

اس عظیم تاریخی و روحانی مسجد میں گزشتہ 42 سال سے خطابت کی خدمات سرانجام دینے والی شاذلی شخصیت کا مختصر تعارف اگلے صفحات پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مسجد مٹکال شریف کا منبر و محراب
چن بازار، محلّہ شاہ چن چراغ، راولپنڈی شہر

10 مئی 1915ء

بنام میاں خدا بخش
امام مسجد محلہ شاہ چن چراغ
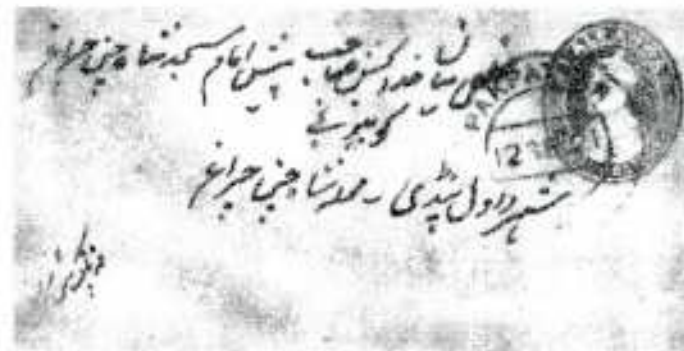
12 ستمبر 1921ء

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا خط

بنام
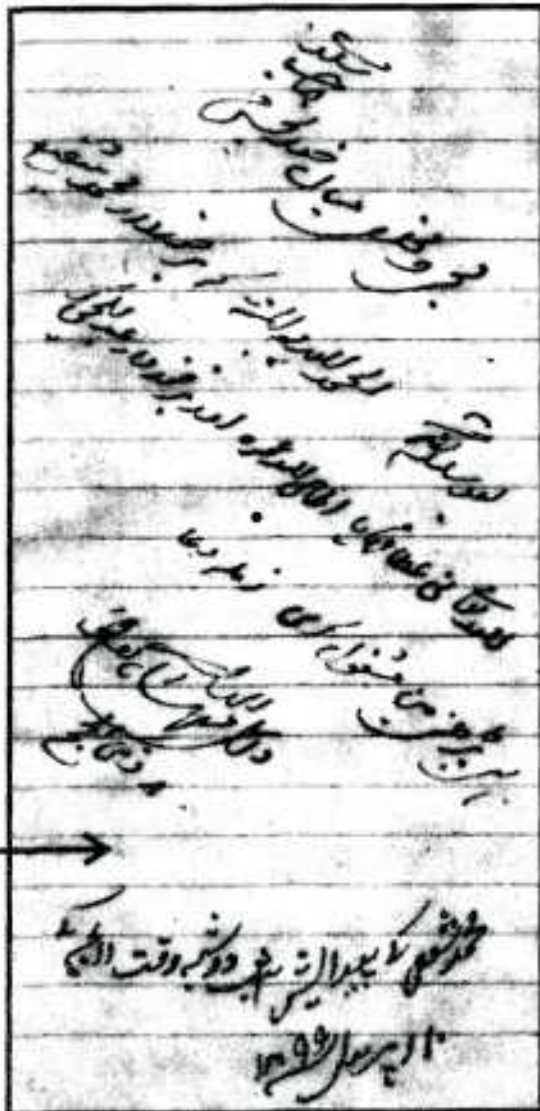
پیش امام مسجد محلہ شاہ چمن چراغ

خط نمبر 1

تاریخ: 8 ذی الحجہ 1316 ہجری بمطابق 19 اپریل 1899 عیسوی

مہر علی شاہ بقلم خود

خط نمبر 2

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا خط
بنام
پیش امام مسجد محلہ شاہ چن چراغ
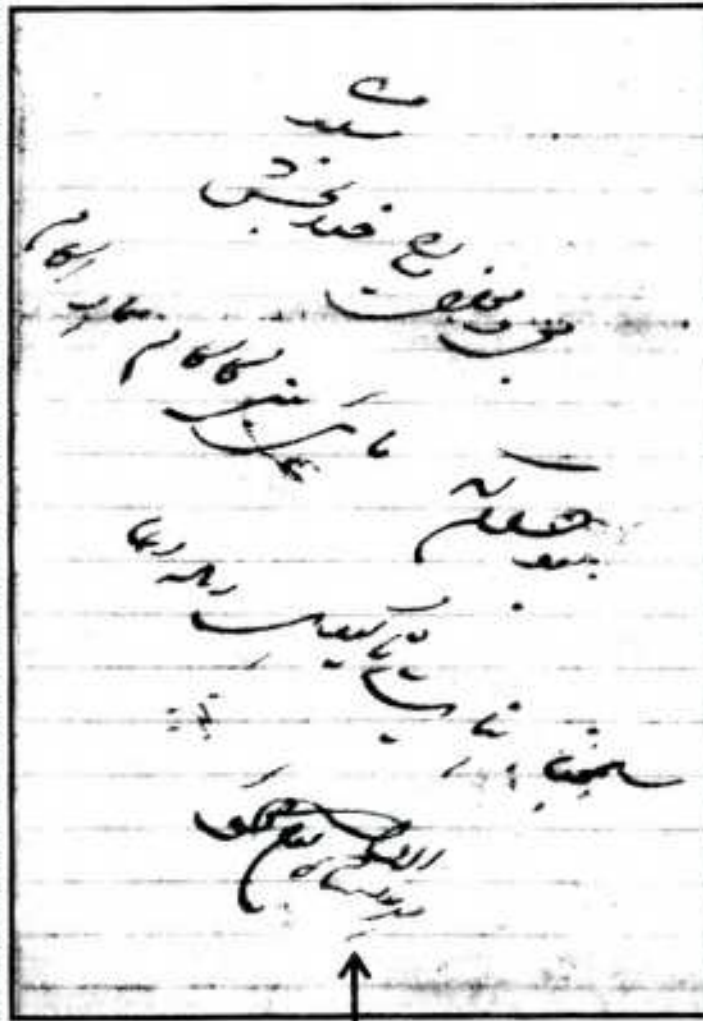
مہر علی شاہ بقلم خود

فضیلۃ الشیخ حضرت قبلہ
غلام رضا علوی قادری شاذلی مد ظلہ العالی

سید کائنات ﷺ کی امت میں اللہ تبارک وتعالیٰ صالحین کی جماعت میں کچھ ایسی شخصیات بھی بھیج دیتا ہے کہ جن کے تشریف لانے سے کائنات معرفت میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور وہ اس دنیا کو اپنے اخلاقِ حسنہ اور تعلیمات سے منور فرمانے کے بعد اسے روحانی رنگ و بو سے بھی معطر فرما دیتے ہیں۔

کسی کو کیا معلوم تھا؟ کہ اٹک کی مردم خیز سرزمین کے دور افتادہ گاؤں موضع کسراں (تحصیل پنڈی گھیب) میں حضرت حیات محمد علوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بروز سوموار شریف سال 1942 عیسوی کو پیدا ہونے والا بچہ آگے چل کر فقر کی دنیا کا روحانی راہنما اور درخشندہ ستارہ بن کر آسمانِ اُفق پر چمکے گا اور سلسلۂ عالیہ قادریہ شاذلیہ کا عظیم سرخیل بنے گا اس سے میری مراد **حضرت الشیخ الحافظ غلام رضا علوی قادری شاذلی مد ظلہ العالی ادام اللہ فیوضاتہ و برکاتہ فی الدین والدنیا والاخرۃ** ہیں۔

آپ کے والد ماجد ایک ولی اللہ اور عاشق حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ ہو گزرے ہیں۔ جن کا سلسلہ ارادت حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ امیر احمد بسالوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، لیکن آپ کو غوث الزماں حضور قبلہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی انتہائی محبت وعقیدت تھی، حضرت قبلہ پیر صاحب نے آپ کو بعض وظائف کی خصوصی اجازت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ کے والد محترم کو قرآن پاک سے انتہائی عشق ومحبت تھا اور اس کے بعد مثنوی حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ ان کی زبان گوہر پر جاری رہتی تھی۔ حضرت شیخ (اس سے مراد حضرت قبلہ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی ہے) نے ابتدائی دینی تعلیم اور قرآن پاک اپنے والدِ ماجد سے حفظ کیا، پہلا اور دوسرا مصلیٰ ننھیال کی ایک مسجد اور اپنے گاؤں میں سنایا۔ نبی اکرم ﷺ اور مدینہ منورہ سے عشق آپ کو ورثہ میں ملا۔ بچپن ہی سے شہر مدینہ منورہ سے محبت کی یہ حالت تھی کہ مٹی کے پہیے بنایا کرتے تھے اور اپنے گاؤں میں موجود برتن بنانے والے کی بھٹیوں میں انہیں اس لئے پکایا کرتے تھے کہ ان پہیوں پر گاڑی بنا کر مدینہ منورہ جائیں گے۔ جب لوگوں سے مدینہ منورہ کا راستہ پوچھتے تو لوگ کہا

کرتے کہ مدینہ منورہ تونسہ شریف کے پہاڑوں کے پیچھے ہے۔ ابھی آپ 26 واں پارہ حفظ کر رہے تھے کہ مدینہ منورہ کے جذب و شوق میں آپ ایک ٹرین میں سوار ہو کر مظفرگڑھ پہنچے پھر وہاں سے کسی دوسرے ذریعے سے تونسہ شریف پہنچنے کے بعد مدینہ شریف کا راستہ پوچھنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے بتایا کہ ان پہاڑوں کے پیچھے تو بلوچستان کا علاقہ ہے مدینہ شریف تو یہاں سے بہت دور ہے۔ دراصل بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں تونسہ شریف کے بزرگان حج کے علاوہ بھی اکثر مدینہ شریف حاضری دیا کرتے تھے اور علاقہ اٹک میں چونکہ کثرت سے لوگ تونسہ شریف سے بیعت و عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے یہ جملہ مشہور ہو گیا تھا کہ تونسہ کے پیچھے مدینہ شریف ہے۔

حضرت شیخ سال 1958ء میں اپنے گاؤں سے ہجرت کر کے راولپنڈی تشریف لے آئے، عربی و فارسی کتب اپنے وقت کے کامل بزرگ سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ارجن نگر، راولپنڈی) سے پڑھیں، حضرت محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل عرصہ تک چاولہ گیراج راولپنڈی کینٹ حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے مغرب کی جماعت کروایا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ پر خصوصی توجہ و شفقت فرمایا کرتے۔ ایک بار ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے دین، دنیا اور آخرت کے انعامات کے ساتھ چار چاند لگا دے گا۔ کیونکہ میں نے تم جیسا ذوق وشوق والا طالب علم نہیں دیکھا۔ حضرت شیخ نے فاضل فارسی کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ حضرت قبلہ سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر آپ نے سال 1964ء سے مسجد منکال میں خطابت کی ذمہ داری سنبھالی۔

مدینہ شریف سب سے پہلی حاضری 1964ء میں ہوئی۔ آپ کراچی سے بحری جہاز پر بصرہ شریف کیلئے روانہ ہوئے۔ وہاں پر تمام زیاراتِ مقدسہ کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ پھر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ قیام بغداد شریف کے دوران اس وقت کے متولی و سجادگان حضرت السید یوسف الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت السید سالم الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ جنہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے حضرتِ شیخ سے فرمایا کہ آپ مسجد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں جماعت کروائیں چنانچہ بروز سوموار شریف حضرتِ شیخ نے فجر کی جماعت کروائی جس میں سیدی یوسف الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی اور ان ایام میں سیدنا طاہر علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی بغداد شریف میں قیام پذیر تھے۔ اسی طرح یہ اعزاز بھی ایک مرتبہ حاصل ہوا کہ جمعۃ المبارک کے روز حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ضریح مبارک والے کمرے میں کئی گھنٹے اکیلے آپ کی بارگاہ میں

گزارنے کا شرف حاصل ہوا اور پھر جمعۃ المبارک بھی وہیں پر ادا کیا۔ یہ اسی اعزاز کا نتیجہ ہے کہ آپ کو حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اس درجہ عقیدت و محبت ہے کہ ان کا اسم گرامی زبان مبارک پر آتے ہی آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ کیونکہ

جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری ساری رین پیا

بغداد شریف کی دوسری زیارات سے فارغ ہو کر آپ براستہ اُردن مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں درُود و سلام پیش کیا اور ایک طویل عرصہ تک قیام فرمایا۔ شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ محبت و عقیدت کہ اس کی پاکیزہ و روحانی فضاؤں میں پہنا ہوا لباس پاکستان تشریف لا کر استعمال نہ فرماتے بلکہ کئی بار اس بابرکت لباس کو دفن کروا دیتے۔

قیام مدینہ منورہ کے دوران **جامعہ اسلامیہ** (اسلامک یونیورسٹی) سے قرأت اور تجوید کے فن میں کمال حاصل فرمایا۔ ایک طویل عرصہ تک جب سفر کی اتنی زیادہ پابندیاں اور سختیاں نہ تھیں آپ تقریباً چھ ماہ مدینہ منورہ میں گزارتے اور چھ ماہ پاکستان میں قیام فرماتے۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران ایک طویل عرصہ تک آپ جوتا استعمال نہ فرماتے تھے۔ بلکہ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ننگے پاؤں چلتے۔ کئی بار مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ ادب کے ساتھ حاضری کا شرف حاصل کیا، کئی حج ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور کئی دفعہ مستقل قیام کی پیشکش بھی ہوئی لیکن آپ فرماتے کہ دل مدینہ منورہ میں ہونا چاہئے ظاہری جسم کے ساتھ تو ہر وقت بہت زیادہ خطرات لگے رہتے ہیں۔ حضرت شیخ مدینہ منورہ میں "**شیخ رضا (REDA) محمد**" کے لقب سے معروف ہیں۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران کئی اولیائے کاملین سے متعدد سلاسلِ طریقت میں خلافتیں اور اجازتیں حاصل ہوئیں۔ ان میں تین شخصیات سرفہرست ہیں جن کا انتہائی مختصر تذکرہ کچھ اس طرح سے ہے۔

محدث وقت قطب الاقطاب
السید محمد ابراھیم الختنی المدنی رضی اللہ عنہ

اس عظیم الشان شخصیت سے آپ کو سلسلۂ ارادت کا شرف حاصل ہے اور سلسلہ عالیہ شاذلیہ کی اجازت، اسانید اور روایت احادیث کی اجازتیں حاصل ہیں۔ حضرت شیخ کے مرشدِ کریم کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور اس وقت ان کا شمار جنت البقیع کے مدفونوں میں ہوتا ہے۔

﴿قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ﴾

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت قطب مدینہ کی شخصیت سے کون آشنا نہیں؟ تقریباً ایک صدی مدینہ منورہ قیام رہا اور پھر جنت البقیع میں آخری مدفن بنا۔ حضرت شیخ کو حضرت قطب مدینہ سے انتہائی درجہ عقیدت و محبت تھی اور ان کی خدمت میں بھی ایک طویل عرصہ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قطب مدینہ سے بھی سلسلہ قادریہ، شاذلیہ، سنوسیہ اور سمانیہ میں بھی اجازت و سند خلافت کا شرف حاصل ہے۔

﴿تیسری عظیم روحانی شخصیت مد ظلہ العالی﴾

یہ عظیم شخصیت مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں طویل عمر عطا فرمائے، علوم ظاہری، باطنی ولدنی میں کمال مرتبہ حاصل ہے۔ سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے سرخیل ہیں اور متعدد بار بارگاہ سیدنا حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ میں حاضری کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ ہمارے حضرت شیخ کے "**پیر صحبت**" ہیں اور ان پر انتہائی کرم و مہربانی فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر وہ آپ کے قریب سے بھی گزر جائیں تو آپ کو ان کا علم نہ ہوگا۔ یہ عظیم شخصیت ایک طویل عرصہ سے مدینہ منورہ طیبہ طاہرہ میں فوت ہونے کیلئے مقیم ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ ایک "**صاحب کشف و مطلع علی الخواطر**" شخصیت ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں خیال گزرا کہ آئندہ ملاقات پر اپنے حضرت صاحب سے ایک کتاب کے متعلق پوچھوں گا بوقتیکہ ملاقات ابھی بات چیت بھی شروع نہیں ہوئی تو فوراً آپ نے مجھ سے پوچھا "**یا شیخ رضا!**" "تمہارے پاس فلاں کتاب موجود ہے تو میں سمجھ گیا کہ یہ میرے خیالات سے بھی مطلع ہیں۔

اس مناسبت سے ایک واقعہ برکت کیلئے ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں "فُلَان" يَتَكَلَّمُ بِالْخَوَاطِرِ" کے موضوع کا ذکر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عارفین کامل کبھی تو حاضرین و معتقدین کے دلی خیالات سے آگاہ ہو کر ان خیالات کو ان پر ظاہر کر دیتے ہیں اور کبھی سکوت فرماتے ہیں۔ اس بات

کا تجربہ مجھے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھی ہوا ہے۔ حضرت غوثِ زماں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قیامِ سیال شریف کے دوران حضرت اعلیٰ اپنے مقامِ جلوس پر قبلہ رخ رونق افروز تھے اور میں مشرق کی طرف تھوڑا فاصلے پر پسِ پردہ بیٹھا ہوا تھا اور وہاں بیٹھتے وقت آپ نے مجھے دیکھا بھی نہیں تھا اسی دوران ایک شخص جنوب کی طرف سے آیا اور واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت اعلیٰ نے اپنی زبانِ مبارک سے اس شخص کا نام لے کر فرمایا کہ شاہ صاحب جاتے ہو۔ فوراً میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ شخص کتنا خوش قسمت ہے؟ کہ جس کا نام حضرت صاحب نے اپنی زبانِ مبارک سے ادا فرمایا ہے۔ جس وقت وہ شخص چلا گیا تو حضرت اعلیٰ نے مشرق کی طرف متوجہ ہو کر اپنی زبانِ مبارک سے میرا نام لے کر فرمایا

''ہک دن مہر علی شاہ ساڈا وی چلا جاسی''

گویا کہ حضرت اعلیٰ نے تَکَلُّمْ بِالْخَطِرَةِ فرمایا یعنی میرے خیال سے آگاہ ہو کر اس کو مجھ پر ظاہر کر دیا۔ اسی روز سے میں اپنا نام ''مہر علی شاہ'' لکھتا ہوں کیونکہ شیخ کی زبانِ مبارک سے یہ نام نکلا ہے وگرنہ میرا ابتدائی نام ''مہر شاہ'' تھا۔

بعض ظاہر بین حضرات ایسی باتوں سے بے خبر ہونے کے باعث ان کے انکاری ہوتے ہیں۔ حضرتِ غوثِ زماں فرماتے ہیں کہ ایسی باتیں تو وہ لوگ کرتے ہیں جو اہل اللہ کے مرتبے سے بے خبر ہوتے ہیں لہٰذا ایسی باتوں کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

اس کے علاوہ قیامِ حجازِ مقدس کے دوران حضرتِ شیخ کو جن جن شیوخ کرام اور اولیائے کاملین کی زیارت اور ان کی خدمت میں بیٹھنے اور مستفیض ہونے کا شرف حاصل ہوا برکت کیلئے انتہائی اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿فضيلة الشيخ السيد علوى المالكى الحسنى رضی اللہ عنہ﴾

مکہ مکرمہ کی اس شخصیت کا شمار ایسے نامور اولیاء میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے اپنی تمام زندگی خدمتِ دین کیلئے وقف فرمائی ہوئی تھی۔ آپ کی قیام گاہ بیت اللہ شریف کے بالکل قریب تھی جو ہمیشہ علمائے اسلام کی آمد و قیام کا مرکز رہی۔ اس مبارک مقام پر محفلِ ذکر و نعت بھی منعقد

ہوتی۔ عارف باللہ الشیخ علوی المالکی رضی اللہ عنہ مسجد الحرام شریف میں بھی تدریس کے فرائض سر انجام دیتے۔ آپ کا وصال 25 صفر 1391 ہجری میں ہوا اور جنت المعلیٰ میں تدفین ہوئی۔ قبل از وصال اہل مدینہ منورہ اور اہل مکہ مشرفہ کا یہ عقیدہ ہو گیا تھا کہ یہ شخصیت **صاحب الزمان** ہیں۔

فضیلة الشیخ السید محمد امین قطبی رضی اللہ عنہ

آپ کا تعلق بھی مکہ مکرمہ سے ہے اور سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت 1327 ہجری اور وصال 1404 ہجری مکہ مکرمہ میں ہوا اور جنت المعلیٰ میں ام المؤمنین سیدة خدیجة الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پر انوار سے 30 میٹر کے فاصلے پر آپ ابدی نیند فرما رہے ہیں۔ آپ ہر روز بعد از نماز مغرب حرم شریف میں نحو کا درس دیا کرتے تھے۔ آخری عمر میں اسے بھی ترک فرما دیا تھا اور گوشہ نشین ہو کر عبادت و مراقبہ میں مصروف رہا کرتے۔

فضیلة الشیخ السید عبدالسلام الشقرون رضی اللہ عنہ

سیدی عبدالسلام الشقر ون رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں **"شیخ الدلائل"** کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجہ کی عقیدت و محبت تھی۔ حضرت شیخ سید احمد الحریری المدنی رضی اللہ عنہ سے شرف خلافت حاصل تھا۔

صاحب دلائل الخیرات حضرت سیدی محمد بن سلیمان الجزولی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ مدینہ منورہ میں ہمیشہ میرا ایک نمائندہ رہے گا۔ اہل مدینہ منورہ فرمایا کرتے تھے کہ سیدی عبدالسلام الشقر ون رضی اللہ عنہ ہی آپ کے نمائندہ ہیں۔

فضیلة الشیخ السید عبدالفتاح المرصفی رضی اللہ عنہ

آپ مدفون جنت البقیع ہیں۔ **"شیخ القرأ الدیار المصریة"** کے لقب سے مشہور ہوئے۔ کلیہ علوم القرآن کے صدر رہے۔ آپ کا سلسلہ طریقت خلوتیہ شاذلیہ تھا۔ السید عبدالفتاح المرصفی رضی اللہ عنہ کا شمار حضرت شیخ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بھی ہمارے حضرت شیخ سے بعض اوراد و وظائف کی اجازت حاصل کی ہے۔

﴿فضیلۃ الشیخ السید مستنصر الکتانی الادریسی الحسنی الحسینی الشاذلی رضی اللہ عنہ﴾

آپ کا تعلق بلادِ مغرب سے تھا۔ ایک طویل عرصہ تک مسجد نبوی شریف میں مغرب و عشاء کے درمیان ''**مسند امام احمد**'' کا درس دیا کرتے تھے۔ جس میں عرب و عجم کے اکابر شیوخ و علمائے کرام شریک ہوا کرتے تھے۔ چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں حضرت الکتانی کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا اور اب آپ کا شمار مدفون جنت البقیع میں ہوتا ہے۔

﴿فضیلۃ الشیخ السید ابراھیم الحسن الشاعر رضی اللہ عنہ﴾

آپ ایک طویل العمر ولی کامل ہو گزرے ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ ''**شیخ القرا**'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ فن قرأت اور تجوید کا درس دیا کرتے تھے۔ اس وقت بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو چکے ہیں۔

﴿فضیلۃ الشیخ السید احمد الیمانی الحسنی الحسینی الشاذلی المستغفمی رضی اللہ عنہ﴾

اس عظیم ولی و شاذلی شخصیت کو بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت البقیع میں اپنی قربت میں رکھا ہوا ہے۔ حضرت شیخ ان کی خدمت میں ایک طویل عرصہ رہ کر فیض یاب ہوتے رہے۔ السید احمد الیمانی رضی اللہ عنہ نے تقریباً 110 سال عمر پائی۔

﴿فضیلۃ الشیخ السید عبدالناصر الحسینی ابی بکر الجزائری الشاذلی﴾

اس عظیم شاذلی شخصیت کا سلسلہ نسب سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے مرشد کریم سیدنا عبدالسلام بن مشیش رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ مشائخ کاملین میں آپ کو ایک انفرادی مقام حاصل رہا ہے۔ کچھ عرصہ مدینہ منورہ بھی مقیم رہے۔ بعد میں آپ الجزائر تشریف لے گئے لیکن اکثر مدینہ منورہ حاضری کیلئے تشریف لاتے ہیں۔

﴿فضیلۃ الشیخ السید محمد العید علی محسن رضی اللہ عنہ﴾

یہ شخصیت حضرت قبلہ الشیخ غلام رضا علوی قادری شاذلی کے پیر بھائی بھی ہیں اور جن دنوں آپ اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں فن تجوید و قرأت کیلئے زیر تعلیم تھے اس وقت الشیخ محمد العید اس یونیورسٹی میں بحیثیت ڈائریکٹر تعینات تھے۔ حضرت شیخ کی ان سے کئی یادیں وابستہ ہیں۔ لیکن الشیخ محمد العید کا شمار اب جنت البقیع کے مدفونوں میں ہوتا ہے۔

حضرت بابا غلام رسول بلیوں والے رحمۃ اللہ علیہ

مشہور زمانہ بابا جی بلیوں والے ایک عظیم عاشق رسول ہو گزرے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ مدینہ شریف کی بلیوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ہر روز ریڑھی پر بازار سے گوشت لاتا اور پھر مدینہ شریف کی گلیوں میں بلیوں کو پیش کرنا بابا جی کا ساری زندگی کا معمول رہا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ آپ کا شمار مقربین میں ہوتا تھا۔ حضرت شیخ کو پاکستان بھی کسی نہ کسی کے ہاتھ مدینہ منورہ کی کھجوریں اور دوسرے تبرکات بھیجا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 23 مارچ 1986 حارۃ استراحہ مقام سید الشہداء، مدینہ منورہ میں ہوا۔ بعد از نماز عصر آپ کا جنازہ حرم شریف میں پڑھایا گیا اور مغرب کے وقت آپ کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں دفن کیا گیا۔

قارئین کرام! دنیا کا شاید ہی کوئی خطہ یا ایسا مقام کہ جہاں پر انبیائے کرام، اہل بیت کرام، صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے مزارات مبارکہ ہوں اور قبلہ حضرت شیخ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی نے وہاں حاضری کا شرف حاصل نہ کیا ہو۔ بالخصوص شاذلی بزرگان کے مزارات مبارکہ پر حاضری کیلئے مراکش کے صحراؤں کی خاک چھان ڈالی اور پھر دور دراز علاقوں کا سفر اس حال میں فرمایا کہ بالکل تنہا اور ظاہری دنیاوی اسباب بھی نہ ہونے کے برابر، اندلس کی سرزمین سے لے کر شمالی افریقہ کے صحراؤں اور پہاڑوں تک، بیت المقدس شریف سے شام شریف تک، اردن کی زیارات سے براستہ تیماء خیبر تک، افغانستان سے ایران اور بغداد شریف تک، کراچی سے قاہرہ اور بحر احمر کے ساحلوں تک زیارات مقدسہ کیلئے سفر فرمایا۔ یقیناً اس وقت ان کے تکووں میں دنیا کا نقشہ ثبت ہو چکا ہوگا کیونکہ اس قسم کے مقدس سفر تو وہی لوگ سرانجام دے سکتے ہیں کہ جن کے قلوب مبارکہ عشق ومحبت سے لبریز ہوں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات مبارکہ کی زیارت اور سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے ترکی کا طویل سفر بھی آپ نے فرمایا۔

زیارات ایران اور نماز تراویح

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں

حاضری کیلئے حضرت شیخ براستہ ایران سفر فرماتے رہے۔ اس دوران ایران کی زیارات کے علاوہ سفارت خانہ پاکستان (تہران) میں چودہ سال تک نماز تراویح اور جمعۃ المبارک کی بھی جماعت کروایا کرتے۔ جس میں پاکستانی احباب کے علاوہ دوسرے عرب ممالک کے نمائندے بھی شریک ہوا کرتے۔ آپ کا خطاب اردو اور عربی میں ہوا کرتا تھا۔ بحمد اللہ آپ کو معروف لغات عربی اور فارسی پر مکمل عبور حاصل ہے۔

﴿دلائل الخیرات اور اس کے فاضل مرتب سے محبت و عقیدت﴾

حضرت قبلہ شیخ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی کے کثیر اوراد و وظائف میں دلائل الخیرات شریف بھی اس کی اہمیت و مقبولیت کے پیش نظر ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ دُرُود شریف کے اس گلدستۂ مبارکہ کو آپ ایک طویل عرصہ سے نہایت محبت و عقیدت سے تلاوت فرماتے ہیں لیکن اس کے فاضل مؤلف عظیم عاشق رسول ﷺ اور شاذلی بزرگ حضرت سیدنا محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ سے تو انتہادرجے کی محبت ہے۔ اس ولی کامل کی یاد جب حضرت شیخ کو زیادہ ستاتی تو ان کے فراق اور ذوق اشتیاق کو حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں اس طرح بیان فرماتے کہ

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق

تا بگویم شرح درد اشتیاق

بالآخر یہ فراق واشتیاق آپ کو افریقہ کے لق ودق صحراؤں میں لے گیا جنھیں آپ عبور کرتے ہوئے شہر مراکش پہنچے جس کے مشہور قبرستان ریاض الفردوس میں آپ کا مزار مبارک انوار و تجلیات کی کرنیں بکھیر رہا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان شاذلی بزرگ ہیں کہ جنھوں نے زندگی بھر دُرُود شریف کا اتنا ورد کیا کہ آج بھی ان کے مزار مبارک پر دُرُود شریف کا ورد ہوتا ہے اور خوشبو آتی ہے۔ یہ سوختۂ جاں جب حضرت محمد سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو انہوں نے ایسے شرف عظیم سے نوازا کہ اللہ! اللہ! رات ہوتی ہے تمام زائرین اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک شاذلی زائر ایسا بھی ہے کہ جس کو آج رات امام الجزولی الشاذلی نے اپنے قریب تر کرنے کیلئے روک لیا ہے۔ مزار مبارک کو باہر سے تالا لگا دیا جاتا ہے اور آپ

جب حضرت سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گلدستۂ درُود شریف دلائل الخیرات کے احزاب کی پُرنم آنکھوں اور حضور قلب وزباں سے تلاوت فرمارہے ہوں گے تو اس کیفیت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ آپ نے پوری رات حضرت سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں گزاری۔ پھر انہوں نے ان پر کیا کیا عنایات فرمائیں یہ تو محب اور حبیب کی بات ہے۔ ان اسرار پر کوئی بندہ مطلع نہیں ہوسکتا۔ **سبحان اللہ علی ھذا الشرف العظیم واسئل سبحانہ و تعالیٰ ان یحفظ ھذا السر العظیم بکرامۃ مؤلا الاولیاء الکاملین**

﴿حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت﴾

حضرت قبلہ شیخ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی کو حافظ الدین والملت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کمال درجہ عشق ومحبت ہے۔ دوران خطاب جب ان کا ذکر فرماتے ہیں تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ اس عشق ومحبت کی داستان طویل بھی ہے اور ایک لمبے عرصے پر محیط بھی ہے۔ حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت کی وجہ ان کو حالتِ بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہونا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین کے ایمان پر علمی وتحقیقی کام ہے۔ حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان والدین رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً سات رسائل تحریر فرمائے جس کے بدلے میں آپ کو انتہائی مشکلات، تکالیف اور پریشانیوں کا شدت سے سامنا کرنا پڑا۔ مار بھی کھانی پڑی اور زخمی بھی ہوئے حتیٰ کہ اس وقت کے بڑے بڑے علماء نے آپ کے خلاف فتوے بھی جاری کیے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ پھر ان لوگوں کا کیا حشر ہوا۔ کچھ نے تو توبہ کرلی اور کچھ کی بہت خطرناک حالت میں اموات ہوئیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا ابتدائی رسالہ ہی پڑھنے کے بعد 1968ء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک "ابواء شریف" حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ یہ اسی عشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ جب آپ زیارات مصر کیلئے تشریف لے گئے تو قاہرہ میں حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ساری رات حاضری کا شرف حاصل رہا۔ حاضری کی ان کیفیات و باطنی اسرار کو کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ آپ نے ان تمام کیفیات کو پردۂ اخفاء میں رکھا ہوا ہے۔

شوق مطالعہ و کتاب شناسی

حضرت شیخ کو کتب بینی کا اس قدر شوق ہے کہ جو نا قابل بیان ہے۔ ایک مرتبہ آپ اس بندۂ ناچیز سے فرمارہے تھے کہ لاہور سے جب میرے پاس قیمتی قلمی نسخے آیا کرتے تھے تو ان کو دیکھتے دیکھتے رات یا راتیں گزر جایا کرتی تھیں اور مجھے احساس تک نہ ہوتا تھا یقیناً یہ مقام تو ویسے ہی نہیں حاصل ہوجاتا بلکہ ذرا پردہ کے پیچھے اگر جھانک کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس سارے علم وفضل وروحانیت کے پیچھے اجل اساتذہ، فاضل علماء ومشائخ اور کتنی بابرکت کتب کا ہاتھ ہوگا۔ عربی وفارسی کتب سے اس قدر عقیدت ومحبت کہ ایک ضخیم تعداد آپ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ ان میں قدیم قلمی نسخہ جات بھی ہیں جن کی تعداد تقریباً 250 ہے۔ اسی طرح مخطوطات کے مصورات بھی آپ کی لائبریری کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً 600 کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ مطبوعہ کتب کی تعداد بھی 3000 سے کم نہیں۔

تبرکات مبارکہ

آپ کے پاس تبرکات مقدسہ موجود ہیں ان میں سرفہرست سید کائنات ﷺ کے حجرہ مبارکہ کے انتہائی قریب استعمال ہونے والی ایک بابرکت ٹائل ہے، غلاف کعبہ کے قطعات، کعبہ شریف کے پتھروں سے تراشے ہوئے ٹکڑے، کئی بزرگان دین کے مزارات مبارکہ کی چادروں کے قطعات اور اعلیٰ حضرت حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر خطوط بھی موجود ہیں۔

خطابت و نماز جمعہ شریف

حضرت قبلہ الشیخ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی جمعہ شریف کے خطاب اور ادائیگی نماز کیلئے مسجد منکال شریف میں تشریف لاتے ہیں۔ آپ کا خطاب مبارک ایسا ہوتا ہے کہ اللہ! اللہ!، چونکہ ایک کثیر تعداد کو آپ سے ارادت وبیعت کا شرف حاصل ہے اور اسی طرح آپ کے عقیدت مندوں اور متعلقین کی بھی معقول تعداد ہے۔ آپ اپنے خطاب کے دوران مریدین کی تربیت فرماتے رہتے ہیں اور ان کے باطن کی صفائی و پاکیزگی پر متوجہ رہنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ انہیں فرائض نماز کی پابندی، ذکر کلمہ شریف، کثرت درود شریف اور صفائے باطن کیلئے توبہ و

استغفار کی بھی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ دوران خطاب مریدین کی تربیت کے علاوہ عوام الناس کے اشکال بھی حل فرماتے رہتے ہیں۔

حضرت شیخ جب مسجد میں تشریف لاتے ہیں تو آپ کا نورانی وروحانی چہرہ دیدنی ہوتا ہے اور بالخصوص جب آپ منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو ایسے پیکر حسن وجمال کہ ہر شخص کی زبان سے بے ساختہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ! اللہ!

ایک حدیث نبوی ﷺ میں اولیائے کاملین کی یہی نشانی بتائی گئی ہے کہ "اِذَا رَأَوْا ذُكِرَ اللّٰه" جب ان کے چہرہ مبارک کو دیکھا جائے تو خداوندتعالیٰ کی یاد آجائے۔ بالفاظ دیگر

خدا کی قسم وہ ولی ہے خدا کا
جسے دیکھنے سے خدا یاد آجائے

حضرت سیدی جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے تیسری صدی ہجری میں حضرت ابوبکر الشبلی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اگر کسی شخص کا ایک کلمہ یا ایک عمل تمہارے موافق ہو تو اس کا دامن تھام لو۔

ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ ولی وہ ہے جو مل جانے کی طمع نہ کرے، مل جائے تو جمع نہ کرے اور بن مانگے ملے تو منع نہ کرے۔

قارئین کرام! اگر ان تین نشانیوں کی فی زمانہ عملی تصویر دیکھنی ہو تو مجھے اپنے ذوق کے مطابق یہ لکھنے دیں کہ وہ ایک بار ضرور جمعۃ المبارک والے دن مسجد منکال شریف میں عارف باللہ حضرت قبلہ الشیخ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی کی زیارت کا شرف حاصل کرے۔ کیونکہ اس بزرگ وعظیم شخصیت کو جملہ اولیائے کرام وبزرگان دین سے انتہائی عقیدت اور محبت ہے اور ہر ایک شخصیت کا نہایت ادب سے تذکرہ فرماتے ہیں۔ بخدا یہ انداز تو وہی اپنا سکتا ہے جو **قال** سے نکل کر **حال** میں داخل ہو چکا ہو اسی لئے تو حضرت پیر رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قال را بگزار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

(اب قیل وقال کو چھوڑ کر کسی منزل پر پہنچنے کیلئے کسی کامل انسان کے قدموں کی خاک ہوجا)

پھر حضرت شیخ کا انداز تکلم بھی ایسا کہ جیسا ہر چیز کو مشاہدہ فرما کر بیان کر رہے ہوں۔

بحمد اللہ! اس ناچیز کو بھی اکثر زیاراتِ مقدسہ کا شرف حاصل ہے اور کئی بزرگانِ دین سے بھی ملاقات کی سعادت حاصل ہے اور بحمد اللہ اب بھی اکثر بزرگوں کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا رہتا ہے لیکن میں پوری ذمہ داری وثوق اور علی وجہ البصیرت یہ تحریر کر رہا ہوں کہ اس گئے گزرے دور اور قحط الرجال کے زمانہ میں جناب قبلہ حضرت الشیخ غلام رضا علوی قادری شاذلی مد ظلہ العالی کا وجود مسعود ایک **"نعمت عظمیٰ"** سے کم نہیں اور ہمیں اس نعمتِ غیر مترقبہ کی قدر و منزلت کرنی چاہئے کیونکہ یہ تو وہ عظیم لوگ ہیں کہ جن کا **"دل عشق الٰہی سے زندہ"** ہو گیا ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ مجھے اس موقع کی مناسبت سے ایک انتہائی بابرکت واقعہ یاد آ گیا ہے جس کو ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

تاجدارِ کلیام شریف حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل جب اپنے لئے خود تابوت بنوایا تو اپنے احباب سے فرمایا کہ بعد از وصال مجھے اس تابوت میں رکھ دینا لیکن تابوت کو زمین میں دفنانا نہیں بلکہ باہر ہی پڑا رہے۔ احباب بہت حیران و پریشان ہوئے آہ و زاری شروع کر دی اور منت سماجت کے بعد کہا کہ حضرت ایسا تو کبھی نہیں ہوا بڑے بڑے لوگوں کو بھی سپردِ خاک کیا گیا ہے جس پر آپ نے ایک انتہائی اہم راز سمجھانے کی کوشش کی کہ تم ڈرتے ہو کہ اگر لاش باہر رہ گئی تو اس کے خراب ہونے کا ہی خطرہ ہے۔ لیکن سنو بخدا اس مالک کائنات نے میرے اس وجود کو کٹھالی میں ڈال کر اس میں سے ساری کھوٹ نکال دی ہے اس لئے یہ جسم اب امر ہو گیا ہے اور یہ کبھی نہیں خراب ہو گا۔ روایات میں انہی اولیاء کے بارے میں آیا ہے کہ اولیاء اللہ کی موت تو صرف تبدیلیٔ مکان ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں یعنی یہ وہی بات ہے کہ جس کا **"دل عشق الٰہی سے زندہ"** ہو گیا ہو وہ کب مرتا ہے؟ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں کیونکہ ان نیک لوگوں کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنا ایک سو سال کی عبادت و ریاضت سے بہتر ہے اور پھر اولیاء اللہ کی محفل میں حاضری دینے سے تو دنیا و آخرت دونوں بہتر ہو جاتے ہیں۔

چرواہے کے ایک عام کتے نے جب اپنی نسبت چرواہے سے ختم کر کے نئی نسبت اللہ والوں (اصحاب کہف) سے جوڑ لی تو پھر قرآن پاک نے جہاں اصحاب کہف کا بیان فرمایا تو پھر

اس اچھی نسبت والے کتے کا ذکر بھی نہ چھوڑا۔ اب جو بھی قیامت تک قرآن پاک کی سورۃ الکہف کی تلاوت کرے گا تو اصحاب کہف کے ذکر کے ساتھ اس عظیم کتے کا بھی ذکر ہوتا رہے گا کیونکہ اس نے اپنی نسبت اہل اللہ اور سچے لوگوں سے جوڑی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ کتا قیامت کے دن انسانوں کی طرح اٹھے گا اور اس کا شمار بھی اولیاء اللہ میں ہوگا۔

مقامِ غور و فکر ہے کہ وہ تو ایک کتا تھا کہ جس نے اللہ والوں سے نسبت جوڑ کر یہ مقام حاصل کر لیا ہم تو پھر اشرف المخلوقات ہیں اگر ہم اللہ والوں سے حقیقی نسبت جوڑ لیں تو انشاء اللہ ہم بھی اس سے برتر مقام حاصل کر لیں گے۔

اسی طرح ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے کسی مقبول بندے کے دل پر کسی قسم کا بوجھ نہ آئے۔ کیونکہ اس بوجھ کے اثرات پورے ماحول بلکہ پوری دنیا پر چھا جاتے ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مقبول بندے کے بوجھ کو پسند نہیں فرماتے اور پھر اس نتیجے میں پورے ماحول کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے اردگرد کے ماحول کا بھی بخوبی جائزہ لینا ہوگا۔ اس میں اللہ کا مقبول بندہ کون ہے؟ ہمیں ہر انسان کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ جس کو ظاہر بین دنیادار ایک عام آدمی سمجھ رہے ہوں وہی مقبول بارگاہ خداوندی ہو۔ اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہی کافی ہے کہ

ہیچ قومے را خُدا رسوا نہ کرد

تا دلِ صاحبدلے نامد بدرد

(اللہ تبارک و تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کو رسوا نہیں کرتا جب تک کسی مقبول خدا کا دل نہ دکھائے)

آخر میں تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں کہ میں اس مذکورہ بالا عظیم شاذلی شخصیت مدظلہ العالی کا صحیح انداز میں تعارف نہیں کروا سکا، بارگاہ خداوندی میں ملتمس ہوں کہ وہ ہمیں جملہ اولیائے کرام کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور اس عظیم شخصیت کے درجات بلند فرمانے کے ساتھ ساتھ ان کا سایہ بھی ہم پر تادیر سلامت رہے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

غلام رضا علوی نامہ

در وصف حضرت آقای شیخ غلام رضا العلوی القادری الشاذلی

بہ مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب ''زیارات مصر''

بہ قلم جناب آقای افتخار احمد حافظ قادری قونیوی شاذلی

مشہور زمانہ نامور اسکالر، عظیم محقق، بے شمار کتب کے مصنف، فارسی شاعر و تاریخ گو سابقہ لائبریرین ''گنج بخش لائبریری، مرکز تحقیقات فارسی'' محترمی جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رحامد ظلہ العالی جنہوں نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تصنیف ''**کشف المحجوب**'' پر سالہا سال تحقیقی کام کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور آپ کا مقالہ فارسی زبان میں بنام ''**تحلیل کشف المحجوب و تحقیق در احوال و آثار حضرت داتا گنج بخش**'' شائع ہو چکا ہے۔ محترمی ڈاکٹر صاحب کو بھی حضرت شیخ سے نہایت محبت و عقیدت ہے۔ انہوں نے بھی اس موقع پر جناب کی بارگاہ میں اپنا منظوم ہدیۂ عقیدت ارسال کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

''غلامِ رضا حافظ'' علم و دین ''علوی'' بود ''قادری'' را یقین

''غلامِ رضا'' ھست علوی مقام بود ''قادری شاذلی'' ذوالکلام

''غلامِ رضا'' جلوۂ نور حق کہ از نور او، نور بُردہ سبق

''غلامِ رضا'' ''شاذلی قادری'' بہ مسکین ہمیشہ کند یاوری

''علوی'' بود در فضای علوم بود صاحب سر و علم و نجوم

درخشان بود خانقاہش ہمہ خورد لنگرش مؤمن و مؤمنہ

سخاوت از او گشتہ شرمندگی سخی ھست و گرویدہ بخشندگی

''غلامِ رضا قادری'' پیر حق بود مخلص او ز ''ربُّ الفلق''

''غلامِ رضا'' شد مراد ہمہ بہ قرآن و عرفان جہاد ہمہ

ہمو ''شاذلی قادری علوی'' حدیث و روایت از او شد قوی

به سجاده اش نور ایمان بود / سخن های او عشق جانان بود
دعا و ثنایش به جان همه / نماز و قنایش به شان همه
به بخشندگی کار و کوشش کند / به دل بنگی شوق و جوشش کند
"غلام رضا" مرد دانای دین / شده در جہان جلوۂ شاہدین
به مصر محبت شده رهنورد / همین "قادری شاذلی" رهسپرد
همین "افتخار احمد قادری" / به کشف حقایق کند نادری
بود پیر او این "غلام رضا" / که "علامہ" باشد به "شاہ رضا"
شده خانقاهش مقام علوم / خدا شد در آنجا جهول و ظلوم
حقیقت پرست و حقیقت نگاه / بود پاک و پاکیزه دور از گناه
به گلزار عرفان رساند کلام / ستایشگرش مردم خاص و عام
شقایق نشان آمده بوی او / همه بستۂ دام گیسوی او
"غلام رضا" حافظ و عارف است / خطیب و امام و به دل کاشف است
بود مسجد او مقام ادب / اذان و صلوٰة و گزیده خُطب
به گلدسته اش بانگ الله گو / شبستان و محراب آن راز گو
به "منگال مسجد" همه در نماز / رسالت، امامت، شفاعت، نیاز
مقدس بود شهر "پنڈی" کنون / در آنجا همه حافظ و ذوفنون
خصوصاً به "منگال" و "افشان" دل / که ابلیس از این دو مکان شد خجل
تو ای "افتخار احمد" پاک باز / "غلام رضا حافظ" و کارساز
منم خادم مردم نیک دل / همین "افتخار احمد" پاک دل

رهـا مـی رود راه حق بـاصـواب
دلـش گشتـه از هجر دلبر کباب!

سرودۂ دکتر محمدحسین تسبیحی "رها"

ماده تاریخ های کتاب مستطاب "زیارات مصر"
"تحریر و تصاویر کے آئینے میں"

تاریخ های هجری قمری

"اللهم اغفرلی"
۱۴۲۷ ھ ق

فضیلتِ مسجد
۱۴۲۷ ھ ق

"صاحب فراخ همت"
۱۴۲۷ ھ ق

"قاضی الحاجات یزدان"
۱۴۲۷ ھ ق

صحابۂ غمگسار
۱۴۲۷ ھ ق

بندۂ خوش نیت
۱۴۲۷ ھ ق

بہ تاریخ ہجری بخوان این زمان
حروفِ جُمل را بدان نغز خوان

از این "افتخار" آمده نور مہر
"بشوق و جوانی زیاراتِ مصر"
۱۴۲۷ ھ ق

بہ تاریخ ہجری کمالاتِ مصر
"بقصرِ بلند زیاراتِ مصر"
۱۴۲۷ ھ ق

بہ کوشش شده طبع آیاتِ مصر
"توجہ بباطن زیاراتِ مصر"
۱۴۲۷ ھ ق

تاریخ های میلادی

"باب حافظ اعظم"
۲۰۰۶ م

خوش نما باب باغ
۲۰۰۶ م

"خوشا باب ابر فیض"
۲۰۰۶ م

خوش لقا خوش نوا باب
۲۰۰۶ م

بہ تاریخ میلادی آمد زمہر
"رضای الٰہی زیاراتِ مصر"
۲۰۰۶ م

بہ طبع و بہ نشر آمده اس سپہر
"گزرگاہ عام زیاراتِ مصر"
۲۰۰۶ م

بہ عشق حبیب خُدا مصطفٰی ﷺ
"زیاراتِ مصر، خیر الوریٰ"
۲۰۰۶ م

سرودۂ دکتر محمدحسین تسبیحی "رھا"

تاریخ های هجری شمسی

"یا غفور حلیم" ۱۳۸۵ھ ش "عتبات عالیات" ۱۳۸۵ھ ش "عاقبت بخیر" ۱۳۸۵ھ ش	"غفار پاک طبع" ۱۳۸۵ھ ش "حاجی فضیلت" ۱۳۸۵ھ ش "مرغوب طبع دانا" ۱۳۸۵ھ ش

حروف جُمل گشتہ مرغ چمن
بہ تاریخ شمسی شدہ فتح باب

شدہ "افتخار احمد" خوب جھر

از این "افتخار احمد" آمد تمام

بہ تحریر و تصویر و لطفِ الٰہ

زدہ نقش زیبا بہ دشتِ سخن
"زیاراتِ مصر گردون جناب"
۱۳۸۵ھ ش
"آبِ شکوہِ زیارات مصر"
۱۳۸۵ھ ش
"زیاراتِ مصر داز سلام"
۱۳۸۵ھ ش
"زیاراتِ مصر قبۂ بارگاہ"
۱۳۸۵ھ ش

خادم العلم والعلماء

سرودۂ دکتر محمدحسین تسبیحی "رھا"

اے سر زمین مصر

حسیں سرزمیں، مصر ہے نام جس کا — ہے لاریب، محورِ چشمانِ ملت
یہ حُسن و کمال و تجمل کا مرکز — یہ بے شک ہے اقلیمِ فوز و سعادت
بہت ذکر قرآں میں اس کا آیا — عجب ذوق افزا ہے اس کی حکایت
طویل عہد ہے حکمرانی کا ان کی — فراعین نے کی ہے اس پر حکومت
تنوع سے لبریز ہے اس کا ماضی — ہے تاریخ کا حُسن اس کی قدامت
ہے نیل اس کے ماتھے کا خوش رنگ جھومر — قوی جس کے پانی سے اس کی معیشت
ہُوا رُونما اس پہ یوسف کا قصہ — جہاں کیلئے جس میں ہے وعظ و عبرت
یہیں طور واقع ہے موسیٰ کو جس پر — خُدا سے ملی ہمکلامی کی عزت
ہُوا غرقِ نیل اس پہ، اعلیٰ جو رب تھا — بڑھی حد سے جب اُس کی نخوت، رعونت
کئی صدیاں بیتیں، کئی دور گزرے — مگر آج بھی اُس کی سالم ہے میّت
بہت دل رُبا اس کے اہرام بھی ہیں — زمانے میں صدیوں سے ہے جن کی شہرت
عیاں جن سے انسان کی طُرفہ کاری — دماغِ بشر کا ثبوتِ ذہانت
نوادر یہ دنیائے تاریخ کے ہیں — پسندیدۂ شائقینِ سیاحت
نوازا ہے خلاقِ عالم نے وافر — اسے خُوبیاں دیں خدا نے بکثرت
پھر اک وقت وہ آیا جب اُس نے تھاما — رسُولِ مدینہ کا دامانِ رحمت

شرف پر شرف اس کے حصہ میں آیا ۔۔۔ ہوئی مرحمت اس کو عظمت پہ عظمت

سعید و مُبارک ہُوا اس کی خاطر ۔۔۔ خلیفۂ ثانی کا دورِ خلافت

ہُوئے جلوہ گر اس پہ اقمارِ عرفاں ۔۔۔ ہُوئے اس پہ طالع شموسِ ہدایت

مراکز ہوئے اس پہ قائم ہُدیٰ کے ۔۔۔ بنے اس پہ کاشانہ ہائے ولایت

کھلے گلستاں اس پہ فقر و غنا کے ۔۔۔ بسے اس پہ امصارِ تعلیم و حکمت

محدّث، مفسّر، مدبّر، مُفکّر ۔۔۔ ہوئے اس میں پیدا فقیہانِ ملت

رئیسانِ اقلیمِ تحقیق و دانش ۔۔۔ ادیب و سُخن ور، معلّیٰ مکانت

تورّع کی تقویٰ کی دُنیا کے والی ۔۔۔ تصوّف کے سلطان با اوج و حشمت

ہیں دفن اے تعالیٰ اللہ اس سرزمیں میں ۔۔۔ صحابہ جو ہیں نجمِ رُشد و ہدایت

یہ دھرتی ہے مسعود جس کا شرف ہیں ۔۔۔ مزاراتِ اولادِ شاہِ رسالت

یہ ہے جلوہ گہ انبیاء، اولیاء کی ۔۔۔ یہ مُلک آسماں پایہ ہے درحقیقت

یہ ارضِ مقدّس ہے، حاصل ہے جس کو ۔۔۔ جمالِ شریعت، کمالِ طریقت

شہیدوں کی یہ غازیوں کی ادب گہ ۔۔۔ یہ ہے جلوہ زارِ جہاد و جسارت

نتیجۂ فکر

''حریصِ فیضِ مُصطفیٰ''

۱۴۲۷ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

مادہ ہائے تاریخ طباعت کتاب

"زیاراتِ مصر"

وہ با افتخار آدمی ہے یقیناً
وہ لاریب ہے بندۂ با سعادت

زہے، سیرُوا فِی الْاَرْض کا اُس کا جذبہ
خُوشا شوق انگیز اُس کی یہ ہمت

کئی اور بھی مُلک دیکھے ہیں اُس نے
جہاں ہیں مزاراتِ پاکانِ اُمت

جو مدفُون ہیں مصر کی سرزمیں میں
بڑی کے اکابر، بزرگانِ مِلّت

گیا اُن مقاماتِ پُر فیض پہ وہ
جہاں ہیں خدا کے ولی محوِ راحت

مقابر کی اُن کے، مآثر کی اُن کے
ملی اُس کو توفیق دید و زیارت

خُوشا اس کتابِ حسیں کے ذریعے
کہی حسبِ معمول اُس نے حکایت

تصاویر سے بھی سجایا ہے اُس کو
بڑھی اور بھی زینت و معنویت

یہ رُوداد ہے ذوق انگیز بے حد
یہ ہے داستاں ولولہ بخش غایت

جو اربابِ معنی و اہلِ صفا ہیں
سراہیں گے فاضلِ مُصنّف کی محنت

تھی یہ فکر لاحق کروں میں بھی کوئی
رقم اس کی تاریخ سالِ طباعت

یہ آواز ہاتف سُنائی مجھے دی
رقم کر "زجاجِ مقاماتِ عظمت"
۲۰۰۶ء

مُکرّر جو کی فکر "تاریخ" اس کی
ہے "جاہ و کمال، افتخارِ زیارت"
۲۰۰۶ء

"صفا" سے بھی ہے اور تاریخ اس کی
۱۷۱
عنایت سے ہاتف کی "ذوقِ محبت"
۱۷۱+۱۲۵۶=۱۴۲۷ھ

کہی مجھ سے ہاتف نے، تاریخِ دیگر
تعالی اللہ "اجلال و آن و فضیلت"
۱۴۲۷ھ

کتابیات

کتاب ھذا کی تیاری میں قرآن پاک و احادیث نبویہ ﷺ کے علاوہ درج ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا گیا۔ ان کے علاوہ مختلف ویب سائٹس سے بھی معلومات حاصل کی گئی ہیں۔

عربی کتب

	کتاب	مصنف
☆	المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم	محمد فواد عبدالباقی
☆	قضیۃ التصوف، المدرسۃ الشاذلیہ	الامام الدکتور عبدالحلیم محمود
☆	جامع کرامات الاولیاء	القاضی الشیخ یوسف اسماعیل النبھانی
☆	طبقات الاولیاء	سراج الدین ابی حفص عمر احمد المصری
☆	مناقب القطب الربانی سیدی عبدالوھاب الشعرانی	الدکتور محمد عبدالقادر
☆	رجال مع رسول اللہ ﷺ فی طریق الدعوۃ	سید احمد بن یوسف القادری
☆	الرسالۃ القشیریۃ	الامام ابی القاسم عوازن القشیری
☆	نور الابصار فی مناقب آل بیت المختار	الشیخ مومن الشبلنجی
☆	درۃ الاسرار و تحفۃ الابرار	الشیخ ابن الصباغ
☆	لطائف المنن	ابن عطاء اللہ السکندری
☆	اہل البیت فی مصر	سید ہادی خسروشاہی
☆	مراقد اہل بیت فی القاہرہ	محمد زکی ابراہیم
☆	اوراد الطریقۃ الشاذلیہ	الناشر مکتبۃ زہران
☆	مجموع اوراد سیدی ابی الحسن الشاذلی	الناشر دار جوامع الکلم

فارسی کتب

	کتاب	مصنف
☆	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری
☆	طبقات الصوفیہ	خواجہ عبداللہ انصاری

اردو کتب

	کتاب	مصنف
☆	سیرت حضرت رابعہ بصری	محمد عامر
☆	قصیدہ بردہ شریف	سید سید الحسن ضیغم
☆	دُرّ و مَتاج	سید حسین علی ادیب رائے پوری
☆	شہنشاہ بغداد	محمد لطیف زار نوشاہی
☆	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارا شکوہ قادری
☆	انوار اولیاء	سید رئیس احمد جعفری
☆	امیر حزب اللہ	ڈاکٹر عبدالغنی
☆	چند روز مصر میں	صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری
☆	احوال آخرت	مفتی محمد فیض احمد اویسی
☆	سفیران حق	پروفیسر خالد
☆	بزرگ	نواز رومانی

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیاراتِ مقدسہ	248	7	88
2	سفرنامہ ایران و افغانستان	296	28	61
3	دیارِ حبیب ﷺ	300	51	60
4	سرزمینِ انبیاء و اولیاء	112		212
5	زیاراتِ اولیائے پاکستان	112		212
6	سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	256	2	37
7	زیاراتِ شام	112		120
8	شہرِ رسول ﷺ	112	60	61
9	بارگاہِ پیر رومی میں	128	13	34
10	سفرنامہ زیاراتِ مراکش	144	23	38
11	فضیلتِ اہلِ بیتِ نبویؐ	112	-	

دعاے سیدنا ابوالعباس المرسی
اللهم اغفر لامة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
اللهم اصلح امة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
اللهم تجاوز عن امة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
اللهم اجعلنا من امة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
آمين بجاه سيد المرسلين
صلى الله عليه وآله وسلم